

تھلی دیوبند
ماہنامہ

ایڈیٹر: عامر عثمانی

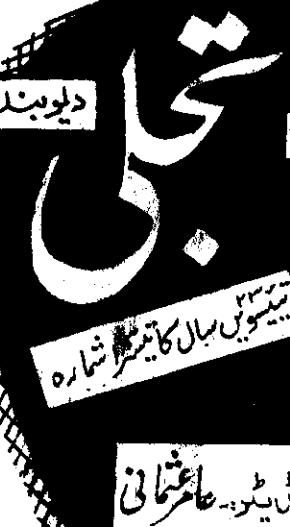
جو اپنے لئے پسند کرتے ہو
دوسروں کیلئے بھی وہی پسند کردا

تاریخی میں ایک دفعہ

سالانہ
بارہ

دیوبند

ماہنامہ

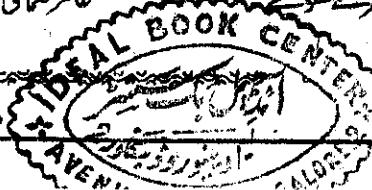


اس اور پروالے دائرے میں شرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت کھینچیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ خسیداری جاہلی شرکتی ہو تب بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائیگا جسے صول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا رومی پی ساٹھ تیرپے کا ہو گا۔ منی آرڈر ہتھ پر کہ آپ دی پی کی خرچ سے نج جائیں گے)

فهرست مضمایں

۱۴	ادارہ	احوال واقعی
۵	عامر عثمانی	آغاز سخن
۱۳	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	تقییم القرآن
۱۹	عامر عثمانی	شرح صحیح مسلم
۲۵	(ایشیا)	مولانا مودودی کی مجلس
۲۸	عامر عثمانی	تجھی کی ڈاک
۳۷	(ترجمہ:- شمس نوی عثمانی)	مریم جبیل اور مولانا مودودی
۳۸	غ۔ ش داؤدی	امام احمد بن حنبل
۵۷	شورش باتشیری	ہم نفس (نظم)
۵۹	(ایشیا)	رس کا آنکھوں دیکھا حال
۶۱	افوار شیخ	جماعت اسلامی ایک تظمیم یہ کی عوت
۶۲	ملا ابن العرب	مسجد سے بیخانے تاک
۶۸	عامر عثمانی	کھڑے رکھوٹی

ایک روپیہ ۲۵ پیسے



امریکہ - ناچیریا - کنیڈا - انگلینڈ - فرانس۔

منگھرم - اندونیشیا اور ملیشیا سے
دریعہ بھری ڈاک دو پونڈ۔ بذریعہ ہوائی ڈاک پونڈ

حرین - افریقیہ - سعودی عرب - قطر وغیرے
دریعہ بھری ڈاک ایک پونڈ اور دس شلنگ۔
بذریعہ ہوائی ڈاک تین پونڈ

کستان سے فی الحال کچھ نہیں ہے

مندادستان سے - پارہ روپے -

ڈیوبند عمار عثمانی نے "اسلامی پرنس" دیوبند
چھبوٹاگرا پسند فر تجھی دیوبند سے شائع کیا۔

گھر تی ہے کہ انہوں نے کنوں سے ایک جرأت مندا نہ اور فیصلہ کون جست لگانے کے امکانات پر مسکے بڑا پھرہ اسی درست کا ہے جس کی دسازی اور غنواری کے لئے ان ازدرا و حماقت یا ازدرا و نافقت بڑے زور شور سے گائے جا رہے ہیں۔ خدا پرستی کے بجاتے قوم پرستی دولت پرستی اور ماڈہ پرستی کا جھنڈا الٹھانے والے "میمنوں" کا نجام اس کے سوا ہوتا بھی کیا۔ دولت پرستی کا لفظ ہم نے خواہ مخواہ استعمال نہیں کیا۔ جس چیز کا نام اشتراکیت رکھا گیا ہے وہ بھی اصلًا دولت پرستی ہی کا مطلب ہے یہ الگ بات ہے کہ ھر طبقے نعروں، معاوظ انتیز تو جیہوں اور غریب لوگوں کی نام نہاد ہمدردی کے مناقفانہ مظاہروں کے ذریعے اسے سرمایہ داری کی ضمیدا در کرایا گیا ہو۔ اشتراکی جمادات میں سرمایہ اور سائل روزق کا جو ھریب ارشکار پایا جاتا ہے اس کی مثال بڑے سے بڑے سرمایہ دار ملک میں نہیں مل سکتی اور اس ارتکان نے دہاں کے عوام کو جس لہر زہ خیز یہ نہایت، سنگین اور تھہیر غلامی کامرا اچکھا یا ہے اسکی مثال بھی دنیا تی اترخ میں نہیں مل سکتی۔

دنیا کے بعد پاکستان کا نمبر آ تھے۔ اقوام علم کی نظر میں اسے ایک ایسے پہلوانی کی حیثیت حاصل ہے جو چوتھا بھائی ملت ہے اور بھائی سکتا ہے، مگر آج اسکے بھرپوری میں طوفان آیا ہوا ہے سفیدیہ حیات تیز ہو اؤں، غصباں ہو جوں اور خون آشام نہنگوں کی نزدیک ہے۔ کون جانے کیلی کیا ہونے والا ہے۔

رخ نہیں یہ ہے کہ تعالیٰ فی سبیل اللہ کا منتظر ہمیں نظر نہیں آتا۔ خدا کے پرستار ذاتی یا قومی اقتدار کیلئے لڑ رہے ہیں۔ زمین کیلئے لڑ رہے ہیں۔ باطل ازوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ایسی لڑائی میں کسے شہید کہیں اور کسے غازی۔ شہزادت تو بہت اوپھی چیز ہے موجودہ حالات میں اگر کوئی مسلمان جرم موت ہی سے بچ جائے تو بہت جائے شکر ہے ورنہ زین، زر اور جاہ و مال کی ہوس ہیں گرفتار نہ والوں کو قواسم "مردار" تراو دیتا ہے۔ ایسا مردار جو اپنی حرام موت کا خود ذمہ دار ہو۔ ۶۶



اپنا بیان حسن طبیعت اپنیں مجھے

پھلے ماہ اسی صفحہ پر ہم نے قارئین سے کچھ مشورے طلب کئے تھے۔ حملہ کیا نکلا اس کی اطلاع انشاء اللہ اگلے ماہ دی جاسکے گی۔ فی الحال تو صورت یہ ہے کہ تھملہ پر چھپ پر ڈاک کرنے کے آٹھ دن بعد ہی یہ طوطوں کی بھی جاری ہی ہیں تاکہ اگلہ پرچہ پریس چلا جائے اور ٹھیک وقت پر آپکو اٹھ دنوں میں قارئین کی آرام بھلا کم تک کیسے پہنچ جائیں۔ قیمین ہے کہ ماہ اپریل کے اختتام تک پہنچ جائیں اور پھر ان کی روشنی میں ہم کوئی قدم اٹھا سکیں گے۔

آج کے "احوال واقعی" بس اتنے ہی ہیں کہ نہیں اپنے محور سے بھی نہ چاند اور سورج نے اپنے مادر بدلے اسراہیل ٹھیک وہیں ہے جہاں وہ ۴۴ عزیز ہیں بیٹھا۔ اور عرب بھی سب سی، ذلت دخراوی، داماندگی اور کسی پر سی کے اسی اندر ہے کنوں میں پنجیاں کھا رہا ہے جہاں مل قانون قدرت نے اسے چند سال پہلے بھنچا یا تھا۔ کس پرسی کے لفظ پر بعض خوش نشکرے چیزوں بھی ہوں گے۔ ان کا خیال ہے کہ روس کی "السانیت دستی" نے عربوں کو بہت سہارا دیا ہے اور اسراہیل کے مقابلے پر وہ نہایت بارہ و مددگار نہیں رہ گئے ہیں۔ ہم اس خیال کی تردید میں آہ سردد بھرنے کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ خیال بظاہر لاائق اعتماد ہوئے کے باوجود فی الحقيقة اتنا ہم، دور از کار اور داش سوز ہے کہ حالات کے ہوشمند انتہج زیہ میں اس کی کوئی اصل باقی نہیں رہ جاتی اور دیہہ بینا اس عرب تنک مفتر کا مشاہدہ

مشترقی پاکستان کا امیمہ

اعازِ محن

لیکن بذختری اور غلط اندازی کی انتہا ہے کہ پاکستان کے ارباب اقتدار نے آغاز میں ذرا دھیمی رفتار اور خفیہ انداز سے اور اس کے بعد پوری تجزیہ فتاری کے ساتھ عالمی طور اسلام سے دُور بھاگن کی راہ اختیار کی۔ سیاست کا خالص مادہ پرستی کے رنگ میں بن گا۔ مسائل کو ٹھیک سی زاویہ نظر سے دیکھا جس سے غیر مسلم دیکھتے ہیں۔ اسلام فقط بازن پرورہ گیا مگر عمل کے استیج پر غیر اسلامی تظریات و انصار جشن منانے لگے۔ ناشکری کا اتنا بھی انک نمودہ کم ہی ملے گا مگر جس اسلام کی دہائی دے کر ملک حامل کیا گیا تھا اسی کو پا جو لوگ اس کے ظلام کی حیثیت دیدی گئی۔ ایسا عنلام جس کا فرع ہے کہ آقا کے آنچے چون وحرا نہ کرے اور آقا جس خدمت پیر لگاتے وہ آنکھیں بند کر لگا رہے۔

چو لوگ آنکھیں اور سو جھوپ جھوڑ کتے ہیں ان سے یہ ال مندرجہ حقیقت تھی نہیں کہ پاکستان میں جو بھی حکومت آئی ہے وہ اپنی پیشہ دھکوہت سے خواہ کتنی ہی مختلف رہی ہو گرہ اسلام سے گمینہ اور باطل قدریوں سے اب تنکی میں رہی بھی مختلف نہیں رہی۔ جو بھی آیا اداہ پرستانہ از کار و نظر کا نام بجا تا آیا۔ جو بھی آیا دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا جھٹا اہر تا آیا۔ ہم سنتا ہے تجویں بھمار بعض ایسے افراد بھی اقتدار اعلیٰ کے تحف پر آگئے ہوں جو فی الواقع اسلام کے لئے مخلص ہوں۔ جن کے دل میں خدا کا خوف اور میا خذہ آخرت کا درہ ہے۔ جو غیر اسلامی تہذیب و تمدن کی ہلاکتوں کو محسوس کرتے ہوں۔ جو اسلامی اکٹھر کے فروع

بی ایک صاف و سادہ حقیقت ہے کہ زمین کے جن دنگرہوں کا نام پاکستان رکھا گیا ہے وہ ایک دوسرے سے اتنی دور ہیں کہ جغرافی اعتبار سے انھیں ایک بلک قرار دینے کا کوئی جواز نہیں۔ یہ جواز عرصہ ہے وہ مدتی قومیت کی دلیل سے پیدا کیا گیا تھا اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ دلیل امتیاز اولاً لکھنے والے میں، غیر معقول اور دور از کافتہ اور دیگری ہے لیکن آخر کار اسے تسلیم کر لایا گیا تھا اور جغرافی استدلال کے مقابلے میں عقائد و تظریات کی جیت ہوتی تھی۔

اب اگر پاکستان کے ارباب حل و عقد اس دلیل کے سلسلے میں کم طور پر مغلص ہوتے تو پہلے ہی دن سے ان کی تمام جدوجہد اس نکتے پر مرکوز رہنی چاہیئے تھی کہ مشرق اور مغرب کے دو بیرونی المسافت خطوط کا باہم دگر بڑھ رہنا ان عقائد و تظریات کی آبیاری اور فرغ اور نشوونما پر مخصوص ہے جن کی کار فرمائی سے زمین کے سینے پر ایک نیا ملک پیدا ہوا ہے اور جن کا مختصر مگر جامع نام "اسلام" تھے۔ اسلام ہی وہ قدر مشترک تھی جس نے مشرق و مغرب کے بعد کو قریبے مدد لاتھا۔ جس نے زبان اور فعل اور وظیفی قویت اور معاشرتی اختلافات کیلئے ایک نقطہ اتحاد کی نشاندہی کی تھی۔ جس نے عادات و اطوار اور مذاہ طبیعت اور مذاق ور جہان کی ریگزاری کے باوجود معنوی وحدت اور برو جانی کے تھی اور نکری مطابقت اور جذب اپنی ہم آہنگی کا پرائم فضای میں لہرایا تھا۔

بالآخر ہے۔

بھگال تو ہر حال مغربی پاکستان سے طویل فاصلہ پر واقع ہے اور صدھارا میں کی خلیج دونوں کے مابین حائل ہے۔ ہم بخاں اور سندھ اور سرحدی علاقوں کے بارے میں ہم یونکر نیقین کر سکتے ہیں کہ محدود قومیتوں کا جتوں ایک نہ ایک دن اپنے ٹھنک اسی راستے پر نہ لے آئے گا جس پر مشترق پاکستان تظر آ رہے ہے۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں میں خود حتماً ہمی کا جذبہ اگر پیدا ہو لے تو اسی لئے ہوا ہے کہ وہ اسلام جو اس جذبے کی سدا کش، کو روک سکتا تھا افسانہ بنادیا گیا اور کوئی بھی قابل تحاظہ را بظہم ایسا باقی نہ رہا جو مشرق و مغرب کے دو بعد المساافت خطوں میں یک جہتی اخوت، ہم آہنگ اور دینی اتحاد کے تصور کی آبشاری کر سکے۔ پھر بخاں اور سرحدی علاقوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ذہنی و قلبی طور پر برو طریقے کے لئے کوئی الیچی چیز موجود ہے جو کثرت میں وحدت اور اختلاف میں اتحاد کا قوی احساس پیدا کرنے والی ہو۔ ان خطوں کا رہن ہمیں ہمیں الگ۔ رسمی رواج الگ۔ مراج اور طبیعتیں الگ۔ منابع اور عیاں الگ۔ جوڑنے اور ہم آہنگ کرنے والی اگر کوئی شے تھی اور ہے تو وہ اسلامی قومیت ہی ہے۔ لیکن اس قومیت کی گرفت کیوں دھیلی نہ پڑے کی اگر اس قومیت کی روح سلب کر لی جائے اور اس تھہمال پیش پیش پیش استاد انوں کی زیر کار زبانوں کے علاوہ اس کا وجود کہیں نظر نہ آئے۔

پاکستان کے حالات پر نظر رکھنے والے خوب دیکھ رہے ہیں کہ محدود قومیتوں کی تکمیل مغربی پاکستان میں پھر فرع ہو جیکی ہے۔ صوبوں کو مستقل اسٹیٹ تصور کرنے کا روحان وہاں بھی عام ہے۔ سانی اور سلی اور جغرافی حدودیاں ہاں بھی اتحاد اخوت کو چاہ رہی ہیں۔ پھر اگر اسلام سے تحریک اور باطل انکار و نظریات سے دائبگی کا روتیر جوں کا توں باقی رہا تو کون کہہ سکتا ہے کہ کب کس صوبے کے عوام

اور دین حق کی سر بلندی کا سچا جذبہ اپنے سینے کے اندر رکھتے ہوں لیکن ان کی آباد حکومت کا وہ زہر یا مرا ج نہیں بل سکی جسے بدے بغیر معاشرے کی طہیہ اور قوم کی سمت پر میں تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ قوم سے اور مدینے کی طرف نہیں تر کی اور یونان کی طرف ہنکائی جا رہی تھی۔ قبلہ مقصود حجاز نہیں تھا لندن اور امریکہ تھا۔ پھر حالات نے سمیت قبلہ بدی تو قوم کا معتد بھٹکہ روس اور چین کی طرف مڑ گیا۔ یہ ہر حال نہ ہوا کہ وقت کی کوئی حکومت جذبہ صادق کے ساتھ خدا اور رسول دا بے اسلام کو رہنمائی کے لئے آزاد تھی اور باقی جمع خرچ کے بجائے جہاد و عمل کے ذریعے اُن پاکتہ قدوموں کو سر بلند کرتی جوں سے سینے پر مونگ دلتے کی ٹھنڈی جھنپٹی باطل اقدار کر دیدی جاتی تھی۔

یہ بہت ہی محضرا و محل مانقصہ ہے پاکستان کی تیس سالہ نظریہ یا قلمداد فکری ہمیت کا۔ اس نقشہ کو اپنے منتظر میں رکھ کر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کرنا شکل نہ ہو گا کہ آج مشرقی پاکستان میں جو کچھ میش آیا ہے وہ کوئی اچانک واقعہ یا اتفاقی حادثہ نہیں بل بل ایک قدرتی نہر ہے اس میں رسول روشن کا جو اسلامی قدروں کو دیا اور باللت روؤں کو اجھا نے کے رُخ پر اختیار کی تھی آدمی اپنی عین نظرت میں کسی جذباتی مرکز کا تشیقہ نہیں جہاں اس کی تمام امتیں آہزوں میں اور نیازمندیاں سجدہ ریز ہو سکیں۔ یہ رکن اگر اسلام نہ ہو گا تو لا حمالہ کوئی اور ہو گا۔ دینی قومیت نسلی قومیت، سانی قومیت یہ تمام ملکن آدمی کے اسی جبی روحان کو ظاہر کرستے ہیں جسے اللہ اور رسول نے دین حق کی طرف منتکز کرنا چاہا تھا۔ اب اگر دین حق کو نظر انداز کیا جائے گا تو اس کے سو ایک انتہی برآمد ہو گا کہ نہیں کا حریص اور جذبات کا تھوڑا مدد و دسم کی قومیتیں بن جائیں اور اسلامی اتحاد کا وہ تصور بڑھ جائے یا اندھر جاہے جو اس میں وہ نہنگ اور غبان اور جیسا کہ حدودیوں سے

شہر پر لگادیں حالانکہ یہی کوششیں الگ جماعتِ اسلامی کے دو شہر پر دش طاغوت کے خلاف صرف ہوتیں تو تباہ پسچھا اور ہی ہوتے۔ اب یہ تو تمکن ہے کہ ہم دشمنی کریں اسلام دشمنوں سے اور شکست ہتھے میں آئے اسلام دشمنوں کے۔ پاکستان کے نام نہاد اسلام پسندوں نے پاکستانی انتخابات کے دوران جو طرزِ عمل اختیار کیا اس کا واحد نتیجہ ہی ہو سکتا تھا اور ہی ہوا کہ اسلام گزیر طاقتیں لا ساری تھیں اور اسلام کے سچے علمبردار یا تھتھے رہ گئے بات اگر بعد از وقت نہ ہوتی تو ہم بڑی فصیل سے بتا سکتے تھے کہ پاکستانی ایکشن میں اس مخلوق نے جسے علماء مشائخ اور صوفیار کا لقب دیا جاتا ہے کیسے کہے: «گفتگی حرج» استعمال کئے ہیں جماعتِ اسلامی کے خلاف۔ کیسے کہے سفید جھوٹ بولے ہیں۔ کیسی کیسی حکایات دی ہیں۔ تیسی تیسی چالیں چلی ہیں۔

اس سے ہم بے خبر نہیں کہ مشرقی پاکستان پر مغربی پاکستان والوں کے ظلم کی بھی ایک داستان ہے۔ اس داستان میں سچائی کتنی اور مبالغہ کتنا ہے یہ الگ بحث ہے مگر یہ بات اپنی جگہ سلم ہے کہ داستان بالکل ہی بے نیاد نہیں اور مغربی پاکستان کے جاہ پسندوں نے مشرقی پاکستان کی جائز تحریکات کیوں سے بے نیازی کا جو روایہ سلسل اختیاری کئے رکھا ہے وہ بجاے خود ایک مستحق نافضانی ہے۔ ناصلانیا ہمیشہ قفسوں اور بغاوتوں ہی کو جسم دیتی ہیں مشرقی پاکستان والے اگر عاجز اکرناگ آمد بمحاب آمد کے موڑ تک پہنچ تو اسے غیر قادری نہیں کہا جاسکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ مخصوص قانونی نقطہ نظر سے پاکستان کی حکومت اس میڈر کو خادوت اور غدر کا مکروہ قرار دے۔ یہ الگ بات ہے کہ شیخ حبیب پر جلدی اسی کا الزام کیا گا اس کے مغربی پاکستان والوں کے جرم کو ہلکا کرنے کی کوشش کی جاتے گرہبتوں خاصہ کی ہیوس اقتدار نے بھی کچھ کم حل نہیں ہلا کے ہیں۔ ان کی شعلہ نوائیوں نے بھی شعلوں کو ہوا دیئے میں کوئی کسر

مرکز سے کئے اور اپنا تحفہ اقتدا چھلانے کی اکیم بن اکر مناسب موقعہ نے فائدہ ڈھاتا ہیں گے اور کب مرکزی اقتدار کو قوب و فنگ کا دیہی امناک کھیل ہے کہ میلنا پر بھی جو آج مشرقی پاکستان میں کھیلا جا رہا ہے۔

خدائی کا رشتہ دار نہیں۔ مسلم کافر، مشرک ملعون سب اسی کے بندے ہیں۔ قوانین فطرت سب کے لئے اس نے یکاں بنائے ہیں۔ اب اب عمل کی منطق اور مقداد و تباہ کی سُنُس سی امتیاز و فرقہ کی روادار نہیں۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حجم اعلیٰ کا بویا جائے اور میں انگور کی نکلے۔ بونے والا مسلم ہو یا ہندو۔ چینی ہو یا جا پانی۔ حجم کا طبعی عمل اور برگ وبار کی فطری خاصیت بدلتی ہے۔ چاہئے۔ پاکستان کے ارباب اقتدار نے الگ تینیں اسالوں تک اسلام کوئے انہر کرنے اور اسلام دشمن نظریات کو مسدیدھانے کی کوششوں میں وقت صرف کیا ہے تو اللہ کا قانون ایسا ہی حوال بھی ان کی جھوٹی میں ڈالے گا۔ وہ لازماً وہی پھیل کھائیں گے جس کا درخت اخنوں نے بویا ہے۔ انھیں کفر ان نعمت کی پاداش اور خدا فراہوشی کی خوست سے کوئی نہیں بجا سکتا۔

زبر و سرت المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام شمشی کا کردار صرف انہی لوگوں نے ادا نہیں کیا جو مغرب کے طسم سامری کا فریکار تھے بلکہ ان لوگوں نے بھی ادا کیا جو اسلام کے نمائندے، قرآن و سنت کے ترجمان اور علم و فضل کے چھپتے ہے جاتے ہیں۔ ان کی تینیں کچھ بھی رہ ہی ہوں۔ یہ اسلام کی خدمت کا گیسا ہی جذبہ اپنے سینے میں رکھتے ہوں مگر نیت اور جذبہ لا یعنی ہیں اگر عمل ان کے خلاف ہو۔ مغض نیت اور جذبہ کے زور سے کوئی شخص امریکی نہیں پہنچ جائے گا اگر اس نے رُخ روں اور چین کی طرف کر رکھا ہو۔ ان علماء و فضلا نے غلط اندیشیوں کی رو میں اپنی تمام صلاحیتیں جماعتِ اسلامی کو تباہ کرنے کے

کیا جبیتے اس تاثرا ہی کو اگر انہی اہانت سمجھنا تو کیا غلط سمجھا اور ان کے تحمل و تدبیر میں آگ لگ گئی تو کون اسے غیر نظری قرار دے سکتا ہے۔ بعد میں بھی خان کا بطور خود ایک تاریخ متعین کر دینا اور جو جبیتے مشورہ نے یا استصواب کی ضرورت نہ سمجھنا ایک اور اشتعال انگریز م تھا جسے آگ پر تسلیم پھر کرنے کا نام دیا جا سکتا ہے۔

بات غیر ضروری طول رنج جلتے گی اگر ہم مفصل تجزیہ کر کے پہ بٹائیں کہ ہماری داشت میں شرقی پاکستان کے موجودہ آشوب کی کتنی ذمہ داری کس کس پر ماندہ ہوتی ہے ہمارا آج کا موضوع صرف یہ ہے کہ جو بدترین صورت حال پاکستان میں پیدا ہو گئی ہے وہ اپنے آخری تجزیہ میں نتیجہ ہے اسلام سے گزرنا اور باطل سے پہنچنیں بڑھانے کا۔ ظلم سمجھائے خدا اسلام دشمنی ہے خواہ وہ اقتصادی نورع کا ہو یا کسی اور نوع کا۔ شرقی پاکستان کے ساتھ جو بھی یاد تی مغربی پاکستان والوں نے کی ہیں چاہے وہ انتظامی امور سے تعلق رکھنے ہوں یا معاشی معاملات سے۔ ان کا بنیادی تعلق رعونت سے ہو یا تعصب۔ وہ بہ حال معرض وجود میں آئیں اگر اسلام کو شروع ہی سے پاکستان میں کار فرمانی کا موقع مل جاتا اور شروع میں اگر نہیں ملا تھا تو کم سے کم حالانہ تباہی میں پاکستانی عموم اسلام کے معروف خادموں کو قیادت کے مقام پر لے آتے تو اسی اور جزا فی عصیتوں کو وہ حلی شہ نہ ملتی جس نے شرقی پاکستان کو علی گی پسی اور اخراج کی چڑی پر بیٹھا دیا ہے۔ اگر اسلام صرف اتحصال اور مطلب براری ہی کے لئے رہ گیا ہے تو پھر تعین کر لیا چاہیتے کہ جس بھوچاں کو بھی خان آج فوجی طاقت سے دبادیتا چاہتے ہیں وہ وقتی طور پر بچا ہے دب جائے مگر دب کر وہ مزید طاقت حاصل کرے چکا اور آخر کار ایک ایسا وقت آئے جا کہ تو پرتفع اس کے انہمار پر قابو نہ پاسکیں گے۔

معلوم نہیں اس تحریر کے اثاثات پذیر ہونے تک

نہیں رکھی ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان کی رائے یہ تھی کہ قومی اسمبلی کا جلاس لا زماں بایا جائے اور جن لوگوں کو قوم نے ووٹ دے کر نمائندگی کا تاج پہنایا ہے انھیں فوری موقوعہ مہیا کیا جائے کہ نیا جمپوری دستور بنائیں۔ شیخ جبیتے کچھ نکات ملکی سالمیت کے لئے کیسے ہی خطرناک سہی نیکن جب انھیں اتحادی قبل جرم قرار نہیں دیا گیں تواب العدالت کی راہ یہ ہے کہ قومی اسمبلی ہمایہ میں ان پر بحث ہے اور منتخب نمائندے مل جل کر ایک ایسا آئین بنائیں جو ملک کی سالمیت کو قائم رکھنے ہوئے مشرقتی پاکستان کے تمام جائز حقوق کا ضامن ہو اور جنی بھی جائز تکمیل مشرقتی پاکستان والوں کو مغربی پاکستان سے ہیں ان کا سدی باب ہو جائے۔ چھ نکات بخطرناک ہی ہیں ان میں اتنی لچک ضرور ہے کہ باہمی غمجوواری اور بھائی چارسے کی اسپریٹ میں کی جانے والی لفتگی ان کا ایک معتمدل اور لا اُنی برداشت صداقت نکال سکے۔ جلاس بہر حال ہذا چاہتے اور جمپوریت کو کار فرما کرنے کے لئے افہام و فہیم کے ذریعے گھیاں سمجھانی چاہئیں۔

یہ تھا جماعت اسلامی پاکستان کا مشورہ۔ مگر بھٹو صاحب نے اپنی معروف زبان اور معلوم لہجے میں وہ خل غپاڑہ مجاہد کہ جماعت کی آواز نقار خانے میں طوطی کی صدابن کر رہ گئی۔ ”جو اسمبلی کے جلاس میں شرکت کے لئے چاہے وہ بس ایک طرف کا ٹکٹ لے کر جائے۔ والپسی کا خیال جھوٹوڑے“۔ ”ہم جانے والوں کے پر توڑا دالیں گے“۔ جلاس سے ہیلے سمجھوتہ کرو۔“ وغیرہ تک۔

پر تھیں بھٹو صاحب کی گل افغانیاں۔ وہ جانتے تھے کہ جیب کی ہیر و شب اگر ان لی گئی تو ایں جانب کا منتخب اقدار اونڈھا ہی پڑا رہے چکا۔ جس شخص کی ہوس اقتدار خدا درت کے خواب دیکھ رہی ہو، اسے وزارت خلیل بھی نہ ملے تو قدرتی بات ہے کہ وہ شدید غیظ و غضب میں مبتلا ہو جائے گا۔

بھی خان رنج گئے۔ شاید ڈر گئے۔ جلاس ہٹوٹی کر دیا

سامیت پر ضرب لگائے اور اسٹیٹ کے کسی حصے کو مرکز سے کاٹ کر خود مختاری عطا کر دے۔ مگر جن ملکوں جیش اس کے نزدیک دوست ملکوں کی نہیں ہے وہاں کے لئے وہ یہ پسند کرتا ہے کہ جس طرح بھی ہواں کی سالمیت پارہ پارہ ہو جائے۔ وہاں کسی صوبے کے حوالہ کی علیحدگی پسندگی جرم فتنہ اور نہادی جائے اور ایکشن میں کامیابی حاصل کرنے والی کوئی پارٹی اگر ملک کے کسی حصے کو مکمل خود مختار بنانے برقرار رجاء تے تو اس کے اس طرز عمل کو بغاوت اور غدر کا نام دے کر سختی سے مسترد کرنے کے بعد ملکے داخل اور عدالت کا برقرار جائے۔ حوالہ کا ناگ کے آگے نیاز مندا منہ سر جھکایا جائے اور ملک کی سالمیت کو نظر انہوں نے کر دیا جائے۔

حالات کیا ہوں۔ اس وقت جو حالات ہیں وہ بھی جیسا کہ درجے میں کیونکہ علم کا کوئی معنی نہیں میسر نہیں۔ خبروں کا حال یہ ہے کہ پاکستان کچھ کہتا ہے اور شاخ مجس کے حامی بچھ کہتے ہیں۔ متصاد خبروں سے اخبارات پڑھنے پڑے ہیں۔ بنے تک اور تک دارالعلوم فضاؤں میں ابا بیلوں کی طرح اُڑ رہی ہیں۔ پروگرام کے کا ایک چھکڑے چل رہا ہے جس میں سچے اور جھوٹ کا انتیاز دشوار ہو گیا ہے۔ ایسی صورت حال میں واقعاتی طرح سے حاکمہ تک رسائی کیا جائے۔ ہاں اصولی جیش سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ زیادتی اور علم جو بھی ہو اور جس کی طرف سے بھی ہو اسلام اس کی تائید نہیں کرتا۔ امن کے قیام، ملک کے تحفظ، بغاوت کی سرکوبی، غدر کے استعمال اور حملہ و فساد کی تسلیمی ممکنہ صورتوں کے لئے اسلام کی واضح ہدایات اور قوانین موجود ہیں۔ اس نے زندگی کے دوسرے سید الوں کی طرح اس میں رہاں میں بھی اپنے حلقتہ بگوشوں کو اندازہ دیتے ہیں میں فہیں چھوڑ رہے تھی خان ہوں یا شیخ محیب جو بھی اسلام کی روشن ہدایات سے تجاوز کر کے ظلم اور فساد پر اذی کا مرتكب ہوتا ہے اپنی بد کرداری کا ثبوت دیتا ہے اسلام پر اس کی کوئی ذمہ داری عدم نہیں ہوتی۔ رہی لاد بھی سیاست اور خدا بیزارِ پیغمبری کی بات تو اس کی دنیا ہی فرائی ہے۔ اس کا کوئی معیار اس کے سوا نہیں کہ جس حرث سے ملکن پر اپنے دشمن کو زد دو اور اپنے لئے فائدے سے سنبھل۔ جھوٹ، افتراء، مکاری، مذاقت، سنگدی اور بے شرمی ماذہ برستانہ نقطہ نظر سے ایسے تھیمار جو بلا تکاف استعمال کئے جا سکتے ہیں جب کہ اپنا مفاد ان سے واپسہ ہو۔ یہ نقطہ نظر ایک ہی فعل کو بغاوت کہتا ہے جب اس کی جو طریقہ رہی ہو اور جہاد آزادی کا عنوان دیتا ہے جب اس کا نقحانہ دشمن کو پہنچ جو رہا ہو۔ اس کا قانون اپنے لئے یہ ہے کہ ایکشن میں جتنے والی کوئی پارٹی خواہ تھی ہی اکثریت سے کامیابی حاصل کرے اسے یہ حق بہر حال نہیں پہنچتا کہ ملک کی

ہی آواز اٹھاتے جسی شرقی پاکستان کی عوامی لیگ نے اٹھائی اور اس علیحدگی پسندی کو غداری کے ہم منعی قرار دے کر تم طاقت کے ذریعے اسے ناچاہیں تو کسی اور ملک کا یہ طرز عمل ہمیں گوارا ہو گا اور ان علیحدگی پسندی کو مجاہدین حریت کے نام سے یاد کرنے ہوئے پوری دنیا میں ان کی حمایت تلاش کرتا پھرے اور ہمارے ملک کے ایک بازو کو بلا تکلف مستقل نام عطا کر کے یہ پروپگنڈہ کرے کا ب وہ بھارت کا جز نہیں ہے بلکہ مستقل ملٹیٹ ہے۔ (۲) میرود قابل کی بغاوت جنوبی ہند کے بعض حصوں کی مرزو علیحدگی پسندی اور شیری کی جانی پہچانی مزکر گزیری تلحیح حقائق کی حیثیت سے ہمارے یہاں بھی موجود ہے۔ کیا مشرقی پاکستان کے سلسلے میں اختیار کیا ہوا ہمارا موقف ان حقائق کی تلحیح میں شیرینی کا اضافہ کر کے گایا یہ تلحیح ہریہ کھڑک و اہمیت میں تبدیل ہو چاہئے گی۔

(۳) اگر دنیا کا کوئی قابل ذمہ ملک مشرقی پاکستان کے قصیے کو پاکستان کے اندر ونی معاملات کی فہرست سے خارج کرنے پر تیار نہیں تو کیا ہم اس دلیل سے دنیا کو معلمتوں کو سکتے ہیں کہ مشرقی پاکستان کی سرحدیں چونکہ ہماری سرحدوں سے ملتی ہیں اس نے ہم محض تماشانی بنکر نہیں رہ سکتے۔ یا کیا انسانی ہمدردی کے نام پر دنیا کو کارکر ہم اس لازمی تیجھے سے بچ سکتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی ملک ہمارے خلاف ہمارے ہی طرز عمل کو دہراتے جب کہ اس کی دلست میں ہمارے یہاں انسانیت پر ظلم دھایا جا رہا ہے۔ انسانیت پر کب ظلم دھایا جا رہا ہوتا ہے یہ فیصلہ کرنالا گزیرہ ملک کا اپنا کام نہیں تو اس وقت ہم کیا منطق استعمال کریں گے جب کوئی اور ملک ہمارے بالے میں فیصلہ دے گا کہ ہمارے یہاں انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہے۔

(۴) پڑوسی ملک لندن میں آج کل بغاوت کا چکر چل رہا ہے۔ کیا مشرقی پاکستان کے سلسلے میں ہمارا طرز عمل صاف یہ چراز پسیدا نہیں کرنا کہ کوئی بھی ملک پر فحشو

چوکر کی کارروائیاں کر رہے ہیں وہ الگ واقعۃ ایسی ہوں کہ ان ظلم و جور کا اطلاق ہوئے تو ہم اپنے نذورہ اہل وطن کی مانگ اور خواہش کی پُر زور تائید کریں گے۔ ہمارے نزدیک ایک بھی انسان کا قتل نا حق تھا اسی طبقاً نا حق جرم ہے چوکر تیکہ بڑے پیمانے پر بے قصور عوام کا خون بہانا۔ لیکن کیا انسانیت پروری کا یہ اصول ہمارے مذکورہ برادران وطن اُس وقت بھی سلیم کریں گے جب خود ہمارے دلیں میں انسانیت پر ظلم کے پھر ٹوٹ رہے ہے ہوں اور انسان انسان کے خون سے ہولی تھیل رہا ہو؟۔ اب تک کا تجربہ اس کی نفعی کر رہا ہے۔ ہولناک فادات کے موفع پر کسی دو ملکے ملکے اگر صد اسے احتجاج بلند کی ہے تو اس کے اس طرز عمل کو شرائیز پر پیش کرے اور افراد تراشی اور اندر ونی معاملات میں دخل اندر اڑی کے تعیر کیا گیا ہے۔ اگر ہمارا یہ روایت درست تھا تو آج ہم مشرقی پاکستان کے سلسلے میں اپنے روایتے کو حق بجانب کس دلیل سے ثابت کر سکیں گے۔

مفصل بصرے کو دوڑر سے سلام۔ مگر یہ کہنا تو بجا نہ ہو چکا کہ الگ ہمارے دلیں میں پھر دانشور ایسے بھی موجود ہیں جو ہر طرح کے عصب اور جانب داری سے بلند ہو کر خالص عدل و رحمت اور اخلاص و معقولیت کے زاویے سے خور و منکر سکیں تو انھیں مندرجہ ذیل سوالات پر غور کرنا چاہئے:-

(۱) مشرقی پاکستان کو یافتہم "بنگلہ دیش" میں مستقل نام دیں، شیخ عیینے حامیوں کو مجاہدین آزادی کے لقب سے یاد کرنا اور اس مطلبہ کو شد و مدد سے دہرانا کہ بھارت سرکار "بنگلہ دیش" کی مفروضہ حکومت کو ایک آزاد و خود مختار حکومت کی حیثیت سے سلیم کرے کیا واقعی ہمارے ملکی و قومی مفاد سے مطابقت رکھتا ہے یا اس جذباتی طرز عمل سے ہمیں فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچ گا۔ فرض کیجئے کل کلاؤں کو ہمارے ملک کا کوئی بازو کھلیک ایسی

دوسرا صرف وہ داہ کر کے ہمیں غفلت کا زہر پلاتا ہے۔
عامر عثمانی
اور ایریل شمس

تفسیر ظهری داروغه مسعودی

مذکور تفاسیر میں تفسیر مظہری کا ایک خاص مقام ہے۔ یہ عربی زبان میں دس جلدیں پر مشتمل ہے اور اس کا اردو زبانی جلدوار سوتا آ رہا ہے۔ اب تک لوگوں میں بھی ہیں۔ لکھائی بھیسا فی کاغذ سب اعلیٰ ترجیحے عام فہم اور شناخت

جلد نوٹ غیر جلد سے دس روز پر چاہس پیئے۔

محلید دوم غیر محلی سے کیا رہ روپے

جلد چهارم غیر مخلص پا رہ رو ہے۔ فرمائیں

جلد سیم غیر مجلد سی سوچه دهاد و بجه

جلد ششم غیر مجلد سے تیرہ روپے

حیدر قم غیر محلہ سے بیرہ رو جے
حاشیہ غیر ملکی

بلاعہم سید علیہ - پڑھہ روپے
بامار ۲۴۰-۳ غیر محلہ - ۱/۵

د اگر شی کو عربی تفسیر در کار ہو تو وہ بھی اسٹاک میں موجود ہے۔ دس جلدیوں میں مکمل عیر مجلد۔ ایکٹو (ویپے) موسن کی زندگی قرآن کی روشنی میں [مصنف کا نام ہے] مولانا ابوالاعلیٰ ابو قودی کی پھر اس کے بعد بھی تفصیل کی ضرورت ہے۔

رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی

سیرت نبویؐ پر ایک معرکہ الار تصنیف، مصنف ہیں
محقق اسلام ڈاکٹر احمد اللہ۔ مجلد سیم کوہ ۸/-
مکتبہ تبلیغی۔ (یونہینڈا (یون۔پی)

ہم صاحب اور مفادا دت کے تحت "چی گو ویرا" باغیوں کو جبا پڑنے حریت کا لقب دے کر ساری دنیا میں ان کی حمایت تلاش کرتا پھرے اور لٹکا کی آئندی حکومت بجا طور پر جو سختی باغیوں کی سپر کوئی میں مکر رہی ہے اس ظلم اور قتل عاد اور داشتیت دسمتی کا عنوان دے کر باغیوں کو اپنے امکان بھر لکھ پہنچائے اور روزانہ چھدر ہے باغیوں کو گولیوں سے اڑانے کی جو حصیں تھیں آمیز راند اور میں اخبارات چھاپ رہے ہیں اپنی نکال سر کار کی بہر بریت، سفرا کی، عوام دسمتی اور ظلم کا نام دے۔

(۵) مشرقی پاکستان کے سلسلے میں ہمارے نشر و انتشار کے ذریعہ نے جس قسم کی خبریں پھیلائی ہیں اور صدقہ و کذب کو جس طرح خلط ملٹ کیا گیا ہے کیا دنیا کے دیدہ و در اور سید امیر غزہ مالک اس کاریکار و محفوظ نہیں رکھنے کے اور کیا اتوام عالم میں ہمارے تعلق یہ تاثر پیاسا نہیں ہوگا اور کیا بلکہ سیاسی مفاد ہے۔ اس تاثر کے تحت ہماری نہیں پوزیشن میں جو ہلکائیں پیدا ہو گا کیا اس کے مقابلے وہ مفروضہ نفع زیادہ نیتی ہے جس کی کم اس نوع کے غیر ذمہ دار انس طرز عمل سے امید رکھتے ہیں۔

یہ سوالات ان تمام داشتہ دون کا منہٹک دھے ہے
ہیں جو اپنے ملک کے حقیقی بھی خواہ ہیں اور کسی شے کے غیر
پہلووں کے ساتھ ساتھ اس کے مضر خوشیوں پر بھی ان کی
نظر ہے۔ کم عقل اور خوشامد پسند یوگوں کو تو بلاشبہ ایسے
حوالی پسند آتے ہیں جو سواتے ہاں میں ہاں ملا نے کے
حرفت تقید نہ بان بر لانا حرم ہتھے ہوں لیکن داننا اور
ستین حضرات کے نزدیک حقیقی ہمدرد اور درست وہ
لوگ ہیں جو آنکھیں بند کر کے ہاں میں ہاں ملا میں بلکہ
پچھی بات اپیں چاہے وہ کتنی بھی رخ ہو۔ علطی کو عتلی
قرار دیں خواہ ان کی بات کتنا ہی بانا کو ازگزورے۔ اصلی
درست ہمیں ہمارے عیوب سے آگاہ کرتا ہے اور بناوی

تھے تو آباد وہ ہمارے ہی ملگر ستم کیا ہیں؟

ایک دفعہ حضرت عثمان نماز پڑھ رہے تھے، آپ کی نمازوں بہت طویل کھینچا تو ایک صاحبی جو آپ کو دیکھ رہے تھے، حیران ہوئے جب آپ نمازوں سے خارج ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ نے اتنی بھی نمازوں پڑھی؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں نمازوں کے اندر یہ خور کرتا رہا کہ افریقہ کو کیسے فتح کیا جائے اس پر نمازوں بڑھ گئی۔ اُن صاحبی نے کہا آپ حکم فرمائیں تو اب بھی فوج جمع ہوئی جاتی ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ بھی مجھے صاحبہ سے مشورہ تو کر لینے دو۔ چنانچہ سارے صاحبیوں جمع ہوئے اور مشورے کے پیش تجویز منظور ہوئی کہ خدا کا نام لے کر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان کی پکار پر بیس ہزار فوج جمع ہوئی۔ بعد اللہ بن ابی سرح کو امیر بنایا گیا اور یوں پاکبازوں کا یہ میش مسجد بھوی سے نکلا اور مسافوں پر مسافتوں طے کرنا ہوا افریقہ جا پہنچا۔ عبد اللہ بن ابی سرح نے اس واقعہ کا نقشہ اپنے الفاظ میں یہ لکھتے ہیں:-

جب ہم افریقہ کے سامنے پر ٹرے اور شکر کفار سے اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھوڑوں کی ناپیں ہمیں سنائی دینے لگیں تو ہم نے ان کو پیغام بھیجا کہ اسلام قبول کرو۔ اس پر انہوں نے المکار کیا تب ہم نے جزیرہ دینے کی شرط پیش کی وہ بھی انہوں نے رد کر دی اور آخر جنگ ہی شرط ٹھہری۔ کفار ایک لاکھ کا شکر لے کر نکودار ہوئے۔ ہمارے اور ان کے درمیان نور کا معز کہ ہوا سارا دن لڑائی ہوتی رہی مگر رات بڑھنی اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ ہم نے وہ رات عبادات اور ذکر اہمی میں گزاری۔ قرآن پڑھنے سے ہر طوف اس طرح گوئی پیدا ہو رہی تھی جس طرح کہ شہد کی نکھیوں کی بھنبھناہرست سے اذپیدا ہوتی ہے۔ صبح ہوئی جنگ شروع ہو گئی، یہاں تک کہ خدا کی نصرت آئی اور ہم فتح یاب ہوئے۔

اس غزوے کا نام "عبادۃ" ہے کیونکہ اس میں حضرات صحابہ میں سات حضرات ایسے بھی شرکیت تھے جن کے نام عبد اللہ سے شروع ہوتے ہیں۔

بھی خود افریقہ جانے اور اس میں ان جہاد کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ہوائی چہارے کے ذریعے ترقی سیاچار ہزار میل کا یہ مقابلہ، بھنستی میں ملے ہوا۔ اس طولی ہوائی تفریزی بھنستی کا دیا تھا، میں حیران تھا کہ خدا یا صاحب اجر کو اُم کے قدم ہیاں تک کیسی پہنچ کرنی قوت تھی ان کے پاس۔ یہ ان کا حکم اور ناقابل تحریر ایمان تھا، یہ ان کی جرأت اور مردانگی تھی اور قربانی کا بے مثال جذبہ تھا۔ (عربی کے بے مثل خطیب، کی کتابوں کے مصنف اور عالم عرب میں اسلامی تحریک کے روح رواں جماعت ختم محمد صلوات کی اُس تقریب سے جو انہوں نے یکم جنوری شنبہ کو لایا ہو رہیں تھی)

تذکرہ الحکیم	محلہ	تذکرہ مشائخ دیوبند
۱/۲۵	"	تذکرہ مشائخ دیوبند
۸/۱۵	"	تذکرہ مشائخ دیوبند
۳/۵	"	بیاض عیقوبی
۵/۱۵	"	بیاض عیقوبی
۷/۱	"	حیات حاجی امداد اللہ
۵/۱۵	"	حدیث ملفوظات مولانا تھانوی
۲/۲۵	"	حسن العزیز ملفوظات مولانا تھانوی کی مکمل محلہ
۳۰۰	"	"

تفسیر شیدی (۴۰۰ سورہ قول کی تفسیر)
از۔ مولانا شیدا حمد نگوہی

آپ بیتی مولانا ذکر یا صاحب
عقائد اسلام (زمولانا عبدالحق خطاوی)
شریعت یا جہالت (مقبول ترین کتاب)
چاند کی تحریر قرآن کی تحریر میں
چاند کی تحریر اور سائنس کی ترقی ایک اسلام کی نظریہ
مکتبہ تحقیقی۔ (دیوبندی) (لیپی)

تفہیم القرآن

الملک — (۲) — پاره ۲۹

جس نے

موت اور زندگی کو ایجاد کیا۔ تاکہ تم لوگوں کو آزمائ کر دیکھئے تم میں سے کون پہتر عمل کرنے والا ہے۔ اور وہ زبردست بھی ہے اور درگز فرمانے والا بھی۔ جس نے تہہ برتہ آسمان بنائے۔ تم رحمان کی خلیقی میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پائے گے۔

۷۵ یعنی دنیا میں انسانوں کے مرنے اور جانے کا یہ سلسلہ اس نے اسلامیت شروع کیا ہے کہ اُن کا امتحان لے اور یہ دیکھ کر کسی انسان کا عمل زیادہ بہتر ہے۔ اس مفترضے سے نظرے میں بہت نبی حقیقتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ موت اور حیات اسی کی طرف سے ہے کوئی دوسرا نہ زندگی بخشنے والا ہے نہ موت دینے والا۔ دوسرا یہ کہ انسان حصیٰ ایک مخلوق ہے جسے نبی اور ربی کرنے کی قدرت عطا کی گئی ہے، اُسکی زندگی بے مقاصد ہے نہ موت۔ خالق نے اُسے یہاں امتحان کیلئے پیدا کیا ہے۔ زندگی اس سیکھنے امتحان کی چیز ہے اور رحمت کے معنی یہ ہیں کہ اُسکے امتحان کا وقت ختم ہو گیا۔ تیسرا یہ کہ اسی امتحان کی غرض سے خالق نے ہر ایک کو عمل کا موقع دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں کام کر کے اپنی اچھائی یا برائی کا انہلہ رکھ سکے اور عملًا یہ دکھانے کے وہ کیسا انسان ہے۔ چوتھا یہ کہ خالق ہری دراصل اس بات کا فیصلہ کرنے والا ہے کہ کس کا عمل اچھا ہے اور کس کا بُرا۔ اعمال کی اچھائی اور بُرائی کا معیار تجویز کرنا امتحان دینے والوں کا کام نہیں ہے بلکہ امتحان لینے والے کا کام ہے۔ اہنہا جو بھی امتحان میں کامیاب ہوئا چاہے اس سے یہ علم کرنا ہو چکا کہ ممتحن کے نزدیک حسن عمل کیا ہے۔ یا خود امتحان نکتہ خود امتحان کے نتیجہ میں پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ جس شخص کا جیسا عمل ہو گا اس کے طبق اس کو جزا دی جائے گی، کیونکہ الٰہ جزا نہ ہو تو سے سے امتحان لینے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے۔

۷۶ اس کے دو معنی ہیں اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بے انتہا بردست اور سب پر پوری طرح غالب ہونے کے باوجود اپنی مخلوق کے حق میں رحیم و غفور ہے۔ خالق اور سخت نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ بُرے عمل کرنے والوں کو سزا دینے کی وہ پوری قدرت رکھتا ہے کبھی میں یہ طاقت نہیں کہ اس کی سزا سے بچ سکے۔ مگر جو نادم ہو کر بُرائی سے باز آجائے اور معافی مانگ لے اس کے ساتھ وہ درگز رکا معاشر کرنے والا ہے۔

۷۷ تشریع کے لئے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ حاشیہ ۲۷۲۔ جلد دوم، الرعد، حاشیہ ۲۔ الحجر، حاشیہ ۸۔

پھر پیٹ کر دیکھو، کہیں تھیں کوئی خلیل نظر آتا ہے؟ بار بانگاہ دوڑا تو تھاری بگاہ تھا کہ زنا مراد پیٹ آتے گی۔
ہم نے تھارے قریبے آسمان کو عظیم الشان چڑاغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ
بنالیا ہے۔ ان شیطانوں کے لئے بھارتی ہوتی آگ ہم نے ہیسا کر رکھی ہے۔

جلد سوم، انج، حاشیہ ۱۳۶۰۔ المونون، حاشیہ ۱۵۔ جلد چہارم، الصنافات، حاشیہ ۵۔ المونون، حاشیہ ۹۔
۲۵ اصل میں نفادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں عدم تناسب۔ ایک چیز کا درستہ چیز سے میل نہ کھانا۔
امیں یہ جوڑ ہونا نہیں اس ارشاد کا مطلب ہے ہے کہ پوری کائنات میں تم کہیں بدنظمی ہے تو تمی اور بے روپی نہ پاؤ گے۔ اللہ
کی پیدا کردہ اس دنیا میں کوئی چیز اتمل بے درجہ نہیں ہے۔ اس کے تمام اجزاء باہم مربوط ہیں اور ان میں کمال درجے کا
تناسب پایا جاتا ہے۔

۲۶ اصل میں لفظ فطور استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں دراڑ، شکاف، رخنہ، پھٹا ہوا ہونا، طماہوٹا ہونا۔ مطلب
یہ ہے کہ پوری کائنات کی بندش ایسی جست ہے اور زمین کے ایک ذرے سے یہ کو عظیم الشان کہشاںوں تک ہر چیز اسیہ وسط
ہے کہیں ظلم کائنات کا اصل نہیں ٹوٹتا۔ تم خواہ کتنی ہی جستجو کر لیتھیں کسی جگہ کوئی رخشہ نہیں مل سکتا۔ (مزید تشریح
کے لئے ملاحظہ پر تفہیم القرآن، تفسیر سودہ ق، حاشیہ ۸)

۲۷ قریبے آسمان سے مراد وہ آسمان ہے جس کے تاروں اور ستاروں کو ہم ہمہ گھوٹوں سے دیکھتے ہیں۔ اسے آگے جن چیزوں
کے مشاہدے کیلئے آلات کی ضرورت پیش آتی ہو رہہ دُور کے آسمان نہیں اور ان سے بھی زیادہ دُور کے آسمان وہ ہیں جن تک
آلات کی رسانی بھی نہیں ہے۔

۲۸ اصل میں لفظ "مصانع" تکہہ استعمال ہوا ہے اور اس کے نکره ہونے سے خود بخدا ان چڑاغوں کے عظیم پیٹ کا مفہوم
پیدا ہوتا ہے۔ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ کائنات ہم نے اندر صبری اور سو فی نہیں بنائی ہے بلکہ اسے ستاروں سے خوب مزین
اور آراستہ کیا ہے جس کی شان اور عکھلا ہرث راست کے اندر صبروں میں دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

۲۹ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہی کارے شیطانوں کو چینک مارے جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ شہاب ثاقب
صرف شیطانوں کو مارنے ہی کے لئے گرتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تاروں سے جمع ہو جو حد و حساب شہاب ثاقب نکل کر کائنات
میں انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ گھوٹتے رہتے ہیں اور جن کی بارش زمین پر بھی ہر وقت ہوتی رہتی ہے، وہ اس امر میں مانع
ہے کہ زمین کے شیاطین عالم بالا میں جاسکیں۔ الگ وہ اور جانے کی کوشش تک میں بھی تو یہ شہاب اخیں یا بھگاتے ہیں۔ اس
چیز کو سیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ عرب کے لوگ کامنوں کے متعلق یہ خیال رکھتے تھے اور یہی خود
کامنوں کا دعویٰ بھی تھا کہ شیاطین ان کے تابع ہیں یا شیاطین سے ان کا رابطہ ہے اور ان کے ذریعے سے اخیں غیر
کی خبریں حاصل ہوتی ہیں اور وہ تھوڑے لوگوں کی مستتوں کا حال بتاسکتے ہیں۔ اس لئے قرآن میں متعدد مقامات پر یہ بتا
گیا ہے کہ شیاطین کے عالم بالا میں جانے اور وہاں سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کا تعلق کوئی امکان نہیں ہے (تشریح کیلئے
ملاحظہ پر تفہیم القرآن جلد دوم، انج، حاشیہ ۹ تا ۱۲۔ الصنافات، حوشی ۴-۷)۔

رہایہ سوال کہ ان شہابوں کی حقیقت کیا ہے تو اس کے بازے میں انسان کی معلومات اس وقت تک کسی قطعی حقیقے سے
تاضہ ہیں۔ تاہم جس سوت روکھی حقائق اور واقعات جدید ترین دوڑ تک انسان کے علم میں آتے ہیں اور زمین پر گئے ہوتے
شہابوں کے معائنے سے جو معلومات حاصل کی گئی ہیں، ان کی بناء پر سائنس دنوں میں سب سے زیادہ مقبول نظر یہ ہی ہے کہ

جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کیلئے جنم کا عذاب ہے، اور وہ بہت سی بُرا ٹھکانے ہے۔ جب وہ اس میں بھیک دیئے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آواز سن لے گے اور وہ جوش کھارہ ہو گی، شدت غصہ سے بھٹک جاتی ہو گی۔ ہر یار جب کوئی انبوہ اس میں طلا جائیگا اُس کے کارندے ان لوگوں سے پچھیں جائے گیا تھا اسے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دین گے "ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل

شہر یعنی کسی سیارے کے انفجار کی بدولت نکل کر خلائیں گھومتے رہتے ہیں اور پھر کسی وقت زمین کی کش کے دائربے میں آکر ادھر کا صبح کر لیتے ہیں دلائل حظر ہو اس نیکلو بیڈ یا برطانیکا، ۱۹۷۶ء۔ جلد ۱۵۔ لفظ Meteorites ۱۶۔ تینی انسان ہوں، یا شیطان، جن لوگوں نے بھی اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کا یہ انجام ہے۔ رب سے کفر کرنے کے مفہوم کی تعریج کے لئے ملائکہ طیبین قرآن جلد اول۔ البقرہ، حاشیہ ۱۶۱۔ النساء، حاشیہ ۲۸۔ جلد سوم۔ الکهف، حاشیہ ۳۴۹، جلد چہارم بالہمنین، حاشیہ ۳۔

۱۷۔ اصل میں فرض شعیق استعمال ہوئے جو گدر ھے کی سی آوانک لئے بولا جاتا ہے۔ اس فقرے کے معنی پر بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ خود جنم کی آواند ہو گی۔ اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ آواند جنم سے اُمر ہی ہو گی جہاں ان لوگوں سے پہلے گرے ہوئے لوگ جنہیں مارے ہے ہوں گے۔ اس دوسرے مفہوم کی تائید سورہ ہود کی آیت ۱۶ سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ دندرخ میں دندرخ لوگ ہانپیں گے اور پھر کارے ماریں گے" اور پھر مفہوم کی تائید سورہ فرقان آیت ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ دندرخ میں جانتے ہوئے یہ لوگ دوسری سے اس کے عضب اور جوش کی آوانیں سینیں گے۔ اس بناء پر صحیح یہ ہے کہ یہ سورہ خود جنم کا بھی ہو گا اور جنہیں کا بھی۔

۱۸۔ اس سوال کی مصل نویعت سوال کی ہمیں ہو گی کہ جنم کے کارندے ان لوگوں سے معلوم کرنا چاہئے ہوں کہ ان یا س اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خبردار کرنے والا یا تھا یا نہیں، بلکہ اس سے مقصود اُن کو اس بات کا حق کرنا ہو گا کہ انھیں جنم میں ڈال کر ان کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی جاوہ ہی ہے۔ اس لئے وہ خود ان کی زبان سے یہ اقرار کرنا چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کوئے خر نہیں رکھا تھا۔ ان کے پاس انہیاں بھیجے تھے۔ ان کو تبادیا تھا کہ حقیقت کیا ہے اور راہ راست کوئی ہے اور ان کو متینبکر کر دیا تھا کہ اس راہ راست کے خلاف چلنے کا شرخ اسی جنم کا این ہیں بتنا ہیج کا جس میں اب وہ جھونکے گئے ہیں مگر انھیں نے انہیاں کی بات نہ مانی۔ لہذا اب جو سزا انہیں دی جاوہ ہی ہے وہ فی الواقع اس کے متعلق ہیں۔

یہ بات قرآن مجید میں بار بار ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس امتحان کے لئے دنیا میں انسان کو بھیجا ہے وہ اس طرح ہمیں لیا جا رہا ہے کہ اُسے بالکل بے خبر رکھ کر یہ دیکھا جائے ہو کہ وہ خود راہ راست پاتا ہے یا نہیں، بلکہ اسے راہ راست بتانے کا حق معموق ترین انتظام ملکن تھا وہ اللہ نے پوری طرح کر دیا ہے اور وہ یہی انتظام ہے کہ انہیاں بھیجے گئے ہیں اور کتابیں نازل کی گئی ہیں۔ اب انسان کا سارا امتحان اس امریں ہے کہ وہ انسان علیہم السلام اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کو مان کر سیارہ راست اختیار کرتا ہے یا ان سے مدد مورکر خود اپنی خواہشات اور تھیلات کے پیچھے چلتا ہے۔ اس طرح بیوت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی وہ حجت ہے جو اس نے انسان پر قائم کر دی ہے اور اسی کے مانند یاد رکھنے پر انسان کے مستقبل کا ختم ہے۔ انہیاں کے آئے کے بعد کوئی شخص یہ غاریبیں نہیں کر سکتا کہ ہم حقیقت سے آگاہ نہ تھے۔ ہمیں انڈھیرے میں رکھ کر

نہیں کیا ہے، تم بڑی مگرایی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور وہ کہیں گے "کاش ہم صستے یا مجھے تو آج اس بھر کتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے ۱۵" اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

جو لوگ بے دیکھے اپنے راستے پر ٹرتے ہیں، یقیناً ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا جائز ۱۶ تم خواہ چکے سے بات کرو

ہم کو اتنے بڑے سماحتان میں ڈال دیا گیا اور اب ہمیں بے تصور سزاواری جا رہا ہے۔ اسی ضمروں کو اتنی بار اتنے مختلف طریقوں سے قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کا شائر نشکل ہے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل مقامات ملاحظہ ہوں۔ قبیم القرآن، جلد اول، البقرہ، آیت ۲۲۳
حکایت، ۲۰۰، النساء، آیات ۱۴۳-۲۰۲، حاشیہ ۶۷-۱۴۵، آیت ۱۴۵، حاشیہ ۲۰۸، الانعام، آیات ۱۳۰-۱۳۱، حاشیہ ۹۸ تا ۱۰۰، جلد دوم
بنی اسرائیل، آیت ۱۷، حاشیہ ۱۷، جلد سوم، طہ، آیت ۱۱۷-۱۱۸، القصص، آیت ۷۴، حاشیہ ۷۶-۷۷، آیت ۵۹، حاشیہ ۸۳-۸۴، آیت ۷۸
جلد چہارم، فاطر، آیت ۲۲-۲۳، المؤمن، آیت ۵۰، حاشیہ ۶۶-۶۷۔

۱۷ یعنی تم بھی بچکے ہوئے ہو تو تم پر ایمان لانے والے لوگ بھی سخت گراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

۱۸ یعنی ہم نے طالب حق بن کر اپنا امامی بات کو توجہ سے سنا ہوتا یا عقل سے کامے کر رہے تھے کی کوشش ہی ہوتی کرنی الواقع وہ بات کیا ہے جو وہ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ یہاں سننے کو سمجھنے پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ بھکر پہنچنی کی تعلیم کو تو جسم سے سنبداریا اگر وہ لکھی ہوئی نشکل میں ہو تو طالب حق بن کر اسے پڑھنا، ہر ایت پانے کے لئے شرط اول ہے۔ اس پر خود کر کے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنے کا مرتبہ اس کے بعد آتی ہے۔ بھی کو وہ نہایت کے بغیر اپنی عقل سے بطور خود کام لیکر انسان براہ راست حق تک نہیں پہنچ سکتا۔

۱۹ قصور کا لفظ واحد استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اصل قصور جس کی بناء پر وہ جنم کے سحق ہوئے رسولوں کا جھلانا اور ان کی پیروی سے انکار کرنا ہے۔ باقی سارے گناہ اُسی کی فرع ہیں۔

۲۰ یہ دین میں اخلاق کی اصل جڑ ہے۔ کسی کا براہی سے اس نے بچنا کہ اس کی ذاتی راستے میں وہ براہی ہے یادِ دنیا سے بُر سمجھتی ہے یا اس کے ارتکاب سے دنیا میں کوئی نقصان پہنچے کا اندر نہیں ہے یا اس پر کسی دنیوی طاقت کی گرفت کا خطرہ ہے، یہ اخلاق کے لئے بہت ہی نایا نہ اغیار ہے۔ آدمی کی ذاتی راستے غلط بھی ہو سکتی ہے، وہ اپنے کسی نسلی کی وجہ سے ایک اچھی ہیز کر بردار ایک بھری چیز کو اچھا سمجھ سکتا ہے۔ دنیا کے معیار خیر و شر اول تو یکساں نہیں میں پھر وہ وقت اُوتھے بدلنے بھی رہتے ہیں۔ کوئی مالکیگاری اور ازالی و ابدی معیار نہ اچ پایا جاتا ہے نہ کبھی پا یا گیا ہے۔ دنیوی نقصان کا اندر نہیں بھی اخلاق گکے لئے کوئی مستقل بیان فراہم نہیں کرتا۔ جو شخص براہی سے اس نے بچتا ہو کر وہ دنیا میں اس کی ذات پر مترب ہونے والے کسی نقصان سے ڈڑتائی ہے وہ ایسی حالات میں اس کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا جب کہ اس سے کوئی نقصان پہنچے کا اندر نہیں ہے۔ اس طرح کسی دنیوی طاقت کی گرفت کا خطرہ بھی وہ چیز نہیں ہے جو انسان کو ایک شریف انسان بناسکتی ہو۔ جو شخص جانتا ہے کہ کوئی دنیوی طاقت بھی عالم الغیوب الشہاب دہ نہیں ہے۔ بہت سے جرائم اس کی نگاہ سے بچ کر کئے جا سکتے ہیں۔ اور ہر دنیوی طاقت کی گرفت سے بچنے کی بے شمار تدبیریں ممکن ہیں۔ پھر کسی دنیوی طاقت کے قوانین بھی تمام ہر انسوں کا احاطہ نہیں کرتے۔ پیشتر مرا ایمان ایسی ہیں جن پر دنیوی قوانین کوئی گرفت سے سے کر سکتی ہیں، حالانکہ وہ اُن برا انسوں سے بیچ جرہیں جن پر وہ گرفت کرتے ہیں۔ اس نے دین حق نے اخلاق کی بوری عمارت اس نے بیچا پر کھڑی کی ہے کہ اُس آن دیکھے خدا سے ڈر کر براہی سے اختبا کیا جائے جو ہر حال میں انسان کو دیکھ رہا ہے جس کی گرفت سے انسان حق کر گئیں نہیں جا سکتا، جس نے خبر و شر کا ایک بہر گیر عالمگیر اور مستقل معیار انسان کو دیا ہے۔ اُسی کے ڈر سے بدی کو چھوڑنا اور نیکی کو اختیار کرنا وہ اصل بھلائی ہے جو دین کی نگاہ میں قابل قدر ہے۔ اس کے سو اکسی دوسرا وجہ سے اگر کوئی انسان بدی نہیں کرتا۔

یا اونچی آذار سے (اللہ کے لئے یکسان ہے) وہ تود لوں کا حل نک جانتا ہے۔ کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟
حالانکہ وہ تریکیں ملک اور باخبر ہے۔ ۴۶

چونچی ظاہری شکل کے اعتبار سے جو افعال نیکی نہیں شامل ہوتے ہیں اُن کو اختیار کرتا ہے تو آخرت میں اس کے یہ اخلاق کسی قدر اور وہنہ
کے حق نہ ہوں گے کیونکہ ان کی مثال اُس عمارت کی ہے جو دیر پر تعمیر ہوئی ہے۔

۴۷ یعنی خدا سے بالغین درست کے دلوازی نتائج ہیں۔ ایک یہ کہ جو قصور بھی بشری کمزوریوں کی بناء پر آدمی سے سروز
ہو گئے ہوں وہ معاف کر دیتے جاتیں جسے بشرطیہ ان کی ترمیٰ میں خدا سے بے خوف کار فریاد ہے۔ دوسرا یہ کہ جو نیک اعمال بھی ان
اس عقیدتے کے ساتھ انہم دے جائیں پر وہ بڑا جریانے کا۔

۴۸ یہ بات تماں انسانوں کو خطاب کر کے فرمائی گئی ہے، خواہ وہ ہموں ہوں یا کافر۔ ہموں کے لئے اس میں یہ تلقین ہے کہ
اسے دنیا میں زندگی سب کرتے ہوئے ہر وقت یہا حساس اپنے ذہن میں تازہ رکھنا چاہیے کہ اس کے کھلے اور چھپے احوال و اعمال
بھی انہیں، اس کی تینیں اور اس کے خیالات تک اللہ تک مخفی نہیں ہیں۔ افراد کافر کے لئے اس میں یہ تنبیہ ہے کہ وہ اپنی جگہ خدا سے بے
خوف ہو کر جو کچھ چاہیے کرتا رہے اس کی کوئی بات اللہ کی لرفت سے چھوٹی نہیں رہ سکتی۔

۴۹ دوسرا ترجیح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیا وہ اپنی مخلوق ہی کو نہ جانے کا؟ اصل ہیں متن حقائق استعمال ہوا ہے اس کے
معنی "جس نہیں پیدا کیا ہے۔ بھی ہو سکتے ہیں اور جس کو اُس سے پیدا کیا ہے۔ بھی۔ دونوں صورتوں میں طلب ایک ہی رہتا ہے۔ یہ
دلیل ہے اُس بات کی جو اور پر کے نظر میں ارشاد ہوئی ہے۔ یعنی آخر یہ کہیے ملک ہے کہ خاتم اپنی مخلوق سے بے خبر ہو، مخلوق خود
ایسے اپنے بے خبر ہو سکتی ہے مگر خاتم اُس سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ تمہاری رُگ رُگ اس نے بنائی ہے۔ تمہارے دل داغ
کا ایک ایک زیست اس کا بنا لیا ہوا ہے۔ تمہارا ہر راضی اس کے جاری رکھنے سے جاری ہے۔ تمہارا ہر عضو اس کی تدبیر سے کام
کر رہا ہے۔ اُس سے تمہاری کوئی بات کیسے بھی رہ سکتی ہے؟

۵۰ اصل ہیں فقط "لطیف" استعمال ہوا ہے جس کے معنی غیر محسوس طریقے سے کام کرنے والے کے بھی ہیں اور پوشیدہ حقائق
کو جاننے والے کے بھی۔ (جاری)

دنیا اور آخرت

اللہ کا دین انسان سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ اس دنیا کی متاع یافت سے استفادہ نہ کرے اور اس کی
زینت کو خواہ خواہ ملاحتی ہی مار دے۔ اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کیونکہ دنیا
فانی ہے اور آخرت باقی اور دنیا کا عیش تنزہ ہے اور آخرت کا عیش بہتر اس لئے دنیا کی وہ متاع اور زینت تو
آدمی کو ضرور حاصل کرنی چاہیے جو آخرت کی باقی رہنے والی زندگی میں اسے سرخ زد کرے۔ یا کہ اسے
دہان کے ابدی خسارے میں مبتلا نہ کرے۔ لیکن جہاں معاملہ مقابلے کا آپرے ہے۔ یعنی دنیا کی کامیابی اور
آخرت کی کامیابی ایک دوسرے کی ضد ہو جاتیں دہان دین حق کا مطالبہ اور انسان سے یہ ہے اور یہی عقل ستم کا مطلبہ
ہے کہ آدمی دنیا کو آخرت پر قربان کر دے اور اس دنیا کی حارضی متاع و زینت کی خاطر وہ را ہرگز اختیار نہ کرے
جس سے ہمیشہ کیلئے اس کی ماقبت خراب ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد ۲، صفحہ ۵۵) ۵۱

تزریقہ نفس اُن تزریقیں کی اصل، اس کے علمی و عملی اقسام،
و ضرورت، ہر اس شخص کے لئے رہنمای جو اپنے نفس کا
تزریقہ چاہتا ہے۔ مجلد ۶/۵

شہزادے بدرا اُن شہزادے بدر کے مختصر حالات و
کوائف قیمت ۴۰ پیسے

اذکار سمعونہ زندگی کی تمام ضرورتوں اور دشواریوں
مسلمان کے کام کی چیزیں۔ مجلد چار روپے ۷/۳

اسلام ایک نظریں اخلاقیار کے ساتھ اسلام کا
کتاب۔ قیمت مجلد ۵/۳

تقلید کیا ہے؟ تقاضید کی ضرورت، حدود و قیود اور
یہ توسلی خوش گفتگو قیمت ۵۰ پیسے

آداب زیارت قبور اسٹاہ انتیل شہید اور مولانا
ارکان اسلام اسلامی عقائد فرائض کے مصائر و محسن
فن اسماہ الرجال احادیث مقدار کو محفوظ کرنے والے
اسماہ الرجال کا حسن ایجاد کیا وہ اپنی تفہیم آپ ہے اس
جلیل القدر فن کی تفصیلات جانتے کے لئے یہ کتاب
خاصے کی چیز ہے۔ قیمت ۷/۱

قتدر آن حکم آیات کے لئے پر ایک دوچھپ بجٹ
سو برے آدمی تاریخ کے سوتیر آدمیوں کا مختصر
تعارف کرتی ہے، دوچھپ اور معلوماً پر قیمت ۳/۵

مولانا آزاد کی چار کتابیں

حقیقت و الصلاوة انماز اور اس کے متعلق اساتذہ
گفتگو۔ شاہقین کی خدمت میں ہم قدم الہلال الجہنی کا شائع
کردہ اصل نسخہ ہی پیش کریں گے۔ ڈاٹ ڈر دبلیو ۱/۵

حقیقت و الزکوة رکوڑہ اور اس کے متعلق جملہ تفصیلات
اور سو شدید کی بحثیں۔ قیمت ۱/۱

ام المکتب محدث اسے آٹھ روپے
مسئلہ خلافت خلافت کے تاریخی و عملی مستکلپر
ام گفتگو قیمت ۷/۰

اسلام کیا ہے؟ مولانا منظور غفاری کی وہ شہور کتاب
اس انداز میں کرایا گیا ہے کہ ہر استعداد کا ادمی اس
سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ اردو ٹھہرائی زوپے
ہندی چار روپے سے انگریزی اٹھائی
مسجد سے بیخالے تک پہنچتا ہے کی ضرورت نہیں کہ
لٹا اپنی العرب میکی کے شہر بارہ
کو خود کے خوازے دتفے سے پڑھنا بھی لطف سے خالی ہیں
ان میں بسم کی چاندی اور طنزی غمکنی ہی نہیں افادیت
بھی ہے، بلانقط طنز برائے طنز اور مزاج برائے مزاج
پریس نہیں کرتا وہ کسی نہ کسی اخلاقی مقصد پر بھی آپ
کی تو مجتنعطف کرتا ہے۔ حصہ اول ۵ ہرہ حصہ ۲۵ ۵/۱

دین الہی اور اس کا پس منظر اکبری دور کے نہیں
کلکٹر ایجنسی جو اسی معلومات کا جیز ہے جلد ۱/۱

دیوبندی

شرح حدیث مسلم

(رکتاب العیما)

اپ اگر کہیں کہ علم خداوندی کا غلط ہونا جو نکل ممکن نہیں تو
لئے آدمی بجورہ ہے کہ تھیک ایسا ہی عمل کروے جیسا علم الہی میں
چلے ہے آچکا ہے۔ وہ اس سے مختلف عمل کر ہی نہیں سکتا
ورنہ علم آئی غلط ہو جائے گا۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ بجورہ کا
سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب خود ہمیں بھی اللہ کی طرح
تقدیر کا علم ہوتا۔ نہیں تو کچھ بھر نہیں سوائے اس کے
کاظن اور تمیں اور قیاس و منطق سے ہم مستقبل کے کچھ
اندازے لگایتے ہیں اور یہ اندازے غلط بھی ہوتے ہیں
اور درست بھی۔ پھر تم اس اختیار سے کیسے انکار کر سکتے ہیں
جو ہمیں تمام ہی معاملات میں اس طرح حاصل ہے کہ آنکھیں
اسے دیکھتی ہیں۔ حواس اسے محسوس کرتے ہیں۔ اعضا و
جو ارجح اسے بر تھے ہیں۔ دنیا کا معاملہ کم و بیش ایک
فلم کا سمجھیے۔ فلم ایک بادن گئی قاب جب بھی اتنے
پردے پر دکھایا جائے گا یہاں مناظر سامنے آئیں گے۔
چون کچھ فلم ایسا جا جھکا اس میں سر ہوتیغیر ممکن نہیں۔ اپ فلم
دیکھ کر اس کی جملہ تفصیلات لکھ لیں تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ
ان تفصیلات کو جھٹلایا جاسکے۔ اسی طرح دنیا میں ہوتا تو
لازماً ہی سب کچھ ہے جو علم آئی میں آچکا اور تقدیر میں
درج ہو چکا۔ پوری کائنات ایک مریبو فلم کی طرح اللہ
کی نظر میں ہی تھی۔ جس طرح آپ دوسری بار کسی فلم کو دیکھتے
ہوئے خوب جانتے ہیں کہ آگے کو کیا کیا ہونا ہے۔ اور
آپ کا یہ علم بحرف بحرف صحیح ثابت ہوتا ہے۔ ایسا
ممکن نہیں کہ فلم میں پہلی بار جو مل چکاڑی پل سے کوئی تھی

(۲) دوسرا شبہ الفانی اختیار کے بارے میں تھا۔
یہ کہ جب سب کچھ چلے سے تقدیر کیا جا جکتا تو انسان اسی
کے مطابق چلے پر بجورہ ہے۔ اسے کوئی اختیار نہیں کر دوسرا
راہ چل سکتا۔

این شبہ کا وجہ یہ ہے کہ علم اور حکم ایک ہی چیز
کے دو نام ہیں۔ اپنے دکھا کر ایک شخص دوسرا شخص کو
ناحر قتل کر کے اس کا سامان لے اٹڑا ہے۔ اس دو قتل
کو آپ نے اپنی ذائقہ میں لکھا دیا کیسی سے بیان کر دیا تو
اس کھل بیٹھے یا بیان کر دیئے سے یہ ولارم نہیں آتا کہ اس
قتل اور روٹ ماڑیں آپ کا بھی دخل تھا۔ یا آپ لے
پس فرمایا تھا۔

چھ اتنا یعنی معاملہ تقدیر کا سمجھیے۔ اللہ تعالیٰ عالم و
خبر ہے۔ اسے پہلے سے علم فکار جس مخلوق کو ۱۵ اختیار
کی دولت عطا کر کے آدمی کے نام سے حمد اور رحماء ہے
و ۱۵ سے ۱۷ تھی اور کوئی کس کو ایہوں میں کیونکری کر استعمال
کرے تھی۔ کوئی شخص شیخطاں کے آگے سمجھیار ڈالے جائے گا
اند کوئی شخص اسجاوار و اقتدار کے اتساع کا تلا دھ گردن میں
ڈال کر شیخطاں کو کايوں کرے گا۔ اس کی زندگی فست و
نجور میں ملکے گی اور کس کے لیل و نہار نیکیوں میں گذر دیکھے
کون کھفریز رہے گا اور کوئی اسلام نہ۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ
نے فلم کے دریعے طرح تقدیر کیا ہوا دیا تو اس سے یہ
لازم نہیں آیا کہ انسان بجورہ ہے خدا نہیں۔ نہ یہ لازم آیا
کہ انسان کی بد کاری اور سرکشی کو اللہ پسند فرماتا ہے۔

قیامت تک کرنے والا ہے۔ فلم کے نقوش بدلا نہیں کر سکتے جائے اسے شین کی پھر کی پرچاہس دفعہ گھمایا جائے اسی طرح قلم کے بدلتے گی جسے اللہ تعالیٰ کی صفت علم نے مالمثال میں دیکھ کر حوالہ قلم کر دیا تھا۔ مگر اس فلم کے کرداروں نے جو بھی کیا اپنے اختیار اور مرضی سے کیا۔ لہذا اسی کے مطابق انھیں بدلتے دیئے جائیں گے افادیہ خدا ہرگز نہ مناجاتے جائے کہ تقدیر تو پہلے ہی سے طبقی پھر تم اس کے خلاف کیسے کریں۔

یاد تجھے دور صحابہؓ میں ایک سال شام مصر اور عراق میں دبا پھیلی تھی۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع میں تو انتظام کے لئے خود پہنچ اور جہا جہا بین و انصار سے مشورہ کیا۔ غالب رائے یہ رہی کہ وبا کی وجہ سے یہاں قیام مناسب نہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ شکر کو کل کوچ کرنے کی اطلاع دی دیں۔ مگر حضرت ابو عبیدؓ خفا ہو کر طیش آمیز لہجے میں بولے۔

غفاراً من قدرا اللہ راستے ہر کیا تقدیر الہی سے بھاگنا چاہتے ہو؟) بات بظاہر درست ہی تھی۔ تقدیر میں وبا شکر ہوں والکھا ہو گا تو وہ اٹل ہے۔ زلکسا ہو گا تو ہزار و بائیں ہوں بال میکا نہیں ہو سکتا۔ اس مطون میں پشم ظاہر کوئی جھوٹ نہیں مگر باریک بینی سے غور کیا جائے تو جھوٹ مذوق نظر سے چلا۔

تدبیر کے اُس پرے دشکرو آخر ہم کہاں کہیں گے جس کو واقع فسراں اور حدیث میں جزو کتاب ہیں۔ نیس لالہ سنان الامام سعی میسی ایافت اور امر بالمعروف و نهي عن المنكر کے احکام اور اعلاء کیلئے الحق کے لئے بھاگ دوڑ سب تشنہ تو جیہے رہ جلتے ہیں اگر تقدیر یہ کے اُس تصور پر جم جایا جائے جس کی تراویش حضرت ابو عبیدؓ کے جملے اور ویتے سے ہو رہی تھی۔ ان کے کلائل اخلاص اور حسن نیت میں شکر نہیں یہیں فراسیت فاروقی اور رجی چیز تھی۔ حضرت فاروقؓ نے به تمام حلم و ضبط فرمایا۔ نعم آفتاب من قضایۃ اللہ تعالیٰ قصلوا اللہ دیاں تقدیر یہی سے بھاگنا ہوں مگر تقدیر الہی کی طرف ہی بھاگنا ہوں) سجنان اللہ۔ ایک ہی نظرے میں تقدیر کا پورا فلسفہ سمیٹ دیا۔ وبا سے بچنے کے لئے مقامِ وبا سے کوچ کر جانا اگر تقدیر الہی سے فرار ہو تو بیماریوں کا علاج اور پیغز

دوسرا بار دیکھنے پر یہ پل سے گزرتی نظر آئے۔ اسی طرح اللہ کے علم غیب نے جب ازل سے اب تک کے جملہ و اتعات کو پہلے ہی دیکھ لیا تو اب یہ حکم نہیں کہ دوبارہ جب یہی واقعات عالم کوں و مکان میں خپور پذیر ہوں تو اُس تصویر اور خلک سے کچھ مختلف ہوں جسے اللہ تعالیٰ دیکھ چکا۔ وہ تجویں کے تو خپور میں آتے ہیں۔ مگر یہ دنیا کی پوری فلم اس طرح نہیں بنی کہ اللہ نے ایک لگی بندھی تھا انی کرداروں کے سپرد کر دی ہو اور پابندی لگادی ہو کر ٹھیک اسی کہانی کو جامد عمل پہنانا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو یہ شک کہہ سکتے تھے کہ آدمی نے جو کچھ کیا اللہ کی عائد کر دہ پابندی کے تحت کیا۔ اے اپنی مرضی سے کچھ کرنے کا اختیار یا یہی نہیں گیا تھا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ ہر طرح کے اچھے اور بے خوب اور ناخوب عمل کی قدرت، صلاحیت اور اختیار دیکھ کرداروں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ وہ جو چاہتے کرتے چھوڑیں۔

میسی چاہے کہاں اسی تجھ کریں۔ البتہ یہ انھیں ضرور بتا دیا جیا کہ دیکھوں میں تھمارا رب ہوں۔ میری پابندی و چیزیں یہ یہ ہیں اور ناپاسنیدہ یہ یہ۔ میں تھیں آزمانا چاہتا ہوں کہ میرے دیے ہوئے اختیار کو تم میری پابند کے مطابق استعمال کرتے ہو یا اس کے خلاف۔ تھیں ہرگز نہیں روکوں گا الگم بھے گا لیاں بھی دو۔ میرے وجد ہی سے انکار کر جاؤ۔ میرے ہر حرام کو حلال کر لو۔ میرے ہر حلم کو پس پشت ڈال دو۔ میرے بہر حال تھیں چھوٹ دی۔ اختیار دیا۔ آزادی دی۔ مگر کان ٹھوول کرسن لو کہوتے کے بعد تھمارا حساب بھی لو نگا۔

پھر فرمائیں میرداری اور نافرمانی کی سبتوں سے سزا و جزا بھی دی جائے گی۔ بڑی بڑی نعمتیں فرمائیں بڑاروں کیلئے تیار ہیں اور بڑے بڑے عذاب نافرمازیں کے لئے مقرر کر دیتے گئے ہیں۔ جاؤ کارگہ جیات میں ایمان اور اعمال تیار کرو۔

تو غور فرمائیے تقدیر کے اُلیٰ ہونے سے یہ لازم کہاں آیا کہ انسان مجبور ہے خمار نہیں۔ جو کچھ دہ کرتا ہے اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے نہ کہ جیشیت سے۔ تقدیر اُلیٰ اتنے ہے کہ اس میں وہ سب کچھ فلم کی طرح منتش کر دیا گیا ہے جو انسان

آب و ہبوا یا مینا جسی بندی کیا تو بندی لاسکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اگر مقام دبا سے چلے گئے تو یہ بھی لازماً درج تقدیر ہے اور حضرت ابو عبیدہ بن حذیر کے توبہ بھی امراضی تقدیر ہے۔ تقدیر سے فرار نہیں ہے۔ انسان جسے بظاہر فسرا اور بصور کر سکتا ہے وہ بھی لازماً تقدیر ہی کے مطابق ہے۔ اسی لئے حدود ہدایت پر، علاج دورانی شیخوں فکر اور مشورے کی تلقین کی ہے۔ تقدیر کے معاملے کو ایک اور اندازیں دیتے تو تماً بھی خود بخود صاف ہو جاتی ہیں۔ آپ سوچتے ہیں کہ تلقین کی جا چکیں تو اب رب کی لازماً اسی کے مطابق ہونا ہے۔ انسان مجبو رہے کہ خواہی خواہی دکرے جو درج نفس پر کھا کر ہے۔ مگر یوں نہ سوچتے بلکہ یوں سوچتے کہ جو کچھ آدمی کرتا ہے وہ ہی درج تقدیر کی ہوتا ہے آغاز تقدیر سے ہمیں بلکہ انسانی عمل سے کچھ کیونکہ تقدیر ایک امر غیبی ہے اور تمدن اور حاضر۔ انسانی عقل و منطق اور فہم درست کا سفر ہمیشہ محیورات و مقولات سے شروع ہوتا ہے کہ مغیبات سے۔ عمل کی بات شروع میں رکھتے اور تقدیر کی آخریں تو معاملہ دراہی پر یہیدہ ہمیں رہتا۔ ہم جو کچھ کریں گے اسے اختیار سے کریں گے۔ تقویٰ یا فتن، بخل یا سخاوت، نگناہ یا نیکی۔ ہر ایک پر ہمیں دسترس دی گئی ہے۔ ہمیں اس حد تک ختار رہنا یا گیا ہے کہ نوز بالش خدا یا رسول کو ہم گاہی بھی دیں تو ہماری زبان پر فتح ہمیں گرے گا۔ حق آواز نکالنے سے نکار ہمیں کرے گا۔ آسمان و میں شیخ ہمیں ہوں گے۔ لیکن یہ جو کچھ ہم نے کیا ہمارے ربے علم میں پہلے سے تھا اور یہ علم کتاب تقدیر میں درج کیا جا چکا تھا۔ ہم سے کوئی بھی عمل ہمارے نوشتہ تقدیر نے جبراً ہمیں کرایا بلکہ جو کچھ ہم سے اپنی مضاری سے کھاوے ہی تقدیر میں درج ہوا۔ آئینے ایسے جیسی مثال ہے۔ مناظر کو جوں کا توں نہیں کر لینا ان دونوں کا کام ہے مگر مناظر کے کسی بھی حصے کی کوئی ذمہ داری اور نیزے میں بھی ان پر ہمیں ڈالی جاسکتی۔ ہم بد صورت میں تو آئینے

فراہی قرار پائے گا۔ دو ایک داخلی تدبیر ہے اور کوچ خارجی۔ حفظ ماقوم کی تلقین خدا باری تعالیٰ نے کی ہے۔ یہ آخرت کی خاطر دنیا میں نفس کی حکام دینا، شراب نہ رہنا کی الذریعے سے دور رہنا، عبادتوں میں گم تھکانا نسب حفظ ماقوم ہی کے قبلی سے تو ہے۔ پھر آخر مقام اور باسے فرار گناہ کیوں ہوتا۔ تقدیر سے فرار اس وقت کہتے جب مجاہد کو یہ علم ہوتا کہ تقدیر میں کیا کھلے ہے مگر یہ علم تو کسی فرد پر کوئی بچھے تھا زاد آئے۔ پھر کا ہذا حضرت عمرؓ نے اس تدبیر کو پسند فرمایا جو ایک باشور لورڈ فریڈم خلائق کی حیثیت سے انسان پر لازم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کی جلالت شان کا احاطہ رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے انہیں اپنا حکم اتنا اور اپنی راستے سے اتفاقی کرنے پر مجور نہیں کیا مگر خود دہان سے مدینے چلا آتے۔ پھر خط لکھا کر آپ رہا آتے۔ حضرت ابو عبیدہ نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں کو چھوڑ کر بعض اپنیجان بچانے کے لئے یہاں سے لوٹتے والے نہیں۔ حضرت عمرؓ خط پڑھ کر رد پڑے۔ رواتا اس نے نہیں تھا کہ تقدیر کے سلطے میں وہ حضرت ابو عبیدہ کے انداز نکرے تھے پھر مجھے تھے بلکہ رونا اس احساس خلاص کی بنای پر تھا جو حضرت ابو عبیدہ کے جواب اور وہش میں نہیں کی طرح چک دیک رہا۔ آپے انہیں لکھا کر جہاں فوج فروکش ہے وہ جگہ مرطوب بھی ہے اور شیب میں بھی ہذا وہاں سے کسی بھی اور مناسب منتقل ہو جاؤ۔ حضرت ابو عبیدہ نے اس شورے کو قبول کیا اور شکر سیست و مسری جگہ منتقل ہو گئے خوب تھے اشد کے یہ عابد وزاہد بندے۔ سراپا جہادیم طاعت۔ گرسادہ لوگی ایک الگ چیز ہے۔ اگر امین الامت ابو عبیدہ فراست فرار تو کی روشنی میں خود کرستے تو یہ انتقال مکانی بھی ٹھیک ویسا ہی عمل تھا جسے انہوں نے تقدیر سے فرار مکہہ کر رکر دیا تھا۔ اگر تقدیر کا تدبیر سے کوئی تعلق نہیں تو پھر شکر کا پڑا اور جاہے مرطوب جگہ میں ہو یا خشک جگہ میں۔ علاقہ نشیبی ہو یا ہمارا جیسا فراز نہ ہوئے۔ تاج و مضمرات کے سارے ہوئے چاہتیں تقدیر تو انہیں ہے پھر طوبت یا شکر کیا جا سکتی ہے اور انکو

تینی آدم مرین ظھر و رہم
ڈرست صدر وَ شَهَدَ هُنْمَ
مَنِّي اَنْفَسَهُمْ اَسْتَشَ
رِسَتَكُمْ قَالُو بَلِي شَهَدَنَا
بُو شے بار ہے ہم افراد کئے ہیں۔
(ترجمہ ترشیح المہند)

دايت ۱۴۲

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں باوں کے پیٹھوں اور بالوں کی
پیٹھوں سے جتنے بھی انسان پیا۔ پرتو اور قیامت تک ہوں گے
وہ سب ایک بار پہلے ہی وجود کے ایک ایسے مرحلے سے گذرا
چکے ہیں جس کے کم و کم کیف کو جھنا الگ چیدا انسان کے ہیں کی بات
نہیں لیکن جس سے انکار کی بھی کوئی گنجائش فرست آن کو کتاب پ
اچھی مانتے والوں کے لئے نہیں۔ علام شیرازی حمد عثمانی حجۃ الدینی
تفسیر میں شاہ ولی اللہؐ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ:-

”الشرعاً نے حضرت آدمؑ کی پشت سے ان کی اولاد
اور ان سے ان کی اولاد زنگانی۔ سب افراد کرو دیا
اپنی خدائی کا پھرست میں داخل کیا۔“ (صلتی)

خُوراک علم رکھنے والے اس کا یہ مطلب بھی صحیح سکتے
ہیں کہ تخلیق اول اور محمد اول کا یہ اتفاق حضرت آدمؑ کی ہوت
و دو پشتوں کے ساتھ پیش آیا۔ تمام پشتوں کے ساتھ نہیں۔
لیکن حقیقت یوں نہیں ہے۔ خود شاہ ولی اللہؐ کا اور
علام عثمانی حکما مادھا حصن دو پشتوں کے ذکر سے یہ نہیں ہے
کہ تیغہ پشتوں سے عجید نہیں لیا گیا۔ عجید نام نسل انسانی سے
لیا گیا ہے۔ یہاں علام عثمانی حکم چھڑی، حسیں کوئی لفظ
حوالہ فلم کر دیا۔ حوالہ فلم کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بناء
ایسا ہی کریں گے جیسا حالہ فلم ہو جکا بلکہ مطلب یہ ہے
کہ جیسا بنے کریں گے ایسا ہی درج تقدیر ہو گیا۔
تقدیر آئینہ ہے احوال کائنات کا اور کائنات کی تختار
خلوق جو کچھ بھی کرتی ہے اس کا عکس اس میں موجود ہے۔

یہ زندگانی کے مسئلہ تقدیر کی تشریع و توجیہ محسن
دما غنی الحیج چاونڈ آن لالا حدودت میں اس کی کوئی بیناد نہیں۔
سورہ اعراف میں محمد اول کا بیان دیکھئے۔
دَرَأْ أَخْدَرَ شَبَابَ مِنْ | درج نکلا ایسے رنجی نام

میں ہمارا بدقصورت نظر آنا آئینے کی خطا نہیں و خوبصورت
ہیں تو اس کا کوئی کریڈٹ آئینے کو نہیں پہنچتا ہے اور اسی
حالت شراب نوشی کا فوٹو یہ معنی نہیں رکھتا کہ بیرون ہجھاہار
گناہ کا کسی حد تک ذمہ دار ہے اور ہماری حالت عبادت
کی تصویر یہ مفہوم نہیں رکھتی کہ ہمیں آمادہ عبادت کرنے
میں کبھی بھی حصہ نہ رہا ہے۔ آئینے اور کبھی حصہ عکس
ہیں۔ بس اسی طرح کتاب تقدیر ہمارے افعال و اعمال
کی عکسی کا یہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ آئے نقطان
پیغمبروں کا عکس سے سکتے ہیں جو عالم حیات میں ظہور پذیر
ہیں مگر کتاب تقدیر نے اللہؐ کے علم غیب کے تو سطنتے
ان اشیاء کا عکس لے لیا ہے جو عالم حیات میں ابھی تک
ظاہر نہیں ہوئی تھیں مگر آج کے کو اپنے وقت پر ظاہر ہوئی
تھیں۔ محدود پیمانے پر اس کی مثال ان آلات کی سی بھی
چیزیکی ہی اطلاع دیتی ہے کہ طوفان آ رہا ہے۔ باہر
ہونے والی ہے۔ آنہدی اُٹھنے والی ہے۔ یہ آلات اس کے
بناتے ہوئے ہیں اور انسان کا علم خداوندی کے
 مقابلے میں ہے ہی کہا۔ ذرے اور محکم ایسی بھی نسبت نہیں
پھر بھی اگر دس تیس تھنھٹ قبل اطلاع پالیے کی تلنک بیہ
علموم و جہول انسان دریافت کر سکتا ہے تو خدا کے باۓ
میں یہ بھنا آخر کیا دشوار ہے کہ اسے طویل مدت پہلے آنے
دارے احوال دکوانت کا علم حاصل تھا اور اسی علم کو اس نے
حوالہ فلم کر دیا۔ حوالہ فلم کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بناء
ایسا ہی کریں گے جیسا حالہ فلم ہو جکا بلکہ مطلب یہ ہے
کہ جیسا بنے کریں گے ایسا ہی درج تقدیر ہو گیا۔

یہ زندگانی کے مسئلہ تقدیر کی تشریع و توجیہ محسن
دما غنی الحیج چاونڈ آن لالا حدودت میں اس کی کوئی بیناد نہیں۔
سورہ اعراف میں محمد اول کا بیان دیکھئے۔
دَرَأْ أَخْدَرَ شَبَابَ مِنْ | درج نکلا ایسے رنجی نام

کا وہ پورا کردار ملا حظہ فرمائے جسے دنیا میں ادا کرنے والی ہیں۔ کیا تیج اور نطفہ اللہ کے اس کمال کا حیثا جاگتا ثبوت نہیں۔ کیا ائمہ نے یہ واضح نہیں کر دیا کہ اللہ تعالیٰ پہاراؤں کو رانی میں اور سمندروں کو قفرے میں سوچ دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ دنیا کے لاکھ سال اڑل کے صفت چند منٹوں میں تبدیل کر دیتے ہیں ہوں اور نسل انسانی طویل مدت میں جو کچھ صفوتوں کی پر کرنے والی ہے وہ تھوڑے سے عرصے میں آتش ہو گیا تو اس میں نہ عقل کو مضاائقہ ہے نہ قیاساً کوئی بعد۔ ابذا صورت یہ بنتی کہ جو کچھ نسل انسانی نے کیا وہی علم اُبھی میں منعکس ہو اور اسی عکس کو قلم کے ذریعے حوالہ تقدیر کر دیا گیا۔ نہ بھر کا سوال۔ نہ دوسرا کوئی الجھن۔ بلکہ اس توجیہ سے اعنی ایسی احادیث کی منطقی توجیہ کو قوت مل جاتی ہے جن کا تہہ تک پہنچنا آسان بات نہیں ہے۔

مثلًا حضرت علیؓ سے مردی ہے کہ حکومت فرمایا:-

"تم میں سے ہر ایک کام گھکانا پہنچے ہو لے گا جا جکا ہے کہ جنت ہو گایا درزخ۔ صحابہؓ نے صریح کیا کہ یار رسول اللہ۔ کیا ہم نو شستہ تقدیر پر تاخت کر کے عمل چھوڑیں؟ آپؐ نے جواب دیا کہ علیؓ تو ہر جان کرو۔ جو شخص جس شخص کا نہ پیدا نہیں آگئا ہے اسی کے مطابق اس پر عمل بھی آسان کر دیا گیا ہے"

(مشکوہ۔ باب الایمان بالفقر)

حضرت عائشہؓ سے مردی ہے کہ حضور نے فرمایا:-

"چھ لوگوں کو اللہ نے جنت کے لئے پیدا کیا اور کچھ کو درزخ کئے۔ یہ فصلہ اُس وقت لکھا تھا جب وہ اپنے باپوں کی پشتیوں پر تھے لہنی پیدائش سے قبل" (مشکوہ۔ بحولہ المسم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ حضور نے فرمایا:-

"اللہ نے لکھا رہا ہے ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ کہ لازماً وہ اسے پہنچ گا۔ پس آنکہ کافر نادیکھا ہے۔ زبان کافر ناپولنا ہے۔ اور نفس کافر ناکی

اور صلحت خود باری تعالیٰ نے اگلی آیات میں بیان فرمائی وہ خود اس بات کو مستلزم ہے کہ ہر پرنس سے محمد بنی ایگا ہو۔ اگر ایک نسل بھی مشتمل کردی جاتے تو توجیہ ہر آنی تقاضہ رہ جاتی ہے۔

یہاں موضوع گفتگو عہدِ الرحمت نہیں ورنہ احادیث تفاسیر سے بہت بچھے مواد میں کر دیا جاتا۔ یہاں تو بتانا صرف یہ قصود ہے کہ آج ہم میں سے جو بھی انسان (خدا وہ نہ کر پڑے یا نہ نہ) ماں کے سیست سے میدا ہوتا ہے وہ حقیقتاً عدم حضن سے دائرہ وجود میں ہیں آنابلک ایک بار قبول جامہ و خود میں چکا ہے اور ایسا جامہ وجود میں شعور اور فہم دادر اک بھی موجود تھے۔ حضن ایک تصوراتی وجود ہوتا تو عہدِ الرحمت سے کچھ حاصل نہ ہوتا۔ آیات متعلقہ اس پر ناطق ہیں۔ لہذا یہ بات کہ آج ہم جو کچھ کرتے ہیں، وہ آئینہ تقدیر میں منعکس ہے یہ معنی نہیں رکھتی کہ واقعہ بعد میں پیش آئے اور عکس پہلے آ جکا ہو۔ اگرچہ قدرت خداوندی کے لئے یہ بھی دشوار نہیں تیکن صرف قدرت خداوندی کا حوالہ دینے کے بجائے عہدِ الرحمت کے حوالے سے کہا جاسکتا ہے کہ عکس پہلے نہیں بلکہ عین ذات کے وقوع کے وقت پہلے ہے قرآن نے تمام مرض انسانی کو روز از رو بیک وقت تخلیق کرنے اور مخاطب کرنے اور عہد لینے کی خود رہی ہے بلکہ یہ نہیں کہا کہ یہ عہد لیتے ہی فروزان نسلوں کو معدوم کر دیا گیا۔ اس ہمہ سکتا ہے یہ نسلوں وجود کی ایک ایسی سطح پر جسے ہماری حملہ صلاحیتیں جیتے خیال میں نہیں لاسکتیں اتنے عرصے تک زندہ رکھی جسی ہوں کہ جو کچھ اٹھیں دنیا میں کرنا ہے وہ رب انہوں نے کر دیا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ عرصہ طویل و عرصہ میں حیات دنیاوی کے مطابق ہی ہو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ خود انسان نے ایسے طریقے دریافت کر لئے ہیں جن سے ہزار صفحے کی کتاب کا عکس اچس کی ڈبیا میں بند ہو جاتا ہے اور باریکت نار کے چھوٹے سے لچھے میں بے شمار اواز اس طریقہ پڑ جاتی ہیں۔ یہ خداستے بالکمال کے لئے یہ کیا منتظر تھا! وقت کے ساتھ تو سمیٹ کر انسانی نسلوں

خوش خبری

اگر آپ تجھی کے سالانہ خریدار بننا چاہتے ہیں تو یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ گذشتہ سال سے سے خریداری کا آغاز کریں۔ ہم نے اہتمام کیا ہے کہ سالانے سے اب تک پرچ سے خریداروں کو پیش کر دیں تاکہ ان کا فائدہ ناممکن نہ رہے۔

کسی نے اعلان بھی لانچنڈہ پارہ ہی روپے ہے اور خاص رعایت یہ ہے کہ سانانہ ملاکر اب تک کے پرچوں کا ڈاک خرچ ہم ہی بہداشت کر دیں گے۔ نئے خریداروں سے مزید کچھ نہ لیا جائے گا۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں جلدی کیجوں

نیجر تجھی — دیوبند (دیوبندی)

تناکہ ہے اور باہم کا زناں ہے اور پاؤں کا زنا چلنے ہے (بدکاری کے لئے) (مشکوٰۃ) وہ طرح کی تمام حلیں زیادہ قابل فہم ہو جاتی ہیں اگر متذکرہ توجہ کو قابل تجھیت تصور کر لیا جائے۔ اس صورت میں صورت داععہ یوں ہو گی کہ پیدا ہونے والوں کے جنتی اور دوزخی یا شقی اور سعید ہونے کا پیشگی فیصلہ اشد نے بلاد جہنمیں کر دیا گلکہ جو کردار نسل انسانی ازل کی حیات میں پیش کر تھی ہے اسی کا عکس آئینہ تقدیر میں آگیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں سُکھ تقدیر پر اتنی بھی بحث کافی ہے۔ یہ بات تو اپنے طرح ہمیں چاہئی کہ امور غیرے سلسلے میں بحث و نظر اور دلیلِ دُنیا سے وہ نتائج ہیں ملک سکتے جو امور پر ظاہر سے سلسلے میں نہیں۔ اب ہام کا خبار اور خفا کا پرده بہر حال درمیان میں حائل رہے گا۔ یہاں ریاضتی اور مکانalogی اور تلسندہ و مفہوم اور سائنس کے جملہ علم و فنون بے بن ہیں۔ وجہ الہی پر اعتماد ہی وہ واحد شے ہے جو دل و دماغ کو اطمینان اور وجدان و احساس کو تشفی بخش سکتی ہے۔



فتران مترجم مع تفسیر شیخ المہذب لولانا محمد الحسن

پچھائی علکسی ملکیں۔ لکھائی روشن اعلیٰ۔ کاغذ عمدہ سفید

ایک ہی جلد میں مکمل ہونے والی تفسیروں میں اس تفسیر کا درجہ ایسا ہی ہے جیسے ستاروں میں چاند۔ ملام عثمانی نے چشم نظر میں کاغذ صہر اور نفیں بخنوں کا پھوڑا یہی سلیس و بلیغ انداز میں پیش فرمایا ہے کہ مطالب قرآنی ذہن و قلب میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی زبان بھی ٹری دل کش ہے اور جدید و قدیم دونوں ہی کا الحاظ انکے انداز بیان میں موجود ہے۔ حواس اور خواص بکے لئے خاصہ کی چیز ہے۔ • قسم اول: — مجلد ریگزین ۲۹ روپے۔ مجلد ہاف چرمی ۳۰ روپے پچاس پیسے۔ — مجلد سالم چرمی ۳۲ روپے • قسم دوم: — مجلد ریگزین ۲۲ روپے۔ مجلد ہاف چرمی ۲۵ روپے پچاس پیسے۔ — مجلد سالم چرمی ۲ روپے • قسم اول دوم میں صرف کاغذ کا فرق ہے) تاجیر حضرات خط الکھلہ معاملات طے کریں۔ نبوث بھی پیش خدمت کیا جائیگا مکتبہ تجھی — دیوبند (دیوبندی)

قرآن خود بار بار منکر و تذہب کی دعوت دیتا ہے کہ انسان دلیل کے ذریعے مددوں تک پہنچے۔ وہ کائنات کے نظم اور نظری و نظائر کا تنگوار کے ساتھ ذکر کرتا ہے کہ یہیں جس مددوں کے لئے دلیل ہیں اس تک پہنچا جائے۔ خدا مددوں سے اور کائنات کا ذرہ ذرہ دلیل۔ پھر کہا آپ یوں کہیں کچھ کہ کہ کائنات کی موجودگی میں خدا کی تکیت صدورت ہے۔

داقعائی سطح پر صورت حال آپ یہ سمجھتے کہ قرآن سنت کے دلائل تک رسائی اور ان سے فکری و تینی نکات و جزئیات اخذ کرنے کی اہمیت عام آدمیوں کے بس کاروگ ہمیں اہم اضروری ہوا کہ جزو اصل اس کے اہل ہیں وہ معی خواہ کی خاطر ان تفصیلات کو کتنا بیشکل ہیں جنہیں عام زبان میں تفہی مسائل کہا جاتا ہے اور منطق کی زبان میں مددوں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجہدین کے اجتہاد بھی قانون اسلامی کا ایک ضروری اور مقدس حصہ ہے۔ ان کے بغیر فقہ مکمل نہیں ہوئی۔ عیقتوں تین تجزیے کے بعد ان کا حکم جو کچھ بھی ہو تو ان عملی مسخر سے وہ اسی طرح ضروری ہیں جس طرح قرآن و سنت سفر امین۔ انجمن الگ مرتب کرنے کا التزام یہ معنی رکھے گا کہ عامتہ مسلمین کو ایک نامکمل فقدتے جوان کی دینی ضرورت پوری نہ کر سکے۔ اسی لئے کتب فقہ میں ہر طرح کے مسائل جمع کر دینے کا اہتمام چلا آ رہا ہے۔

اب اگر کوئی علمی و تحقیقی سطح پر یہ کام کرنا چاہئے تو شوق کر لے کہ اجتہادی مسائل الگ جمع کرے اور منصوص مسائل الگ۔ مگر اس سے علمات زبان کو کوئی ایسا نیانا نہ رہیں پہنچ کا جو بصیرت موجود نہ پہنچ رہا ہے۔

مسجد کی بیع

سوال ب۔ اند۔

(۱) کیا حکومت "مسجد" کو

کہ ان حضرات نے طول سے بخوبی کے لئے ایسا کیا اور قانون کی کتابوں میں یہ طریق کار آج بھی عام ہے کسی بھی بیرونی کی الماریوں میں جادیکھنے۔ باہر سی ایسی کتابیں مل جائیں گی جن میں فقط انہیں بیان ہوئے ہوں گے یہ بیان نہیں ہے ایک کوئی کوشی دفعہ سے کس طرح نکالا گیا ہے۔

غیر مقلد حضرات پچھے کہتے رہیں۔ فقهاء احناف نے اسی بہت سی کتابیں درشتہ میں پھوٹئی ہیں جو اس لایعنی اعتراض کا شانی جواب دیتی ہیں کہ قدوری اور پڑا یہیسی تسلیوں کے مسائل بے دلیل ہیں۔ مثال کے طور پر امام زیلمی کی "نصبہ الرمایہ" موجود ہے جو ہدایہ میں درج ہر قانون اور حکم کے خرچ و مصادر کی نشاندہی کرتی ہے۔ قرآن یا حدیث کی کوئی نص سے فلاں راستے اضطر کی گئی اس کی شریعہ اس میں موجود ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے نہیں بلکہ زندگی بھر کیتے بلا کلعت مانیں کہ فقہ کی یہ کتابیں روایت اور درایت دونوں اعتبار سے مدلل ہیں۔ ان کا سرحریشم قرآن و سنت ہے ان میں جو آراء اجتہاد و قیاس پر بنی ہیں وہ بھی اصول قرآن و سنت ہی سے جو طریقہ ہیں کیونکہ جن مسائل کی وساحت قرآن و سنت میں نہ ملے انہیں اجتہاد و قیاس کے ذریعے حل کرنا بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تباہی ہے۔

اب رہایہ سوال کہ دلیل کی موجودگی میں مددوں کی کیا ضرورت ہے تو بینے کچوں کا ساسوال ہے اسکی مثال اسی ہے جیسے آپ یوں ہمیں کہیوں موجود ہے تو وہ پکانے کی کیا ضرورت ہے۔ گوشت اور ترکاریاں موجود ہیں تو سالن کس لئے تیار کیا جاتے۔

محض بھائی مقصد دا علی تو مددوں ہی ہے نہ کہ دلیل دلیل کس کام کی اگر اس کے ذریعے مددوں تک نہ آجائے۔ زینوں کی تعمیر کا مقصد اور تک پہنچا ہے۔ آپ اور چڑھ دلوں سے کہنے لگیں کہ ذریعے تعمیر ہو ہی پچھے اب اور پڑھنے کی کیا ضرورت ہے تو یہ ایک مجنون اعتراض ہو گا

تھا۔ قامت کے روز ایک ایک فرد کا معاملہ برداشت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو گا اور وہ یہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ واجہہ مو تو مہذب یہ ہے۔ — دہان اس بات کا کوئی امکان نہیں ہو گا کہ کوئی شخص جرم کر کے آیا ہو اور سزا پائیتے ہے جو حالت دنیا کی عدالت میں تو یہ ہوتا ہے جو کہ ایک شخص جرم ہونے ہوئے ہو گا اسی تھا تو یہ شہر ہونے لگی وجہ سے سزا پائیتے ہے جو حالت اور ایک شخص بے گناہ ہوتے ہوئے بھی غلط شہادتیں قائم ہونے کی وجہ سے سزا پائیتے ہوں گے اسی سلسلہ سزا اور عدل و النجات کے مطابق ہوں گے۔

”لیکن یہ چوڑیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیے کا بخشے گا اور جسے چاہیے کا سزاد رے گا، اس کی کیمیت ہے ہو۔“ — ایک صاحب سوال اٹھایا۔

”بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہیے بخش دے اور جسے چاہیے سزاد رے۔ لیکن اس سے کوئی رحم اور غصب کو اس نے علم و حکمت سے خود اہمیت کیا جا سکتا۔ — الگرسی کو معاف کیا جائے گا تو علم و حکمت کی بناء پر کیا جائے گا اور الگرسی کو سزادی حاصل ہے گی تو علم و حکمت کی بناء پر دی جائے گی۔“

ایک اور صاحب سوال کیا ہے:-
”لیکن ہمیں اس بات کا علم کیسے ہو سکتا ہے کہ کس شخص کو معاف کر دیا جائے جو اور کس کو تکبیر احاطے کا ہو؟“

مولانا نے فرمایا:-
”کسی آدمی کے متعلق کوئی شخص پر فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس کی عاقبت کیا ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دیسا والوں کی نظر میں نہایت بُرا ہو، لیکن خدا اس کو خش دے اور ایک شخص ہمارے خیال میں بہت اچھا ہو لیں وہ خدا کے یہاں پکڑا جائے۔ — انسانوں کی نظر ہر یہ ۳۰ سال میں ہمارا کام یہ ہو کریں مرنے والا۔“

ایک صاحب نے کہا:-

”مولانا! اگر بعض عناصر دستور ساز اسلامی کے اجلاس کا باہمیکاٹ کرنے پر صورتیں تیز مغربی پاکستان کی دوسری جماعتوں کا طرز عمل کیا ہو گا؟“

مولانا نے فرمایا:-

”یہ طے کرنا ان جماعتوں کا اپنا کام ہے اور اپنی ترجیحی وہ خود ہی کر سکتی ہیں۔ ان کا موقف بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔“

اسی ضمن میں ایک اور صاحب سوال کیا ہے:-

”مولانا! الگر مغربی پاکستان کی ساری جماعتیں اسلامی کا باہمیکاٹ کرتی ہیں تو جماعت اسلامی کا رد یہ کیا ہو گا؟“

مولانا نے فرمایا:-

”الگر کی جماعتیں رینے طرز عمل سے پہ ثابت کرنا چاہتی ہیں کہ وہ صرف مشرقی پاکستان یا صرف مغربی پاکستان کی جماعتیں ہیں تو یہ ان کی پس ہے۔ جماعت اسلامی پرورے پاکستان میں کام کر رہی ہے اور اسی نے ملکی مسائل کو پورے پاکستان کی صفحہ پر موصی کی اور انھیں حل کرنے کی کوشش تحریق ہے۔“

ایک صاحب کا سوال تھا:-

”مولانا! الگر ایک ہی گناہ دو مختلف آدمیوں سے سرزد ہوتا ہے جو بھر بھر اور علم و تابیث کے لحاظ سے مختلف سطح کے آدمی ہیں، کیا ان دونوں کی سزا بھی ایک ہی ہوگی کیونکہ بظاہر ان دونوں کا جرم ایک ہی جیسا ہے؟“

مولانا نے فرمایا:-

”کسی شخص کے جرم کی کامیزا ہوئی چاہتے ہیں، اس کا فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ فیصلہ اپنے ذاتی علم کی بناء پر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ کوئی جرم کرتے وقت کسی شخص کے دل کی کیفیت کیا ہے اور وہ اپنے جرم کا کس حد تک تھدار

ایک دفعہ میں تین سوالوں سے زائد ہرگز نہ پھیجیں جائیں

بھلی کی ڈاکٹر

قوانین ان کتابوں کے صنفین کی اپنی اختراض اور ایجاد اور اُپتیج ہوتے تریخ کیے ممکن تھا کہ انھیں اسلامی فقہ کی خیثیت سے قبول کر لیا جاتا اور قرآن و سنت سے ان کا ربط اور جو طریقہ معلوم کئے بغیر اہل ایمان انھیں اپنے لئے مشعل را ہے۔ بنیز کسی گھر سے غور و تکریکے بھی بہ آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ فقہ کی ان کتابوں میں جو مسائل، اصول، قواعد اور احکام بیان کئے گئے ہیں وہ لازماً قفوہیاں سلف کے دفتر فقہ سے ماخذ اور مربوط ہیوں گے اور فتوحاتے سلف نے فقہ کا جو دفتر دنیا کے لئے چھوڑا اس کے بارے میں ایک بندی بھی جانتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے اخذ کر دیا احکام و فرمائیں پر مشتمل تھا، نہ کہ خود سے گھرے ہوتے انکار و آراء کا جو حصہ، امام ابوحنیفہ ہوں یا امام شافعی، امام احمد ہوں یا امام مالک۔ ان کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ انھوں نے جو حکم برائے ظاہر کی جو بھی قانون بنایا جو بھی مذکور اختیار کیا اسکا بنی اور مصدر یا استمرار آن تھا یا سنت۔ ان کے اجتہاد اور تقبیاس کی بنیاد بھی قرآن و سنت ہی پر تھی اور فکر و نظر کے بیمار اختلافات کے باوجود انہیں سے ہر ایک بجا طور پر یہ موقوف رکھتا تھا کہ وہ قرآن و سنت کی ترجیحی کر رہا ہے۔

اب الگرد کے فقہارے نے قدروری اور ہدایہ جیسی کتابیں ترتیب دیں جن میں ہر ہر مسئلے کے ساتھ اس کے مأخذ و مصادر کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس سے یہ تجویز اخذ کرنا کہ یہ مسائل بے دلیل ہیں ایسے ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو سوجہ پوچھ سے محروم اور علم فقہ سے تھی دست ہوں۔ بھلی بات ہے

فقہی کتابوں کا مسئلہ

سوال ۱:- از حکیم خلیل احمد۔ ضلع بستی۔

فقہ کی وہ کتابیں جو قدروری سے لیکر ہدایہ تک داخل درس ہیں، اگر ہنوزی دیر کے لئے ان لیا جائے کہ ان میں مندرجہ مسائل مدلول ہیں یعنی نہ کسی دلیل کے۔ اگرچہ ایسا نہیں ہے کہ کسی غیر مقلد تے ہدایہ میں ایک سوچی تعداد میں ایسے مسائل نکالے ہیں جو قطعاً دلیل ہیں، تو دلیل کی موجودگی میں مدلول کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرا سوال یہ کہ وہ غیر منصوص مسائل جن میں اکابر تھیں نے اجتہاد کیا وہ بالاستیاع کسی کتاب میں درج کیوں نہیں کر دیئے گئے اگر نہیں کیتے گئے تو اب کیوں نہ کر دیئے جائیں تاکہ علماء زمانہ مستفید ہوں۔

جواب :-

آپ کے پہلے سوال سے پتہ چلتا ہے کہ کسی غیر مقلد کو زیر فرا سے آپ بری طرح مرجوуб ہو گئے ہیں ورنہ ایسا لایفی سوال ہرگز نہ کرتے۔

خیال تو فرمائیے کیا یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ دل سے گھر گھر کر قوانین کا انصار لگاتے چلے جائیں اور دوسرے بیشار عقول اور علماء یہ تحقیق کیئے بغیر کہ ان قوانین کا مأخذ اور بنی کیا ہے ان پر اعتقاد و اعتماد کا اٹھا کر کیں۔ قدروری سے لیکر ہدایہ تک اگر تمام کتابوں میں درج شدہ فقہی مسائل اور

قرآن خود بار بار فکر کرو تاہر بر کی دعوت دیتا ہے کہ انسان دلیل کے ذریعے مدلول تک پہنچے۔ وہ کائنات کے ظہور اور نظری و ظائف کا تکرار کے ساتھ ذکر کرتا ہے کہ یہ چیزیں جس مدلول کے لئے دلیل ہیں اس تک پہنچا جائے۔ خدا مدلول ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ دلیل۔ پھر کیا آپ یوں کہیں گے کہ کائنات کی موجودگی میں خدا کی تیاری

ضرورت ہے؟

واعدائی سطح پر صورت حال آپ یہ سمجھتے کہ قرآن سنت کے دلائل تک رسائی اور ان سے فکری ذاتیتی نکات و جزئیات اخذ کرنے کی اہلیت عام ادمیوں کے بس کاروگ ہیں اہلا ضروری ہوں اگر جو خواص اس کے اہل ہیں وہ تفہیع عمومی کی خاطر ان تفصیلات کو کتابی تکلیف دیں جنھیں عام زبان میں فہمی سائل کہا جاتا ہے اور منطق کی زبان میں مدلول۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجتہدین اجتہاد کے بھی قانون اسلامی کا ایک ضروری اور مقدس حصہ ہیں۔ ان کے بغیر فرق مکمل نہیں ہوتی۔ یعنی تمrin تجزیے کے بعد ان کا حکم جو کچھ بھی ہو تو یہی علمی ریخ سے وہ اسٹریٹھ ضروری ہیں جس طرح قرآن و سنت کے فرمائیں۔ انھیں اللہ مرتب کر رہے کا التراجمیہ معنی رکھے گا کہ عامۃہ مسلمین کو ایک نامکمل فرقے جو اون کی دینی ضرورت پوری شکر سکے۔ اسی لئے کتب فقہ میں ہر طرح کے مسائل جمع کر دینے کا اہتمام پلا آ رہا ہے۔

اب اگر کوئی علمی و تحقیقی سطح پر یہ کام کرنا چاہے تو تشویق کو لے کر اجتہادی مسائل الافت جمع کرے اور مخصوص مسائل الگ۔ مگر اس سے علماتے زمانہ کو کوئی ایسا نیا اداہ نہیں پہنچ جا جو بصیرت موجودہ نہیں رہا ہو۔

مسجد کی بیع

سوال ۱۔ از۔

(۱) کیا حکومت "مسجد" کو

کہ ان حضرات نے طول سے بچنے کے لئے ایسا کیا اور قاضی کی کتابوں میں یہ طریق کار آج بھی ہاں ہے۔ کسی بھی بیشتر کی الماریوں میں جادیجھے۔ بہتری ایسی کتابیں مل جائیں گی جن میں فقط قانونی میان ہو شے ہوں گے یہ میان نہیں ہبہا ہو گا کہ کوئی قانون دستور و آئین کی کوشش دفعہ سے کس طرح نکالا گیا ہے۔

غیر مقلد حضرات پھر کہتے رہیں۔ فقہاء احباب نے ایسی بہت سی کتابیں درشتہ میں تھپوڑی ہیں جو اس لایعنی اعتراض کا شانی جواب دیتی ہیں کہ قدری اور پڑا یہی کتابوں کے مسائل بے دلیل ہیں۔ مثال کے طور پر امام زینی کی "نصب الرایہ" موجود ہے جو ہدایہ میں درج ہر قانون اور حکم کے خرچ و مصادر کی نشاندہی کرتی ہے۔ قرآن یا حدیث کی کوئی نفس سے فصل اس رائے افسر کی تھی اس کی شرعاً اس میں موجود ہے۔ آپ تھپوڑی دیہر کے لئے نہیں بلکہ زندگی بھر کیتے بلا تکلف مانیں کہ فقہ کی یہی کتابیں روایت اور درایت دونوں اعتبار سے مدلل ہیں۔ ان کا سرچشمہ قرآن و سنت ہے ان میں جو آراء اجتہاد و قیاس پر مبنی ہیں وہ بھی اصول قرآن و سنت ہی سے جوڑ رکھتی ہیں کیونکہ جن مسائل کی وضاحت قرآن و سنت میں نہ ملے انھیں اجتہاد و قیاس کے ذریعے حل کرنا بھی اللہ اور رسول مُحَمَّدؐ نے بتایا ہے۔

اب رہایہ سوال کہ دلیل کی موجودگی میں مدلول کی کیا ضرورت ہے تو میہ بخون کیا ساسوال ہے اسکی شان ایسی ہی ہے جیسے آپ یوں نہیں کہیوں موجود ہے تو وہی پکانے کی کہا ضرورت ہے۔ گوشت اور ترکاریاں موجود ہیں تو سالن کس لئے تیار کیا جائے۔

موقرم بھائی مقصود اعلیٰ تو مدلول ہی ہے نہ کہ دلیل کس کام کی اگر اس کے ذریعے مدلول تک نہ پہنچا۔ زینوں کی تعمیر کا مقصد اور تک پہنچا۔ آپ اور پڑھنے والوں سے کہنے لگیں کہ زیست تعمیر ہو ہی چکے اب اور پڑھنے کی کیا ضرورت ہے تو یہ ایک مجنون اعتراض ہو گا

کے لئے تعمیرات کی ایسی کوئی ایکم بنانا درست نہیں جس میں کسی مسجد کو معدوم کرنا ضروری ہو تو اس کی قیمت ہی کیوں نہ ادا کر دے۔ البته فقط ایسے خصوصی ترین حالات میں اسے درست قرار دیا جاسکتا ہے جب کسی حملہ آور کامقا بلہ کرنے کے لئے فوجی ضروریات کسی مسجد کو اس کی جگہ سے ٹھانے پر مجبور کر رہی ہوں۔ ایسی صورت پانی جاری ہو تو اس کے احکام اور ہیں مگر آئنے جو تفصیل بیان فرمائی وہ صرف اتنا ظاہر کر رہے کہ حکومت، تک اسکیم غیر فوجی نوع کی ہے لہذا شرعاً احتلاط کا حملہ غیر مذکور یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی خوشی سے پرسی چکری حکومت کے حوالے نہیں کرنی چاہئے۔ حکومت اگر جو اسے لے تو مسلمان معدود ہیں لیکن حکومت سے قیمت وصول کرنا آمادگی کے ہم معنی ہے۔ یہ آمادگی گناہ ہے خواہ قیمت پوری مل رہی ہو یا دھوکری۔

(۳) مجلس اوقاف قانون شریعت سے بالاتر کوئی ادارہ نہیں۔ وہ اگر قانونی ذرائع سے حکومت کو اس زبردستی سے باز نہیں رکھ سکتی تو اس کے لئے واحد جائز راستہ یہ ہے کہ معاوضہ کا ایک پیسہ بھی قبول نہ کرے اور مسجد کو حکومت کے قبضے میں چلا جائے۔ اس صورت میں اس کی پوزیشن مجبور و بے بس کی ہوگی نہ کہ گناہ چکار کی۔

(۴) جیسا کہ عرض کیا گیا معاوضہ کا کم زیادہ ہونا کوئی فرق نہیں ڈالتا۔ اسکی معاوضہ قبول کر لینا بھی اسی طرح آمادگی کا ایک نظر ہے جس طرح پورا معاوضہ لے لینا۔ آمادگی ہی شرعاً جرم ہے۔

(۵) نائب صدر نے برادر نمبر جھوٹ بولا تھا یا سچ۔ اس کا فیصلہ تنہا آپ کے کہہ دینے سے نہیں ہوتا۔ بہت ممکن ہے آپ ہی کی معلومات ناقص ہیں یا نائب صدر کو سچ حکومت حال کا علم نہ ہو اور اپنے علم کی حد تک لے جوں نے سچ ہی بولا ہو۔ ایسی حالت میں ان کے تجھے نماز درست ہونے کی بحث ہی بے محل ہے۔ لہذا کسی بھی حکومت

کرنے کی مجاز ہے؟

(۶) کیا مسلمان مسجد کو رضا مندی یا جبر کے تحت بیچ دینے کے مجاز ہیں۔ جب کسی کوئی کبھی صورت میں فروخت نہیں کیا جا سکتا ہے؟

(۷) کیا مجلس اوقاف اسلامیہ والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حملہ والوں کی مرخصی کے خلاف ان کے علم تک میں لائے بغیر نہ معاوضہ وصول کر سکیں؟

(۸) کیا محلہ والے تیس ہزار روپے سے بھی ہوئی مسجد کو تجھے خبلہ کنٹرول کے ہاتھوں گیا رہہ ہزار چار سو روپے کے ایجاد میں عوضانہ کے عوض جو اسے کرتے پابند ہیں؟

(۹) کیا نائب صدر (جو ایک مرکزی مسجد کے امام خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے رکن ہیں، نسبت بولے ہوئے جھوٹ کے بعد) کے پیچے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۰) ان حالات میں حملہ والوں اور اسلامیہ والوں کو کیا روایہ اختیار کرنا چاہیے؟

جواب:-

آپ نے صورت حال کا جو بہت مفصل بیان ان سوالات سے قبل پیر دشمن کیا ہے اسے شائع کرنا طیالت کے باعث نہیں۔ آپ کی یہ فرائش کہ اسے من و عن شائع کر کے جواب دیا جائے، یعنی وہ کہتا ہے کہ تنہ اس کے لئے کوئی سے متعدد اداروں اسے جائیں۔ ہم یہ بھی کہ سکتے تھے لیکن آپ کو نہیں معلوم کہ تخلی میں صرف آٹھ صفحات کا اضافہ کرنے سوچ پے کا خرچ چاہتے ہیں۔

بہر حال تیج کے طور پر آپ نے جو سوالات قائم کئے ہیں ان کے جوابات درج ذیل ہیں:-

(۱) یہ بات کہ قانون اسلامی کی رو سے مساجد اتنی فروخت چیز نہیں دنیا جانتی ہے۔ لہذا کسی بھی حکومت

الشیرخ) اس آیت سے مولانا کی بات مکاری معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب :-

جس آدمی کے دماغ کا کوئی پیچ ڈھینلا ہو جائے اسے انہماں نامعقول باتوں کا صادر رحیم کی بات نہیں لگر حیرت کی بات یہ ہے کہ عقل والے اسے سمجھو تو جو کے لائق بھیں۔

جن صاحب کا آئیے ذکر نہ ریا وہ چاہے دیوبندی طبقے سے والستہ ہوں یا شریشیا اور صریح کی کسی بلند سطھ سے پیوندر رکھتے ہوں۔ ان کی ذہنی حالت قابلِ اطمینان نہیں کیوں نہ معلوم ہوتی۔ انھیں مشورہ دیجئے کہ امراضِ دماغی کے سے مبتلا میں داخلیں خود آجنا بگرواؤ فی ان کی لا یعنی باتوں سے پریشانی میں پڑھتے ہیں تو آپ کے لئے بھی ہمارا مشورہ ہے کہ علاج معلم بھے کی طرف تو بہ دین کیونکہ صریح لغایات سے سمجھدہ اثر قبول کرنا اور خواہ پریشان ہونا اعصابی مخل کی علامت ہے یا ذہنی اختلال کی جس کا ازالہ دلیل و مظہر سے نہیں ہو سکتا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن تھیں یعنی ناخاندہ جسے شہد اردو میں "آن پڑھ" کہتے ہیں۔ آپ کی مادر نبی پاں غربی بھی جسے آپ بول تو سکتے تھے مگر لکھنہ نہیں سکتے تھے۔ اس کے پڑھنے پر قادر تھے۔ یہی وہ آپ کا ذر برداشت امتیاز تھا جسے قرآن نے صریح حکم لفظوں میں بیان کیا ہے۔ ہندی یا انگریزی یا چینی یا عبارتی جاننا تو درکار آپ آپ فارسی اور رومنی بھی نہیں جانتے تھے حالانکہ تم و فارس تے متعدد حضرات شرف صحابت سے مشرف ہیں مگر ان سے آپ کا کوئی رکمال غربی زبان کے سوانح میں نہیں۔

حضرت مکار کا نقشہ کیا تھا، آئیے لکھتی شادیاں کیں، آپ پر ملے اور مدینے میں کیا الگز رہی، آپ کے مشاغل و معمولات کیا تھے، آپ کس زبان میں کلام فرماتے تھے، آپ لکھتے دیوں

تھے مگر وہ ہوتی ہے جو بلاشبہ فاسق ہے اور جن کا شق تاویل کی تھا اس نہ رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص دار طاری مونڈ ناہیے یہ کھل فرشت ہے۔ اگر حاضرین میں کوئی بھی ایسا شخص موجود ہے جو دار طاری رکھتا ہے اور نمازِ ظہر حاصل کر رکھتا ہے تو دار طاری منٹے شخص کو امام بنانا مکروہ ہو گا۔ ایسا مکروہ جو حضرت سے قریب اور جراز سے دور ہے۔ یا ایک شخص برسہ عام جھوٹ پوچھتا ہے اور اس جھوٹ کے لئے کوئی جواب نہیں ہے۔ تو اسے فاسق کہیں گے۔

(۲) جب طاقت والے ذر برداشتی پر اُنہیں تو اس کے دل پر جواب ہو سکتے ہیں۔ یا صبر و سکوت یا مقابلہ۔ اور مقابلے کی بھی دشکلیں ہیں۔ ایک آئینی ایک جسمانی آئینی مقابلہ یقیناً کرنے چاہئے مگر جسمانی کا مشورہ ہم نہیں دیں کیونکہ اس سے اصلاح کا امکان کم اور قتنے کا امکان زیادہ ہے۔ آئینی مقابلے میں اگر ناکامی ہو تو صبر و سکوت یہ حصی کے مراد فذ ہو گا لیکن آئینی مقابلے کے بغیر ہی تھیا ڈال دینا ہے جسمی اور ذر برداشتی کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

بیہ نکس اور عالم

سوال :- از خلیق احمد لکھنؤ

ایک جلسے میں عالم صاحب تقریر فرمائے تھے جن کا نام اردو میں "آن پڑھ"۔ صاحب تھے۔ دوران تقریر مولانا فرانے لگے کہ انبیاء علیہم السلام زمانہ مستقبل کی ایک ایک بات سے باخبر رہتے ہیں۔ مزید نہ ریا یا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی تمام زبانوں سے واقف تھے اور ہر زبان میں گفتگو بھی فرماتے تھے جس کی مولانا موصوف نے دلیل یہ دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انس و جن کیلئے بھی بنا کر بھیجے گے اب اگر آپ ہندی زبان یا انگریزی زبان ن رجانتے ہوئے تو دعا ذ اللہ ثم دعا ذ اللہ آپ ہندوؤں اور انگریزوں کے لئے بھی نہیں ہوتے۔ میں بہت ہی زیادہ پریشانی میں پڑ گیا ہوں اس لئے کہ مولانا میو موصوف یہ بندی حقاً نہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے دَمَّا مَاعْلَمَهُ

انگریزی حدیث میں۔ رو سیوں کو رو سی، ہندوؤں کو
ہندی و غیرہ نکا۔ اگر حضور تمام زبانیں جانتے تھے
مگر کلام آپ نے صرف عربی میں فرمایا تو کیا شیجھ مہوا
جانئے سے۔

اسوس ہمارے بعض دیوبندی علماء بھی بدعتی
علماء کی طرح اینا اور وہ سروں کا وقت ہر باد کرنے کے
شیدھانی مشتعل ہیں لگے ہوئے ہیں۔ حضور کے اسے
پڑھنے کی کوئی فکر نہیں مگر فضول نکلنے کا لئے اور
لا یعنی شخصی عالم نے اسی کی رفتار خلائق را کھوئی
کی تیز رفتاری کو بھی ماتدارے رہی ہے۔ وَ نَعُوذ بِاللّٰهِ
مِنْ شَرِّ وَرَقَنَسْنَا۔

شیعی شیعہ تصادم

سوال:- (دالہنا)

خریک مرح صحابہ رضے سلسلے میں ہیاں جو شیعہ تھی
جھگٹا ایسا ادھر کے لوگ بھی مارے گئے اور ادھر کے
لوگ بھی قتل ہوئے۔ اس جھگٹے کے بعد سیرۃ النبی
کے عنوان سے ایک جلسہ این آباد پارک میں ہوا جس میں
مولانا ہاشم میاں فرنگی محل کی تقریب ہوئی آپ کے تقریب
میں فرمایا کہ یہ ساری چیزیں خرافات ہیں اور اس میں
مسلمانوں کا خون بلا وجد بہتا یا گما۔

دریافت طلب امریہ ہے کہ جن صحابہ کی تعریف
میں قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں کیا ان کی مرح
کرنا ایسے دو ریس جب کہ تبرے بازی عالم ہو، اتنا بڑا
گناہ قرار پائے کہ اس کو خرافات ہی لفظ سے تغیر
کیا جائے اور مسلمان کا خون کہا جائے کہ بلا وجد بہایا گیا۔

جواب:-

مولانا صاحب احمد بنی کیا بات کن لفظوں میں کی اور
کلام کا سیاق و سبق کیا تھا۔ یہ جانے بغیر کوئی رائے
ظاہر نہیں کی جاسکتی۔ البتہ یہ ضرور عرض کریں گے کہ

زندہ رہے اور کب کن کیفیات سے لگز کر وفات پائے
یہ سب تاریخی دلائل ہیں جن کا شرعاً قیاس و مطلق
سے نہیں روایات کی چھان بین سے لگتا ہے۔ کوئی شخص
حضور کے بارے میں جو بھی دعویٰ کرے اسے اپنے دو
کے لئے ایسی روایات پیش کرنی ہوں میں جھیں اصولوں کی
کسوٹی پر جا نجاحاً سکے۔ چنانچہ آپ کی سیرت، احوال اور
ارشادات کا تھنا بھی دفتر امت کے پاس ہے سب کا سب
روایات اور نقل در نقل ہی کی بنیادوں پر قائم ہے اور
بھی کسی عالم نے اسی کوئی بات حضور کے بارے میں یہ
نہیں کی ہے جو تقدیر اور یوں کی روایت یا قرآن کی واضح
شہادت سے ثابت نہ ہو۔

حضور بے شک تام انسانوں کی طرف سبی بہنا کر
بھیجے گئے لیکن یہ نکتہ نکالنا کہ آپ تام انسانوں کی زبان
بھی جانتے ہوں گے حاصلت کا شاہراہ کا ہے۔ اس دا ہی
نکتہ کا پھیلاو صرف ہندی یا انگریزی ہی تاک نہیں ہوتا
 بلکہ اس سے تو صریح طور پر یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں جو
ہزاروں زبانیں موجود ہیں ان سب سے نبی واقف رہا ہے۔
صرف ہندوستان ہی میں درجنوں زبانیں ہیں۔ پوری دنیا
میں ان کی تعداد ہزاروں سے کم کیا ہو گی۔ ان عالم حصہ
سے پوچھئی کیا ان کی دانست میں یہ ساری زبانیں حضور کو
آئی ہیں؟

ایک اور بات چند لمحوں کے فرض کر لیجئے کہ حضور
ساری زبانیں جانتے ہی ہوں مگر اس جانتے سے کیا نائدہ۔
فادہ تو صرف اس صورت میں ہو سکتا تھا کہ آپ نے انگریز د
کے لئے انگریزی میں، ہندوؤں کے لئے ہندی میں چندیوں
کے لئے چندی میں اور دوسری اقوام کے لئے انکی زبانوں
میں اپنے ارشادات چھوڑے ہوں۔ آخر عالم صاحب نے
زبانداں اور نبوت کے درمیان جو الترمذ پیدا کیا ہے اس کا
مقصد تو یہی ہو سکتا ہے کہ لوگ آپ کو نبی اتنے کے پاندہ
اسی صورت میں ہوں۔ جب تکہ آپ کی دعوت اور
تعلیمات اخھیں خود ان کی زبان میں سیرا تھیں۔ انگریز کو

البتہ اس میں کوئی نشک نہیں ہے کہ اس طرح کی خانہ جنگیوں میں جو خون بہتا ہے وہ مادی اور عملی نتائج کے اعتبار سے اکارت ہی جاتا ہے۔ کوئی نفع اس سے دین و ملت کو نہیں پہنچتا اور نقصان انداز یادہ پہنچتا ہے کہ نہ جانے کتنے عرصے تک دونوں فریتی اپنے زخم چاٹتے رہتے ہیں۔

نئے مجہد!

سوال ۶:- از- حاجی بیدر نور۔ اکولہ زید کا کہنا ہے کہ حضور نے بھی شازیں قصر ہی نہیں کیا اور زید قرآن شریف کے پندروں رکوع (سورہ نس) کی اب راتی آیت دادا ضمیرتہم فی الارض الاتی کو اس کے بعد والی آیت سے ملا کر یہ فرماتے ہیں کہ جنگ کی حالت میں صرف مقدار یوں کو قصر کرنے کا حکم ہے لیکن امام قصر ہیں کہ مکتا اور جنگ کے علاوہ قصر کا حکم ہی نہیں ہے اور یہ صاحب دوسرے قصر کرنے والوں کو منع کرتے ہیں اہم اخراج مورت حال کیا ہے واصح فرمائیں۔

جواب :-

اس سے پہلے کہ آپ زید کے کسی قول کو اہمیت دیں نہیں سے یہ دریافت کریں کہ اس نے قرآن و حدیث کی تعلیم کتنا اور کب حاصل تی ہے۔ عمر کا کتنا حصہ ہے جو اس راہ میں صرف ہوا ہے۔

اگر اس کے جواب سے یہ اطمینان ہو سکے کہ واقعی اس نے آٹھ دس سال محنت کی ہے تو اس کی متذکرہ قول پر سمجھدہ توجہ دی جا سکتی ہے۔ نیک انگریز یہ کھل کر حضرت نے قرآن و حدیث کی تعلیم تو حذر سال بھی صہیل نہیں کیں اور ادھر ادھر کے طالعے اور اٹکل کی بنیاد پر احتماد کی شان دھملاء ہے ہیں تو ان کے ارشادات پر ادنیٰ توجہ دینا بھی بغیر ہو گا۔

قصر کے سلسلے پر ائمہ و فقہاء کی مہسوط نکشیں اور آراء متفاہیوں کتابوں میں تحفظ ہیں۔ ان سرکار طالعہ

آج کے حالات میں ڈج صحابہ کی تحریکیں چلانا اور فرقے دارانہ لڑائیاں لڑانا مسلمانوں کے لئے خود سنتی کے ہم معنی ہے۔ شیعہ حضرات اگر صحابہ پر تبرّا کو اپنا مذہب تصور کرتے ہیں تو یہ ان کا فعل ہے۔ دین عقائد کے معاملے میں ذمہ دستی کی کوئی تکمیل نہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ نرمی "سنجیدگی اور استبلال کے ساتھ ان کے موقف کی غلطی و اضطراب کرتے رہیں اور اس سے بھی زیادہ ضرورتی یہ ہے کہ اپنے موقف کو دلوڑی، برپا ری، مٹھا س اور غنچو اوری کے ساتھ ان تک پہنچا سیئے اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ وہ اگر تبرّا کے علوس بکال رکھے ہیں تو ہم بھی "دیج صحابہ" کے جلوس نکالنے مشروع ہو دیں اور نوبت طکرا اور جنگ و جدل تک پہنچ جائے۔ اس طرح بکار ہی میں اضافہ ہو گا اس دھار میں نہیں۔

صحابہ کی تعریف سے یہ شک قرآن و حدیث معمور ہیں مگر یہ قرآن و حدیث نے نہیں ہدایت نہیں دی ہے کہ جو لوگ صحابہ کی عظمت تسلیم نہ کرتے ہوں ان کی ضرور میں صحابہ کی متفہوت کو سیاسی نوع کی تحریک نالو اور سڑکوں پر ان کے حق میں نفرے لگاتے ہو۔ انگریز کے زمانے کی بات اور بھی۔ بہت سی حماقتوں میں اس وقت مذہب کے نام پر بہار دے جاتی تھیں مگر اب ایسی بہاریں ہمارا بیڑا غرق کر دیں گی لہذا مناسب طرز عمل یہی ہے کہ سی اور شیعہ حضرات دوستا نہ افراہ اور قیام کے ذریعے بقاتے باہم کی راہ نکالیں۔ کدوڑوں کی خیچ چاٹیں، منشیں اور متفق علیہ مسائل میں ایک دوسرے کے معاون نہیں، ایک دوسرے کو ہر داشت کرنے کی عادت ڈالیں اور اختلافی مسائل کی بحثیں بس کاغذیک محو دہیں اور ان میں بھی انداز مجاہد لے کافر ہوا کوئی تضمیم کا ہو۔

لکھنؤ کے فوسن ناک شیعہ کی تصاویر میں جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ کون شہید ہوا اور کون بیکار کی موت ہوا۔ ہماری تعریف یا تفہیص سے کسی کی عاقبت نہیں بدل سکتی

ہم نے پڑھا ہے کہ سائنسی تحریے کے مطابق الکھل کا جزو بنا تات میں بھی ملتا ہے۔ پھر کیا تر کاریاں بھی اس اکشاف سے حرام ہو جائیں گی۔ انکھل ایک یکمیادی عصر ہے۔ یہ اپنی بعض لذکی حالتی میں نش آور نہیں ہوتا، لہذا ایسی تمام حالیں حرمت کے حکم سے غیر متعلق ہیں۔ ایک عینی کی جو حرمت کی وجہ نہیں۔

ہماروں یعنی غدوں سے علاج کے بارے میں بھی میں زیادہ تحقیق نہیں۔ مگر اصولاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ خنزیر کے جسم کا ہر حصہ ناپاک ہے مگر سانپ یا سی اور ایسے جانور کا یہ کہم نہیں جس کا کھانا حرام ہو۔ انتہائی مجبوری میں تو خنزیر کے ذریعے علاج بھی جائز ہو جاتا ہے لیکن جب آخری درجے کی مجبوری نہ ہو تو ایسی ہر دو احرام قرار پاٹے گی جس میں خنزیر کے بدن کا کوئی جزو شامل ہو مگر ہر دو احراام قرار نہیں پائے گی جس میں سانپ یا ملک یا پھونے کے اجزاء کے جسم شامل ہوں۔

مسجدہ ابلیس

یہ بات کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم سجدہ حرام شتوں کو دیا تھا تو شیطان پر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے عتاب کیوں ہم سے پوچھنے کی نہیں بلکہ براہ در است اللہ میان سے پوچھنے کی ہے۔ درہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ مان لیجئے کہ حکم سجدہ کا خاتم طب ابلیس بھی تھا اور مالک کا فقط صرف کثرت کی رہایت سے آیا ہے۔ ایک تقریر اگر ہزاروں کے جمیع کو ”لیٹریز اینڈ جنٹلمن“ کہہ کر خطاب کرتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جمیع میں اگر کوئی محنت موجود ہے تو وہ اس کا خاتم طب نہیں ہے۔ ظاہر ہے وہ بھی کیا مختاطب ہوتا ہے مگر اتفاقاً جمیع کی غالب حالت کے لاغرانے سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لب سیبی مسلمانہ روزِ ازل میں خدا

کرنے کے بعد کوئی صاحبِ علم اگر اس نتیجے پر پہنچ کر قصر کے حکم کو صرف جنگ تاک تحدیود کرنے کی رائے زیادہ صحیح ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے لئے یہی مسلک اختیار کرے لیکن یہ اختیار اسے ہرگز نہیں ہے کہ ان لوگوں کو قصر سے روکے جو قصر کو جنگ تک بھی دکرنے کے قابل نہیں۔ بلکہ بھی جانتا ہے کہ احناف کے یہاں قصر کے لئے جنگ کی شرط نہیں اور سافر امام بھی قصر ہی کرے گا نہ کہ صرف مقتدی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ احناف اپنے قیاس و اجتہاد کی بنیاد قرآن و حدیث ہی پر رکھتے ہیں نہ کہ فخر و عقل پر۔

لہذا اسی ناصحتہ جمہد ”کا یہ طرز عمل غوریت کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ وہ نہتر آن کی کسی آیت سے اس طرح استدلال کرے جیسے دوسروں نے اس آیت پر نظر رکھی ڈالی ہوا اور پہلے پہل اسی مردِ حلیل کو اس آیت کا سارا غلط کا ہوا۔

وہ جوابات جن کے سوالات حذف کردیتے ہیں

جھینکا چھلی

جھینکا چھلانے کی حدت و حرمت کا مدار اس پر ہے کہ وہ چھلی کی قسم سے ہے یا نہیں۔ جو لوگ اسے چھلی کی قسم سے سمجھتے ہیں ان کے لئے حلال ہے اور جو نہیں سمجھتے ان کے لئے حرام۔ ہمارے علم کی حدیث کہ وہ چھلی ہی کی قسم سے ہے۔ لیکن جھینکیں ہم سے اتفاق نہ ہو وہ نہ کھائیں۔ انھیں ہم پرست اعراض نہیں بنیں گے۔

الکھل کا سلسلہ

متعدد بارہم وضاحت کر جکے ہیں کہ کسی شے میں الکھل کی مجرد موجودگی اسے حرام نہیں کر دیتی۔ شراب اس لئے حرام ہے کہ وہ نہ لاتی ہے۔ نشہ کیوں لاتی ہے، اس کا سبب الکھل ہو یا کچھ اور وہ بہر حال نہ آوری کا سبب ہو گا حرمت کا نہیں۔ حرمت متاثر داشرات سے متعلق ہے نہ کہ ان کے سائنسی اسباب ہے۔

عقار و اعمال سے متعلق ہوں اور کوئی معنوی یا عملی افادت رکھتے ہوں۔

مججزہ اور سحر کا فرق

سچا ایک تکنیکی عمل ہے جو دنیا کے دوسرے مظاہر کی طرح اس باب و عمل کی ڈور سے بندھا ہوا ہے خواہ یا اس باب و عمل کتنے ہی خفیٰ اور غیر حسیٰ کیوں نہ ہوں۔ جادوگر کچھ اعراض اور طریقے ایسے استعمال کرتا ہے جو قفر یا مشینی اور تکنیکی انداز میں اثرات ذہنیخ سد اکرتے ہیں۔ اس کے برخلاف "مججزہ" یکسر ایک غیر تکنیکی اور غیر شنسی عمل ہے جس کا نتیجہ خود مججزہ دھکھانے والے سے نہیں بلکہ براہ در است قدر باری تعالیٰ سے ہے اس کے پس پشت اس باب و عمل کی منطق نہیں نہ اس کی کار کردگی میں جیسی ہے کہ ایک پر زے کی حرکت کے نتیجے میں دوسرا پر زہ حرکت کرے مججزہ خالصہ "کن فیکون" کاملاً صحت ہے۔ مججزے ہی سے خالی اکبر کی اس حضوریت کا ثبوت ملتا ہے کہ کائنات کے نظام کو علات و معلول اور سبب و مسبب کی زنجیروں میں جکڑ کر چلانا اللہ کے لئے گوئی مجبوری کی بات نہیں ہے بلکہ اس کا ایک اختیاری طریقہ کارہے ورنہ وہ اس پر بھی بخوبی قادر ہے کہ سی بھی دلستہ اور شے کو علات اور سبب کے بغیر نہ پور دیدے۔

جو عمل اور معجزات کی سائنسی تشریح کے درپی ہوتے ہیں انہوں نے دراصل ایک ایسا کام کیا ہے جو مججزے کی حقیقت سے متفاہم ہے۔ مججزہ مججزہ کب رہے گا اگر وہ سائنسی اور تکنیکی ظہر کے دائرے میں آجائے۔

مسجروں کی زیارت

غیر ذی روح کی تصاویر و حرم نہیں اہل اکیجے یا درضیہ کا کم کی تصاویر کے جواز میں بحث کی گنجائش نہیں (البتہ انہیں مسجد میں ایسی جگہ آؤیز ان کرنا جہاں دور ان شمار میں ان پر خازی یوں کی نظر پڑ سکتی ہو اس خوابی کا باعث بن سکتا ہے کہ شمازی کی توجہ شمار سے ہٹ کر ہیں اور چلی جائے۔ کعبہ الکعب اللہ کا

یا پھر یہ مانیے کہ شیطان خاطب نہیں تھا بلکہ اللہ میاں نے خواہ نجواہ اسے عقاب کا نشانہ بنایا۔ یہ ماننے کے بعد ہم سے سوال کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیوں کہ ہم کسی ایسے خدا سے واقع نہیں جو ظالم اور نامعقول ہے اگر قصبوں سوالات کا شوق نہ ہو تو کسی ایسے شخص کے لئے جس نے قرآن پڑھا ہو اس طرح کے سوالات میں وقت ضائع کرنا ممکن نہیں ہے۔ سورہ اعراف میں اللہ نے پورا مکالمہ بیان کر دیا ہے۔

اللہ نے پوچھا۔ اے ابلیس ہمارے حکم پر سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا پھر تو نہ کیوں نہ کیا؟ اس پر ابلیس یہ جواب نہیں دیا کہ اے اللہ میں کیوں سجدہ کرتا جب کہ آپ نے فقط فرشتوں کو حکم دیا تھا مجھے نہیں دیا تھا، بلکہ وہ بولا کہ اے اللہ میں تو آدم سے بہتر ہوں۔ اسے تو نہ مٹھی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے۔ اس جواب سے ثابت ہوا کہ شیطان خود بھی اپنے آپ کو حکم خداوندی کا خاطب سمجھتا تھا اور انکا رسمی بنیاد نکر پڑھی جس کی صراحت خود باری تعالیٰ نے ان الفاظ میں کر دی ہے کہ فہمایکون لائق آن تَكَبَّرَ فِيْهَا د تو اس لائق نہیں کہ نکبر کرے یہاں)

اب ہمیں بتائیے کہ الگ آپ نے سورہ اعراف پر ہی ہے تو کیا جواز ہے اس دہم بازی کا کہ شیطان حکم سجدہ کا تھا۔ اس سے تو ہم اسکا اعلیٰ ارشکال اور وسوسہ تو ہمات میں بڑا فرق ہے۔ جو بات آیات سے بدآہتہ نکل رہی ہے اسے نظر انداز کر کے کیوں اور کیسے کے شوشے نکالنا وقت بر باد کرنا ہے۔

اقوام سابق

قوم شہود کی ہلکت کے بعد حضرت صالح اور ان کے تبعین نے کہاں سکونت اختیار کی، یہ ایک تاریخی سوال ہے، جسے تاریخ کے کسی استاد سے حل نہیں۔ ہم ان صفحات میں حتیٰ الوسع ایسے ہی سوالات کا جواب دیتے ہیں جو ہمارے

قید لکھی تھی تو یہ سوال بھی آپ کو دارالعلوم ہی سے کرتا
حاء میتے تھا کہ کفو کسے کہتے ہیں۔ یہ آخر کسی حکم کی غایت
نہ ہے کہ فتویٰ دیا دارالعلوم نے اور ”کفو“ کی شریعہ
چاہیں آپ ہم سے۔

ذات پات کے ناگزیر اقتداء قبیلہ اسلام میں نہیں
ہیں لیکن واقعات و حقائق کی رحمائی تو اسلام بھی کرتا
ہے۔ نزید کی لڑکی ایم۔ اے پاس ہے۔ اس تعلیم پر الدین
نے مختار و پیغمبرؐ کہتے وہ محتاج بیان نہیں۔ یہ
لڑکی کسی خانہ بدوش تقیلے کے اک جاہا، اور اجڑ
نوجوان پر عاشق ہو جاتی ہے تو کیا آپ ان دونوں کو
ہمسرا اور معاشر قرار دے سکیں گے (کفو کا لفظ علم و ضرور
ہمسرا درست امثال میں مفہوم رکھتا ہے) اگر یہ لڑکی درد دین
کی مرضی کے خلاف اس نوجوان سے شادی کر لے تو کیا
اس میں والدین کی بے عزتی نہ ہوگی۔ اگر یہ شریعہ ہے تو
نہ پہنچ کا۔

خوب سمجھ لیجئے۔ اسلام لڑکی کی مرضی کے خلاف
نکاح کی اجازت نہیں دیتا لیکن وہ ظلم بھی نہیں کرتا کہ
والدین کے حقوق کی کوتی رحمائی نہ کرے اور جوان
لڑکی کو مکمل آزادی دیجے کرو جہاں جس سے چاہے
نکاح کر دیا۔ نزید نے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے
ایم، اے تک تعلیم کیا اسی لئے دلائی تھی کہ لڑکی صاحبہ
جو ان ہوتے ہی کسی جاہاں اور زنگھٹ پر منتخب فرمائیں۔

”کفو“ کا اختصار حضرت مولانا ورنگ پر نہیں۔ ایک
ہی خاندان کے دو لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے لئے
”غیر کفو“ ہو سکتے ہیں اگر ان کے مابین علم و حیل یا عقل
اور بے عقل یا اہنگ ہیں اور گنوارین کے واضح نہادوں
موجود ہوں۔ ایسے نہادوں کی نوجوڈی میں سر برستوں
کی رضا مندی کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ سر برستوں
کے بھی کچھ حقوقی ہیں۔

یتھے دسوال، چھلتم غیر

یہ سب ایجاد بن رہیں۔ بتریعت میں انکی کوئی صلی

مگر ہے لیکن کسی حقیقی واسطہ اور نظر آنے والے راستے
کے تو سطح سے خدا کا تصویر اسلامی اصول عبادت کے
خلاف ہے اس نے خود وہ عمارت بھی واسطہ کی تیزی
سے درمیان میں نہ آنی چاہتے جسے ”بیت اللہ“ کہا
جاتا ہے۔

محرابوں وغیرہ میں نقاشی اور پینٹنگ کا جو چلن
چل گیا ہے وہ بھی کراہیت سے خالی نہیں ہے کیونکہ
نمازی در ان نمازوں میں ان سے خیالی دلچسپی لے سکتا
رکنا ہے جو توجہ الہی اللہ کے منانی ہے۔

نیلام

مختلف لوگ کسی چیز کی بولی بولی اسے ”نیلام“
کہتے ہیں۔ یہ شرعاً حرام نہیں ہے۔

فتراءہ میں سہو

اہم بھویں سے کوئی لفظ غلط پڑھ جائے لیکن
تن مختص رہا ایک لمبی آیت صحت کے ساتھ فرائیت میں
اچکی نہ تو نماز میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔

قادیانیوں کی نماز جنازہ

قادیانی نماز تو پڑھتے ہیں لیکن ان کے نماز
پڑھنے سے علماء کا یہ فتیحہ نہیں بدل جاتا کہ وہ مسلمان
نہیں ہیں۔ لہذا ان کی نماز جنازہ میں شرکت مستحب ہے۔

نکاح و طلاق کے مسائل

بہتر یہ ہے کہ نکاح و طلاق کے مسائل مقامی علماء
سے زبانی معلوم کریں۔ روزمرہ کی ضرورت کے لئے مگر
میں یہ چیز کتاب میں رہنچا ہیں۔ بہشتی زیور۔ الحکیمة النافعہ
حقوق الموجین۔

”کفو“ کا مسئلہ

جب دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ میں ”کفو“ کی

تجھی کے دو خاص نمبر

- حامل مطالعہ نمبر** تجھی کی معروف دلچسپیوں کے علاوہ جنہاً ہم ترین ہیں۔
- اسلامی ترقیتی نفس: تجھی کے سب صفحات پر پڑھیا ہو امولانا مودودی کا درج پر و مقالہ۔
 - شیخ عبداللہ کے خطوط: چالیس صفحات پر بھرے ہوئے ہیں۔
 - تحریک اسلامی کی داستان: خود امولانا مودودی کے قلم سے۔ اس صفحات۔
 - تحریک اسلامی اور اس کے مخالفین: اذ: امولانا مودودی۔
 - تقید اکیا ہے؟: تقید کی شرعی اور عقلی حیثیت پر ایک بصیرت افراد مفتالہ۔

اس شاندار نمبر کی ثابت ہتھیں ٹیکے ہیں۔ ایک ساٹھ تین کاپیاں طلب کرنے پر ڈاک خرچ معاف۔

خاص نمبر اور حق و دل معلومات اور دلچسپیے معمور، خصوصاً اس کا وہ حصہ تو استاد بزری حیثیت رکھتا ہے جنہیں امولانا مودودی پر کئے گئے اعتراضات کے حقیقی جوابات دیئے گئے ہیں۔ عصمت انبیاء، تقید اور معیار حق، مسئلہ وجہ، تقید، وقت الحجور، مؤلفۃ القلوب، جمع بین الاخیین، منتعہ اور بحث تلاوت بلا و ضیو کا مسئلہ۔ ان موضوعات پر اکابر و فہرمان رواز آن وحدیت کی صراحتیں۔ سارے ہی پانچ روپے تجویز کریے خاص نمبر آپ طلب فراہم کرتے ہیں (یہ دونوں نمبر ایک ساتھ طلب کرنے پر ڈاک خرچ معاف کر دیا جائے گا)۔

منیر تجھی۔ دیوبند دیوبنی

نہیں۔ بختیں بہت ہو چکیں۔ اب جس کا جی چاہے ہے فضول کی رسوم میں وقت اور پیسہ برباد کرتا ہے اور جس کا جی چاہے ان پیروں کو کاٹ پھینکے۔

ذمہ دین یا ذمہ دین؟

"ذمہ دین" کا لفظی ترجمہ تو یہی ہے کہ "معنى الـ" یعنی ایسا کلام جسے معنی نہ ہو۔ نیکن حماورے یہی ذمہ دین ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کہ کلام ایک سے زیادہ معنی کا ستحمل ہو یا اس کے ظاہری معنی کے عقب میں کوئی خفیہ نکتہ اور سبھم ساطر موجود ہو۔ اب اگر کوئی صاحب یہ کہتے ہیں کہ ایسے کلام کے لئے "ذمہ دین" نہیں بلکہ "ذمہ دین" کا لفظ صحیح ہے تو انھیں متمن اور معروف نام کے اہل زبان ہیں اس کے استعمال کی جن مشاہدیں نبی حضرت مسیح حماورات کے سلسلے میں لفظی ترجمے کی بحث نہیں رکھتی، لہذا ہمارے نزدیک تو غیر مشتبہ طور پر "ذمہ دین" سیادت ہے۔ "ذمہ دین" کا استعمال ہماری نظر سے نہیں لگتا۔

غائب اور اقبال

غائب اور اقبال کے میدان الگ الگ ہیں لہذا ان میں مجاز نہ اور مقابل فضول ہے۔ غائب میں یقیناً غائب آگے ہیں مگر مغزلِ حصن ایک جائز عیاشی ہے جو آخرت میں پے نہیں کرتی۔ اقبال شاعر سے زیادہ مفکر اور مصلح ہیں جن کی شاعری پر کسی بھی قسم کی عیاشی کا اطلاق نہیں ہوتا اور آخرت میں بھی غالباً وہ انھیں پچھنہ کچھ دلو اکرے ہے جی۔ اب سوچ لیجئے نفع میں کون رہا۔

مشترک خاندان

یہ مشترک خاندان "کس چڑیا کا نام ہے۔ اگر یہ روایی اصطلاح کا ترجمہ ہے تو اس کے جواز و عدم جواز کی بحث کوئی دیوار نہیں اٹھا سکتا ہے۔ اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔"

ترجمہ: شمش نوید عثمانی

مرکم جمیلہ اور مولانا مودودی

کیمیتِ اپنے ہم

میں پندرہ سال کی عمر میں لکھنا شروع کیا تھا۔ پہلے باب میں جنوی فلسطین کے ایک تھوٹے سے گاؤں میں اس کے ابتدائی عهد طفولیت کا حصہ بیان کیا گیا ہے اور اس کے مگر دو بیشتر اور اس کے گھرانے کے تھاتھ افراد کی کہانی ہے جس کا خاتمه اس پر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ۱۹۴۸ء کی جنگ فلسطین کے دوران اپنے گھروں سے المناک طور پر نکال باہر کئے گئے اور صیہونیوں کی بالاتر فوجی طاقت کے بل پر پورا گاؤں (اور اس کے ساتھ ایک مکمل طرزِ زندگی) تباہ و بر باد ہو کر رہ گیا۔ دوسرا باب کا صفت آخر اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ احمد خلیل کو جواب اسال کا پہچاتا ہے شادی کئے ہوئے دو سال ہر چکے ہیں اور وہ ہبہ جروں کے کمیت سے جانے کا فصلہ کرتا ہے اور حکومت کی اجازت کے بغیر "خلاف قانون طور پر" اپنے خاندان کے پہانچان کو لے کر ملکہ کا حج کرنے کے لئے چل دیتا ہے۔ اور وہاں ایک بار نیصلہ کرتا ہے کہ جب تک فلسطین واپس چلے جانے کا اس کے لئے دوسرا امکان

نیو یارک
۲۹ ستمبر ۱۹۴۱ء

تحریک مولانا مودودی!
السلام علیکم — آپ کا خط ہو خدا۔ ہر تھی کو پاک میں بہت خوش ہوئی اور یہ معلوم کر کے دل کو سکون ہوا کہ آپ انہی علات سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ میں اسیدر ہفتی ہوں کہ جلد ہی آپ اپنے ہو جائیں گے۔
میری طرف سے آپ تو یوری اجازت یہ کہ میرے خطوط یا مضمونیں کے جس تھے تو آپ چاہیں اپنے ترجمہ القرآن میں شائع فرمائیں۔ اپنے مختصر افسانے پر تبصرے کے طور پر مجھے حقیقی خطوط یا مصوب ہوئے ان سیں سے صرف ایک خط آپ کا ایسا تھا جس میں میرے اپنی تفہیم کو شایان شان اند از میں سمجھا گیا ہے جیسا کہ میں پہلے ہی آپ سے عرض کر چکی ہوں۔ یہ مختصر افسانہ میرے نادل "احمد خلیل" — عرب فلسطین ہباجر کی سو اخ جیات" کا آخری باب ہے جس کو میں نے گذشتہ عرصے میں اگست ۱۹۴۹ء

ہوں تاکہ تم دامخ اوپر گئے طور پر یہ جان لیں کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو ان لوگوں کو ان کاموں پر ابھارتی ہیں جن کو یہ کہ رہے ہیں۔ جن مصنفوں کا مجھے شرح و سبط کے ساتھ جو والدینا ہے ان میں ولفریڈ کینٹ و میل استھنڈ ائرکٹ اسلامک انسٹی ٹیوٹ میک ٹکی بینی ٹریٹی۔ کنادا، مشہور انگریزی متور خاتج۔ جی ویز آرنلڈ ٹوشن بی، ویمڈ اونٹکاس۔ صحیح جو امریکی سپریم کورٹ میں اب مامور ہیں۔ جولین ہمپسلے اپر حیاتیات اور سابق ڈائرکٹر نیشنل کمیٹی ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۴ء البرٹ شویزر منڈلر لینز روفر و میلت اور جان ایس بیڈیو سابق پروفسر امریکی کالج قاہرو۔ اور حال ہیفرا مریکیہ برائے تقدیر عرب جمہوریہ ہیں۔ مغربیت زدہ مسلمانوں کی فہرست میں فیضیا کو کلب، ڈاکٹر طاحسین اور آصف افیضی و انس چانسلر شیرین بینی ٹریٹی کو شامل کر دی گی۔ ہر ایک اقتباس کے قبل چند تعاریق سطور ہوں گی اور ہر اقتباس کے بعد ایک مفصل تبصرہ ہو گا۔ اس انتخاک کے آغاز میں ایک طویل پیش لفظ لکھنا چاہتی ہیں اور خاتم پر ایک شکفتہ و جامع تاثر افی جماکہ۔

اہمی ابھی حال میں میں نے لاہور احمدیہ تحریک کے سابق سربراہ حرم جم جعلی کی ایک انتہائی ذہن ان فروذ کتاب ذیر عنوان "مسیح دجال یا جوج و ما جوج" پڑھی ہے جس میں اس بات کی تشریح کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشیوں کو نہیں کی واحد مصداق دنیا پر مغربی مادہ پرستی کا غلبہ کیوں ہو سکتا ہے۔ جہاں تک میرے ان خدشات کا تعلق ہے کہ نام نہاد "یہم ترقی یافتہ" ممالک میں "معاشی ترقی" کیلئے "فتن امداد" کا واحد مثلاً مغربی مادہ پرستی کی اشاعت و ترویج ہے تو آنحضرتؐ کو اس کی اچھی طرح خبر ہی جب آپ نے پساد شادر فرمایا۔

"وَ دَجَالٌ، أَنْ كُوْنُ مُسْلِمًا ضَرُورَتْ مُنْدُوكُو"

کھانے کو دے گا مگر وہ ان لوگوں کو کافر بھی بنا دے گا۔

بسمتی یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے اختتام پر اک تقطیع بدزہ ہو جاتی ہے جہاں صرف اپنے قارئین کو یہ قیں دلائیکی کشش

پیا ہواں وقت شاک مدینہ میں سفل سکونت اختیار کر لے۔ نادل کے باقی حصے کے اہم عنوانات کی ہیں۔ اس کا چاہزاد بھائی رشید جو اس کی پوری زندگی میں اس کا مسلسل رفیق دساز رہا ہے، اس کا دامغی عرض چھوٹا بھائی خلیفہ زندہ پنج جانے والا اس کا واحد بیان اسماعیل اور اس کا متنہ عبد الرزاق جو الازہر کا ایک نابینا طالب علم اسلامیات ہے اور جو اس کی قیلی کا واد احمد سامان ہے۔ کھانی کے پہلے حصے میں صہبی میں سامراج کے اعراض و مقاصد کے پردے میں فطری مادہ پرستی کے فتنوں اور فحصات پر اور آخری ابواب میں مسیح کی صفت کے ہدایت آئیں۔

ناتاچ پروردیا گیا ہے کیونکہ یہ صفت اس عرب سلم خاندان کی عالم زندگی اور آخری انجام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جو خلاف آپ کی کتابوں میں بیان کئے ہیں وہی میرا یہ نادل بیان کرتا ہے البتہ یہاں افسانوی انداز میں یہ بات کی کوئی ہے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کے ادبی حسن و صحیح کی حقیقت سے قطعاً نظر، "احمدیل" یہاں انتہائی غیر مقبول ہو گا اور امریکی ناشرین کی دنیا میں اس کی پستی یہی کا کوئی موقع نہیں۔

اب ایک اور کتاب تالیف کرنے کے لئے میرے ذہن میں نہ ہو بود کہ ایک جو ہے جس کا عنوان ہو گا "اسلام پر حملہ" یا ہر اور اندر سے۔ "یعنی" اسلام دشمن پر پیکھوں کا انتخاب" اس سلسلے میں میرے پیش نظر صرف یہی دھکانا نہیں ہے کہ کس کس طرح اسلام کے ایک اونچ پر مفسری "متشرقین" نے اور مغربیت شعاع مسلمانوں نے اندر کی طرف سے پوکش کی ہے بلکہ بوجات میرے ذہن میں سب سے پیش ہیش ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے حریف ہیں ان کی ذہنیت کو برداشت کر کے اپنے دشمنوں کو سڑا کتے چکے جانے سے ہمارا کوئی بھلانہ ہو گا۔ اپنے دشمنوں سے اچھی طرح ہدہ برآ ہونے کے لئے میرے خیال میں ہمارے لئے تقطیع ضروری ہے کہ ہم ان کو بھیں اور یہ جان لس کہ ان کے ذہن کس طرح کام کرتے ہیں۔ علم نفیات انتہائی پرکشش موضوع ہے اور میں اس کے اصولوں کو اس سلسلے پر منطبق کرنا چاہتی

میں ہیں نے صنایلے میں کلمہ شہادت پڑھا جس نے مجھے پوری طرح ایک سلام بنا دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے برداش نیں میں اسلام کرنش آف امریکہ میں تاخذ اور احمد نصیل سے اپنے قبول اسلام کا سرٹیفیکٹ حاصل کر لیا۔ میرا اسلامی نام میری یہ جمیلہ ہے جس کے تحت آج کے بعد میں لپٹے تمام خطوط اور مقالات لکھوں گی۔ البته جو کافر کاں باپ مجھے میرے عربی نام سے آواز دیتا ہے اور میرے دوسرے خاندانی لوگوں کے بھی ایسے ہی جذبات ہیں اس لئے میں اس نام پر اصرار نہ کروں گی لیکن آپ کے اور اپنے تمام اسماں ہیں بھائیوں کے ساتھ میں اپنائیا نام ہی استعمال کروں گی جس پر میں فخر محسوس کرتی ہوں۔ وقوع ہے کہ آپ کی صحبت بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے گی۔

آپ کی اسلامی عزیزی

مریم جبیلہ

لاہور
درجن الٰہی

عزیزہ مریم جبیلہ

السلام علیکم در حمد اللہ۔ تھمارا مکتوب میرضہ ۲۹ مرتبی موصول ہو اور یہ معلوم کر کے دلی سست حاصل ہوئی کہ کلمہ شہادت پڑھ کر تم اسلام کے عظیم خاندان کا ایک جزو لا ینیق کبن ہی ہو اور ایک اسلامی نام اختیار کر چکی ہو۔ تھمارے خیالات اور معتقدات کا یہ سب کچھ ایک نظری تھی تھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کئے ہوئے پھسلتا ہوں کہ وہ تھمارے اخلاص کو مشرفت فولیت بخشنے تھیں اسلام پر چلتے اور اس کے لئے کچھ کرنے کی طاقت مرحمت فرماتے اور اس کی توفیق عنایت کر کے کہ تم جنم کر گرد پہیں کی جا رہا نہ فضاؤں سے نہ رہا زماں ہو سکو۔

میری صحبت کے لئے تم نے جو تشویش ظاہر کی ہے اس کے لئے میں تھمارا ہمنون ہوں، الحمد للہ کہ اب میری طبیعت معمول پر آگئی ہے۔ انتشار اللہ اب میں جو لائی میں

کرتا ہے کہ مرنے اعلام احتجاج دیا ای امام جہدی ہو گوئے تھے۔ گذشتہ کئی ماہ تک میں سید قطب سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں جو جیسا کہ آپ کو دوسرے کئی بھی شخص سے زیادہ معلوم ہی ہو گانا صرکے ذیر حکومت قبیلہ کی حالت میں اس وقت سے پہلے جب سے ۱۹۴۷ء سے الازخان اسلامیوں پر سرکاری طور پر بندی لکھا دی گئی ہے۔ وہ اگرچہ نفس نفس نجھے کچھ نہ کھے سکے لیکن کل کی ہی بات ہے کہ مجھے ان کی تمشیرہ امینہ قطب کا ایک حمیں خط ملائجھوں نے مجھے بتا ہے کہ میرے خطوط اوان کے بھائی صاحب کوزناں کی کالی گوٹھر تھی میں پہنچا دیتے گئے اور یہ کہ وہ ان کی طرف سے مجھے خط لکھنا چاہتی ہیں۔ سید قطب صاحب جو طریقے حفاظ علم و فضل اور متعدد دنباں کے مصنفوں میں آپ کے عظم دنباں میں سے ہیں اور انھوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کی تھانیف کا مطالعہ کروں۔ لیکن در دن کا ہے یہ صورت حال کہ اسلام نام نہاد "مسلم" جمالاں میں غیر مسلم جمالاں سے بھی پڑھ کر پہنچہ خلم واستبداد کا شکار ہے؟

میں مقامی "توحید لینڈ کلیسا" (ینیسٹرین چرچ) کی ہفت روزہ روشن ادا کا ایک تھجھے اس خط کے ساتھ مسلمان کر کر ہی ہوں جس کے تھبین جانے سے تعلق میرے والین اور میری بڑی ہیں سوچ رہی ہیں۔ اب تک میں بھی اسی خیال میں تھی کہ ینیسٹرین چرچ ایک سیمی فرقہ ہے جس نے حضرت علیؑ کی اوہیت اور عقیدہ تبلیغ کو مسترد کر دیا ہے اور وہ حضرت علیؑ کو ایک رسول کی حیثیت سے مانتا اور خدا کی توحید پر زور دیتا ہے۔ لیکن یہ کلیسا جس میں میرے والین اور بہن مشرکت کرنے ہیں جس تکرہ نظر کی آواز اٹھاتے ہیں وہ اتحیکل کچھ کی تحریک آئی لا اوری پر پتھری سے کچھ بھی مختلف نہیں۔

پانچ دن پہلے کی بات ہے کہ عید الفتح کے موقع پر نماز کے بعد گواہ تے طور پر اپنے دو مسلمان درستوں کی توجیہ

کے سو اور کچھ میدان ہنہیں ہوتا، حکمران اپنے حکیموں کے خلاف حکم کھلاتے تھے اور سربراہ رپس کا خالی مسلسل کٹکٹش کے تیجے میں سلم ریاستوں کا ڈھانچہ قوانین سے خالی ہوتا جاتا ہے۔ اس طرح کی غیر داشتمانہ روشن کا ایک دوسرا تیجہ یہ ہو رہا ہے کہ نام نہاد "آزاد دنیا" کا بلاک "اس کے باعث لمیون فرم کے خلاف اپنے وقایع کو کمزور اور قابل تاخت بنائے رہا ہے۔ اتنا کہ اقتدار کیتی نے مسلمانوں کو صرف ان ممالک میں ظلم پہنچ کر انشانہ بنایا ہے جن پر اس کالبس پل چکالیکن جس انہزار سے غیر کشتراکی بلاک آزاد مسلم صفووں میں تباہ کاری کا تھیل تھیل رہا ہے اس سے اس کے مشترکہ دنایع کے اس قصد کو شکست حاصل ہو رہی ہے۔ سچے مسلمان اقتدار و طاقت کے ان بلاکوں میں کوئی فرق کرنے سے قاصر ہیں اور وہ یہ لقین کرنے پر جھوپڑیں کہ یہ دلوں ہی اصل کے اعتبار سے ایک ہی ہیں دو ہنیں مسلمان اقوام کی اکثریت غالب کی اس نفرت و تیج ذات کی موجودگی میں حکمرانوں کے یاسی گھٹ جوڑ مصنوعی ہیں اور ان کے کوئی حقیقی معنی باقی نہیں رہے۔

میں اب دجال کے متعلق تمہارے سوال کی طرف آتا ہوں۔ عربی میں لفظ "دجل" کے لغوی معنی زیبی ہی اور دھوکہ بازی کے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے ہر ایک ہو کر باز شخص، گروہ یا قوم دجال ہے۔ البتہ ہمارے رسولوں پاک کی احادیث کی ترویج سے الدجال (ایک خاص دھوکہ باز) ایک شخص واحد کو ہونا چاہتے۔ الدجال کی قیادت کے درود ان میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہے، حقیقی مسلمانوں کو سخت ترین ابتاؤں اور مظلوم سے دوچار ہونا ہو گا۔ میں جب حدیث میں الدجال یا سیخ دجال کے باوجود میں تمام تفصیلات پر غور کرتا ہوں تو میں اس لقین کا پہنچتا ہوں کہ وہ ابھی تک نہیں آیا لیکن میرا خیال ہے کہ دنہ ماننا آگیا ہے جب کہ پیشین گوئی جلد پوری ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ الدجال "اسرائيل" کی سر زمین سے نکایاں ہو گا۔

افریقیہ کے سفر پر جانے کا عزم رکھتا ہوں۔ اپنے خطوط اور اپنے ضمایں کے اقتباسات شائع کرنے کی اجازت کا شکر یہ قبول کرو۔ میرا خیال ہے کہ یہ اقتباسات یہاں کے سلم نوجوان معاشرے کی آنکھیں ہوں دینے کا کام ہمیں کچھ بلکہ اپنے تھہدار تصویر نظر سے کی کہ جہاں وہ خدا یا مسلم ہو رہے میں پیدا ہو جانے کے باوجود "مغربی" بننے کی کوششیں ہیں وہاں جدید امریک کے ایک اپیسے پیدا ہو رہے کی نوجوان خالون جو "اصلاحات جدید" کا آئینہ دار ہے جن کے لئے کوشش سے دچار ہے اور آخر کار اس حق کو یا یعنی کے بعد اس پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ متوافق ہوں کہ تھارا یعنوان کے لئے ایک سبق ہو گا۔

برہاں کرم بھٹا اپنے نادل "احمدیل" کا مسودہ بھیج دو۔ میں اس کو پڑھنے کے لئے وقت نکالوں گا تاکہ اس کے بعد اس کو یہاں لا ہو رہیں اپنے "ناشرین" اسلام کے پلیکشنس پلیڈ کو دھا سکو۔ مجھے خوشی ہو گی اگر وہ اسے طبع کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

تمہارا اسلام دشمن پر و پیگنڈہ کا انتساب بہت مفید اور ستن آموز چیزیں سکتا ہے۔ متعارض باتیں الی ہیں جن کا ذکر ہے کہ بیرونی تھیں وہاں چاہئے۔

پہلی بات یہ ہے کہ مشرق میں اشتراکی لوگ اور مغرب میں جمہوری ممالک اسلام کے خلاف اپنی مشترکہ تنہی میں ہاتھ سے ہاتھلا لیتھیں۔ دوسرا چیز یہ ہے کہ جب کبھی مسلمان اسلام سے مخرج ہوتے ہیں یا اس کے سیکھ کم کی چھوڑتے ہیں تو انہی مسلمانوں میں زور شور سے اس کو سراہا جاتا ہے اور یہ چیز ان مسلمانوں کو اپنی مشراریوں میں اور زیادہ گستاخ و جری اور زیادہ سخت جان بنا دیتی ہے۔ ان مقادوں کے نزدیک اسلام کی رواج چھوڑنا "روشن خیالی" اور ارتقا ہے اور اپنے ان مذاہوں کی تحسین و ستائش کے ہار حاصل کرنے کی غیر معمولی فکر میں یہ تجدید کیش مسلمان اپنی "اصلاحات" کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ جوشیلے ہو جاتے ہیں۔ اس سے ان کے مسلم ہم وطنوں کی اکثریت میں عم و غصے کی ایک تیز و تندہ بر

تھوڑے وسلوک کے موضوع پر چند کتابیں

- صحابت معرفت اردو:- کتابت طبائعیہ مجلہ معکور ۵/۵۰
 التشریف فی احادیث التصویر اردو:- انمولان اخوانی مجلہ معکور ۱۲/-
 عبقات۔ اردو:- از شاہ اسمبلی شہید جلد معکور ۱۲/-
 طالق سلیک:- از داٹر میر ولی الدین ۵/۵۰
 قرآن اور تصوف:- = = غیر مجلد ۷/-
 رہنمائی عشق:- = =
 الفاس علیی:- (نیا طبیش) افادہ مولانا اخوانی مجلہ ۱۸/-
 روح تصویر مع ادای شکر خودید:- = =
 ارشاد الملوك جلد مدارسلوک:- از حاجی امداد اللہ ۲/۵۰
 ۲/۵۰

مکتبہ تجلی۔ (دیوبن دریو۔ پی)

سید قطب اور ان کے عزاء سے تھمارے رابطے کو معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی اگرچہ ابھی تک ہم دونوں کو روپر و ملاقات کا کوئی موقعہ نہیں آیا تاہم ہم دیں سے ہر ایک دمرے سے پوری طرح واقف ہے انھوں نے مجھے قید خانے سے اپنی کتابیں بھیجیں اور میں جب ۱۹۴۷ء میں تاہم اخوان کے بھائی محمد قطب سے ملا تھا، داروروسن کے یہ آتشیں حرطے جن سے اخوان اور فی الواقع تمام ہی حقیقی مسلمانوں کو ہر کہیں گز نالازمی ہے۔ کہیں حیرت میں نہ والیں جب ایک مسلمان کفر کے زیر اثر پروان چڑھتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے پر جسم کفر کے اٹھاتے ہوئے ہوتا ہے تو وہ اپنے ہم نہ ہیوں پر ظلم و تم توڑنے میں دہان تک جا پہنچتا ہے جہاں تک جانے کی وجہ اس نے گیر مسلمانوں کو بھی نہیں کے لیکن جلد یا پیدا ہو وقت یقیناً آکر رہے گا جب ہر ایک دہی کا طنے پر جیبور پہنچا جو کچھ اس نے بولی تھا۔ اسلام کی راہ پر تھماری ثابت قدمی کے لئے دعا گو۔

تھمارا مخلص ابوالاعلیٰ



اگر پیشایب میں شکر خارج ہو رہی ہے یا شرت سے پیشایب آتا ہے تو
 اپنا حال لکھ کر مشورہ اور مذکورہ امراض سے متعلق
 کتاب چھ

ڈیا بیس شکری مفت حصل کریں

اس کتاب پیچیں دونوں امراض کے اسباب، علامات، صحیح طریقہ علاج "غذا" پر ہمیزرا اور سکار آمد مہریات درج ہیں۔ معالجین خصوصی توجہ کریں۔ آسان اور دوزبان میں ذیابیس پر نہایت کارامہ اور قابل تدریکتاب پکھے ہے۔ (جواب طلب امور کے لئے لفاف یا لکٹ آن ضروری ہے)

حکیم ہتاب الدین ہاشمی (رجسٹر پر یکیشنر)
 ہاشمی دو اخانہ دار الشفا فائدی گی۔ امروہ (دیوبن پی)

حکیم الامر حضرت مولانا اشرف علی حسن تھا نوئی قدس اللہ سرہ کی مشہور و معروف تفسیر

تفسیر بیان القرآن

اصل نسخہ مطبوعہ تھانہ بھول بیہیت فوٹو افسیر ط کے ذریعے

مثالی خوبیوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے

تفسیر چالیس سال سے تفسیر پیشتر مقامات سے بارہ شائع ہو چکی ہے اور شائع ہبڑی ہے بلکن جس حقیقی انتظام اور خوبیوں کے ساتھ حضرت تھاؤی نے اپنی لگرانی میں تھانہ بھول سے شائع کرائی تھی آج تک کوئی دوسرا مطبع شائع نہیں کر سکا۔
الحمد لله! اب ادارہ تفسیر دینبند نے تھانہ بھول کے مطبوعہ اصل نسخہ کا فوٹو لے کر نہایت موزوں صائز پر ماہانہ پر گرام کی شکل میں طبع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

طریق اشاعت

- ۱۔ اشاعتی پر گرام میں شرکیک ہونے کے لئے صفت ایک روپیہ فیس مجبوری ارسال کر کے اپنا نام پیش کریں۔
- ۲۔ قیمت فی جلد تین روپے مصروف ڈاک ایک روپیہ چالیس پیسے۔ کل چار روپے چالیس پیسے
- ۳۔ مبران کو ہر دو سو رہا ایک جلد صرف تین روپے میں بذریعہ دی، پی ارسال کی جائے کی۔ مصروف ڈاک معاف ہو گا۔
- ۴۔ مکمل تفسیر ۲۲ جلدیں میں تیار ہو گی۔ ہر ایک جلد میں تقریباً ۸۰۰ پاپسے کی تفسیر ہو گی۔
- ۵۔ پانچ اجیاں مل کر ایک پتے پر پانچ جلدیں طلب کریں گے تو صرف ساڑھے بارہ روپے میں پیش کی جائیں گی۔
- ۶۔ ایجمنٹ حضرات اور تاجران کتب کو معمول کیشیشن دیا جائے گا بمعاملات خط و کتابت سے طفر مانیں

تعاون کا طالب

مینجر، ادارہ تفسیر دیوبند (دیوبندی)

لکھی کے چراغ

دو اڑا فتوت کے اسی یہودی سیٹھ کے
ساتھ اس کے لئے پر ایک گفتگو
پادری : بر سوں کی مُحْسَنَۃ کو ششیں اپنے نگ
لار بھی ہیں۔

یہودی سیٹھ : وہ کیسے ؟ کیا ہوا ؟

پادری : اسی قوم میں بڑی بھاری پھوسٹ
پڑگی ہے۔ دربار اور فوجوں طبقے اور اربائی شعرو
ادب کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور علماء کی اثاثت
اس کے رو میں اواز اٹھا رہی ہے کہ قدر آن
غیر مخلوق ہے۔

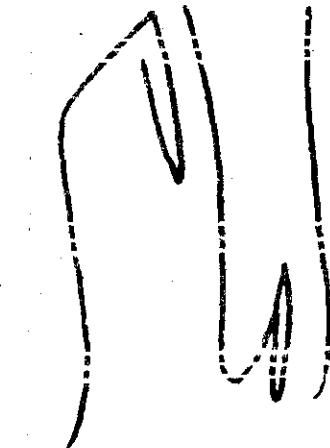
یہودی سیٹھ : آزادی خیال کی لاحدہ د
فضا میں مناظروں نے جو فکری انتشار پیدا کر دیا ہے
اس کا نتیجہ آخر اسی طرح نکلنا چاہیے تھا۔ اگرچہ
دری بہت نجی۔

پادری : آزادی خیال یہاں اس معنی میں ہے
کہ ان لوگوں کے عقائد اور عمل میں اتنا تضاد پیدا
ہو جکا ہے کہ عقائد کا اپنی اصلی شکل پر برقرار
رہنا ممکن ہی نہیں۔ عمل کی حفاظت جب عقائد سے
سلسلہ جاتی ہے تو پھر جدھر جس کا بھی چاہے ان پر حملہ

اور پورہ سکتا ہے۔
یہودی سیٹھ : اور یہاں توحید آنحضرتی خود
ان کے اپنے ہیں۔

پادری : ہاں تو اصل خبر تو ابھی آپ نے سنی
ہی نہیں۔ دربار خلافت سے ان تمام لوگوں کے
خلاف سزاۓ محنت یا نگین کا رواتی کام جای
ہو گیا ہے، جو نظریہ خلقت قرآن کے انکاری ہوں۔

یہودی سیٹھ : فربت یا میں جاریدہ عقیمت
اور آزادی خیال کی خلیک نے جبریت کا راستہ



احمدین خیل

ثبات عزیمت کے پہاڑ

۲

میں مسلمانوں کے استعفیٰ بنی اور ان کے راتخیزوں نے
جبر و تشدد کے مقابلے میں استغفار ملت دکھانے کی جو
روایت قائم کر دی ہے اور جس کی آبیاری امام حسینؑ
اپنے خون سے کی ہے وہ ہر اس مسلمان کا سرمایہ فضیل
ہے جو اپنے مذہب کی محبت و خدمت کی راہ میں اٹھتا
ہے اور یہ بھی طبق صحیح ہے کہ جبر و تشدد مکروری کی علاالت
ہے۔

یہودی سیمیٹھ: تاہم یہ تصادم ہو جائے تو
مرانہیں رہے گا۔

پادری: بات یہ ہے کہ اگر دربار جمیعت جائے
تو مذہبی وقت ختم ہو جائے گی جو عوام کے نئے حدود اور
استحکام کی بنیاد ہے اگر علام جمیعت جائیں تو سیاسی
وقت صلح ہو جائے گی۔

یہودی سیمیٹھ: یعنی چوتھی اپنی پڑھی
اپنی۔

پادری: خداوند کا شکر کر دو کہ اسلام کی اصل
تعلیم کے مطابق مذہب و سیاسی سستہ بیکاری پر کہیں
چل رہے بلکہ ہماری طرح یہاں بھی تشویث پیدا ہو گئی ہے۔
یہودی سیمیٹھ: لیکن ہمارے ہاں تشویث
ایک مستفقة اصول بن چکی ہے، یہاں تشویث کو تقسیم
بھی نہیں کیا جاتا، اور عملاً وہ ہے بھی۔

پادری: بہر حال یہ معاشرہ اب بھی آہستہ
آہستہ مکرور ہوتا جائے گا اور ہمارے ہر دوں سے
مستقبل کا خطرہ ڈش جائے گا۔ اچھا، میں اس وقت
جانا ہوں اسقفوں اور پادریوں کا ایک اجلاس
منعقد کرنے کے انتظامات کر لے ہوں۔

یہودی سیمیٹھ: آپ استقفوں کا احلاط
منعقد کریں، اور بندہ جا کر لوٹدیوں کے ساتھ
مسلمان خوش یا شوں کا اجلاس منعقد کرتا ہے۔

اعتبار کر لیا اور یہی اس کی مکروری ہے، تمہیں کہا
سے مقلوم ہوا۔

پادری: لَّاَجْ تُؤْخِرِيْ بَاتَ بَعْدَ اَبْهَرِيْ
عامیم طور پر معلوم ہر کوئی ہے۔ بلکہ اس کا علم پہلے ہے
تحاکم میں معلوم ہے کہ میرے خصوصی مراسم قاضی القضا
ابن ابی داؤد سے ہیں۔ بلکہ اس کے دماغ میں اس کیم
کو نشوونما دینے میں مدد مشوروں کا بھی حصہ ہے۔

یہودی سیمیٹھ: تو پھر سُكَّاَوْلَ نَمَعَانِي؟ شرارت
تو آپ پہنچتے ہیں، ورنہ ایسی بست سالہ نادر چیز میرے
پاس ہے کہ آدمی کو مغلول کیکشان میں پہنچا دیتا ہے۔

پادری: سُكَّانِيْ تُوْهِنِيْ رہے گی۔ میں ذرا
جلدی میں ہوں۔ ہمارے لئے اصل سامان مسرت
یہ ہے کہ علار کو کچلنے کے لئے وہ بار بیار ہو گیا ہے۔

محاذیان دین متنین کا مجاز فرما کر در پر جائے تو
پھر ہمارے لئے راستے بالکل کھل جائیں گے۔ عام

مسلمانوں کی کھڑک مذہبیت اور اس کو قائم رکھنے والا
قدامتی طبقہ ہمارے لئے وجہ مصیبت ہے۔

یہودی سیمیٹھ: مگر یہاں کے دینی سربراہ جو
ہمارے ہاں کی طرح کلیسا یت کی محدود سطح پر نہیں ہیں،
بلکہ وہ اپنی قابلیت اور کردار سے عوام کے دنوں میں بھی

بناتے ہیں اور سیاسی اثر بھی رکھتے ہیں اتنے مکرور
نہیں ہیں کہ حکومت کی سختیاں ان کی قوت کو توڑ سکیں

امام ابو حنیفہ کی داستان ہمارے سامنے ہے۔ پڑی
سے پڑی عقوبات سے یہ شخص گز رگیا، مگر دربار اسے

رام نہ کر سکا۔ اٹھا عوام کی مگا ہوں میں اس کا پایہ
اعتبار اور بلند ہو گیا۔ یوں بھی "از تحکم کا اصول یہ ہے

کہ جو نظریتے اور تحریکیں براؤ راست عوام میں جانتے
اور دلیل سے راستہ بنانے کے بجائے اقتدار کا ہمارا
رسکیں جو طبقہ پر مسکتیں

پادری: ہاں یہ صحیح ہے۔ اصل میں مسکن

مراحل شوق

فرمان شاہزادی نافذ ہو چکا۔ سرکاری ملازمت میں منسلک قاضیوں اور عظیم اور درستگار کمزور علماء کی بہت بڑی اکثریت نے سرکاری جرسیگیر آنے سے سرچھکا کفر زمان پر مستحکم کر دیجئے ہیں۔ بعض اصحاب کو مفاد مراعات کے دام میں رام کیا گیا ہے۔ مخواڑی سی تعداد عقیدہ حق پر تمام رہ کر عقوبت کا سامنا کرتی ہے۔ کچھ ممتاز علماء کو ربار میں لبطاً مجرم پیش کرنے کے لئے گرفتار کیا جاتا ہے چار اصحاب اکٹھے گرفتار ہوتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل، سیحاذه، قوازیری اور محمد بن زوح المضر دب، سجادہ اور قواربری نے گرفتاری کے چند مکھنے کے بعد شاہزادی فرمان نبول کر لیا اب صفت و تقدیم تھے، جھیں اسحق بن یاہیم کے حکم سے طرطس روانہ کر دیا گیا۔ اس قائلہ کی پوری روایت اس فرم بہاں بیان نہیں کر سکتے۔ دو تین باتیں جو مختلف مراحل میں پیش آئیں۔ وہ تربانی فصل کو انداز کر کے لیکجاہمیش کی جا رہی ہیں۔

مراحل اول

والي بعذاد شاہزادی حکم کے مطابق امام احمد بن حنبل کے عقیدے کا امتحان لیتا ہے،

والي بعذاد: آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
حضرت امام: یہ اللہ کا کلام ہے۔

مراحل دوم

دو لائیں حکم دمعز تبیدی پا بحوالے

لے ہو اصل حضرت امام کو کوئی بات چیز نہ یا جواب سے گیر کی کوشش نہیں فزار ہے تھے۔ ان کا صوبی نقطہ نظر یہ تھا کہ عظیم اور کے متعلق جو آیات تباہیات ناردوں ان یہی متنی باتیں بیان کی گئی ہے اس پر ایمان رکھنا چاہیجئے اور تفصیلات کی کردیں پر کوئی مکمل پتوں نہیں کریں جائیں (رقم)،

والی بعذاد: کیا وہ مخلوق ہے؟
حضرت امام: بس وہ اللہ کا کلام ہے۔ اس پر میں کچھ اور اضافہ نہیں کرتا۔

داب والی بعذاد امیر المؤمنین کافر نہ
نکال کر پڑھتا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس
کی زبان پر سذریدہ قabil آیت قرآنی
آتی ہے)

والی بعذاد: رفران پڑھتے ہوئے، لیس
حَمِّلْهُ شَفَعٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ:
ایک تیسرا شخص: (دوسرا میان میں، خدا آپ
کا بھلا کرے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے کان
کے ساتھ اور بصیر ہے آنکھ کے ساتھ۔
والی بعذاد: (امام احمد سے، اللہ کے قول
اسیع البصیر کے کیا معنی ہیں؟

حضرت امام: اللہ ویسا ہے جیسا کہ اس نے
لپیت متعلق بیان فرمادیا ہے۔

والی بعذاد: تو پھر اس کا کیا مطلب ہے؟
حضرت امام: میں نہیں جانتا۔ اللہ ویسا ہے
جیسا کہ اس نے خود کو بیان کیا۔

دوسرے اصحاب کے ساتھ ساتھ امام
احمد بن حنبل کے جواب یعنی والی بعذاد نے
تمہنڈ کئے اور پوری فاس تیار کے مامن ارشید
کے پاس بھجوادی۔ نوون بعد گرفتاری کے لئے
شاہزادی حکم موضوع ہوا جس کی تعیین کی گئی،

امام: دنجب سے ابوالثئم ؟ ابوالثئم ؟ قم
ابوالثئم ہو ؟

اجنبی: جی بسی تحریر، میں ابوالثئم ہوں ڈاکو
ابوالثئم بحیرم ایواالثئم۔

امام: تو محصیں مجھ سے کچھ کام ہے؟ کیا کام ہے؟
ابوالثئم: میکے دل میں ایک بات اٹھی، میں
وہی بات کہنے کے لئے دور سے آپ کی تلاش میں نکلا
ہوں، اور آخر کار میں اس مختصر سے قافلہ اسیراں تک
ہیچھے ہی پیا۔

امام: (مزید عستاد سے) آخر کی بات تھارے
دل سے اٹھی ہے؟

ابوالثئم: یہ تو آپ کے علم ہے کیا کہ میں مشہور
ڈاکو ہوں اور میری اسی مشغله میں عرکز رکھی ہے۔ میں
لئے بیشمار قافلے لوٹا، مگر دوسرے مال اڑایا اور بار بار
سر زانیں بھکتیں۔ میرے اعمال جیسے کچھ ہیں وہ رب کے
علم میں ہیں۔ تو یہ امام قم اب ہیری ذرا بات سنئے۔ میں نے
قیدے دور ہی نہیں گزرائے۔ میری پیٹھ پر سینکڑوں
تازیاتے برسے ہیں، ملکوں کی سزا میری روش میں
تندیلی پیدا نہ کر سکی۔ میرا گھنکار اور سیاہ ضمیر بھی جبر
و شند کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ڈاکو
ہونے کے باوجود میکے اندر جو ہر انسانیت ہے۔
لیکن آپ

امام: میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں پی
رحمت سے نمازے اور پاکیزہ زندگی عطا کرے۔
ابوالثئم: میری قو دنیا و آخرت خراب ہو جکی
لیکن میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر یہ انتاس
کرنے آیا ہوں کہ اگر ایک ڈاکو محض اپنے نفس کی
خاطر اتنی استغفارت دکھا سکتا ہے تو آپ تو
خدا تعالیٰ کے صراطِ مستقیم پر چلنے والے عالمِ اجل
ہیں۔ خدا را آپ حکومت لئے تازیا نوں کے سامنے

جائے جا رہے ہیں اور لوگ اور گرد جمع ہیں)
ابوالجر الاحوال: (حضرت امام احمد سے، لے
ابوعبداللہ اکرم تھیں توار کے سامنے کھڑا کیا جائے
تو کیا تم اس وقت مان جاؤ گے؟

امام: ہر کو خوبیں
ابوالجر الاحوال: خدا آپ کا استقامہ ترے۔
امام: بات یہ ہے کہ یہ معاشرہ نہ صرف دین
و اخلاق دکا معاشرہ ہونے کی وجہ سے اہم ہے اور غیر
مسلم فتنہ طازوں کا اٹھایا ہو اخطرناک فتنہ ہے بلکہ
میں نے اس لئے بھی اپنا سر ہی سی پر رکھ دیا ہے
کہ اگر ایک بار بادشاہت نے یہ راستہ ھوں یا
کہ وہ لوگوں کو ان کے عقیدے اور نظریے معین
کر کے دے۔ اور اختلاف کرنے والوں کو جسمی
دبائے تو جہر دین و مذہب حکمرانوں کی خواہشوں کا
کھلوانا نہ جائے گا۔ اس رخنے کو بند کرنے کے
لئے اکرم مجھے اپنی لاش ہی کو کام میں لانا پڑا تو میں
الشار انش در نفع نہیں کر دوں گا۔
ابوالجر الاحوال: جزاک الشہر۔

مرحلہ سوم

(اشناق سفر میں جمکری نبودی اور ٹوپ پر
بنائی ہوئے ہے جائے جا رہے ہیں)
ایک اجنبی: (امام احمد بن حنبل سے مخاطب
ہوتا ہے) حضرت الاسلام علیکم۔ آپ مجھے نہیں جانتے،
لگکر یہ گھنکار اور بد نام بندہ آپ کے عالماء مرتبے سے ہیں
اگاہ ہے، اور اس نسبت سے بھی جو آپ کو درپیش ہے
(اصفہنی چلتے ہوئے) مجھے آپ سے ایک ضروری بات
ہوتی ہے۔

امام: تو کیا نام ہے تھبارة؟
اجنبی: میرا نام ابوالثئم ہے۔

اور نہ کسی کلمہ باطل کے ابطال سے باز رہ سکتا ہوں۔
چاہے اسکے کام علیہ دار کوئی بھی ہو۔

لئے اسحقؑ: خدا کی قسم اس تم اپنے متعلق خود
سوچ تو۔ خلیفہ تعمین تلوار سے یہ بارگی قتل نہیں کر سکا
بلکہ وہ اس پر تلاہ ہوا ہے کہ اگر تم اس کی بات پر ہاں
ذکر فوکوڑے پر کوڑا برسائے گا اور تمہارا اخالت
ایسی جگہ کر سیکھا جاؤں نہ سورج دھانی دے، نہ چاند۔

امامؑ: نجسے دین اور حق کے معاملے میں کسی چیز
کی پرواہ نہیں۔ صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

اسحقؑ: اچھا یہی ضد ہے تو اب دین اور حق
کا ملزم چکھ دیکھو۔

داماں گوہن گھر کی بیڑی کے ساتھ دربار کی
ٹشتر لے جایا جاتا ہے،

در بار میں

وزیر احمد یاداروں آور درباری علما کی
ایک بڑی تعداد مسندوں اور کمیزوں پر طلبہ افراد
ہے۔ امام حبیبیش ہوتے ہیں تو مقصوم کے اشارے
سے چاروں طرف سے ایک سیدھے سوالات
اور اغراضات کی بوجھاڑتی ہی ہے مگر امام بغیر
کسی مرجویت اور بینگی کسی جذباتی بیجان کے
صبر رکون سے ہر سوال کا جواب دیتے جاتے ہیں۔
اماں کا یہی ملی استخراج اور ان کے کو دار کی انتقامت

لئے ابوالمیم کے ضمیں جو چنگاری کام کر رہی تھی اور اسے کھینچ کر امام احمد بن حنبل نے کہنے لائی تھی کہ یہی غیرت و محبت
میں فرق نہ آئے پائے، وہی بینگا۔ یہ بعد میں اس کے کو دار کو نور اور حرارت سے ملاماں کرنے کا ذریعہ بنی اور حضرت امام احمد بن حنبل مرد
وہیک اکثر اسے یاد کر کے بچا رکھتے تھے۔ «خدا ابوالمیم پر حرم کرے، اس سے بچے بچیں یا۔»

۳۵۰ امامؑ دوسرے علما کے اڑھائی برس تقدیم میں رہے۔ ہلت قرآن کے نظریتے کا پہلا سرپرست فرماندا مامونؑ تجلد فوت
ہو چکا تھا لگر اپنے جانشین کو اپنی کارروائی پر سلسلہ مغلیق قرآن جاری رکھنے کی وصیت کر گیا تھا۔ یہ جانشین متفق پاٹھ تھا۔ امام کے
رفقاۓ زمان میں سے محمد بن نوح کے علاوہ نعیم بن حماد اور ابی یعقوب الیوری بھی بحالت اسیری ذات پا گئے اور امام امتحان
کھاؤ عشق میں نہسا رہ گئے۔

ابنے نورانی ضمیر کو ہٹکنے نہ دیجئے گا۔
امامؑ: انشاء اللہ؛ خدا مجھے اس کی توفیق

دے۔ ابوالمیمؑ: اچھا تو اسلام علیکم، خدا حافظ؛ ایسے
لئے دعا نیجے ہے۔

امامؑ: علیکم السلام؛ اللہ تھارا اور سیرا احادیث
دناصد تھا۔

درستے ہی میں اطلاع ملتی ہے کہ مامون کا انتقال
ہو گیا۔

مرحلہ چہارم

دھیل خالی میں اسحقؑ بن ابراہیم جیسا بردا
پریس افسر حضرت امام احمد بن حنبل کی دربار
میں پیشی کے لئے خود ہی معلم نامہ لے کر پہنچتا
ہے اور امام کو اپنا تهدید آمیر مشورہ دیتا ہے۔
اسحقؑ: دام احمد بن حنبل سے، تیار ہو جائیے
دربار میں آپ کو پیش ہونا ہے۔

امامؑ: ہاں میں تیار ہو۔

اسحقؑ: میرا ہدراذ مشورہ ہے کہ آپ اپنی
ضد قھوڑیں اور حکومت سے مکر نہ لیں۔

امامؑ: میں نے ز تلوار اٹھائی ہے، ز بغاوت
کی ہے، ز تحریر لئے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ البتہ
میں اپنے عقیدے کو کسی خوف یا لایحہ سے نہیں بدل سکتا۔

لئے ابوالمیم کے ضمیں جو چنگاری کام کر رہی تھی اور اسے کھینچ کر امام احمد بن حنبل نے کہنے لائی تھی کہ یہی غیرت و محبت
میں فرق نہ آئے پائے، وہی بینگا۔ یہ بعد میں اس کے کو دار کو نور اور حرارت سے ملاماں کرنے کا ذریعہ بنی اور حضرت امام احمد بن حنبل مرد
وہیک اکثر اسے یاد کر کے بچا رکھتے تھے۔ «خدا ابوالمیم پر حرم کرے، اس سے بچے بچیں یا۔»

بعض دوبار پہلے میں بڑا استند تیز رہ عمل پسدا
کرتی ہے۔

پہلادن

قاضی احمد ابن ابی داؤد: دامام کی طرف غصب
آئیوں نگاہیں ڈال کر) امیر المؤمنین اخدا کی قسم یہ
شخص گمراہ بدعتی ہے۔ اس سے بحث دا استدلال
فضول ہے۔

معتضم: بھی اس سے بات کرو مناظرے
کا سلسلہ جاری رکھو۔

حضرت امام: میکے سامنے تو بس خدا کی
کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں سے کوئی
دلیل لاؤ، کہ جس پر مجھے اعتراض کرنا پڑے۔ کوئی اور
یہیز بھج پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

قاضی احمد ابن ابی داؤد: کیا تم کوئی بات
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے علاوہ زبان سے
نہیں نکالتے؟

حضرت امام: تم جو کچھ تاویلیں کرتے رہتے
ہو، ان کو تم خود بہتر جانتے ہو اور وہ بھی تھماری ہی تاویلی
ہے جس پر لوگوں کو گرفتار اور قید کیا جا رہا ہے۔

ایک درباری عالم: اچھا فرمائیے، کیا آپ
اس بات کے قائل ہیں کہ قیامت کے دن خدا کا
دیدار ہو گا؟

حضرت امام: انشا اللہ امیانداروں اور
حق پرستوں کو ضرور یہ سعادت نصیر ہو چکی۔

درباری عالم: تو پھر یہ بتائیے کہ آنکھ ایک
محارہ دچیز ہو کر خدا جسی کی لامحدود تھتی کو بیونکر دیکھے گی۔
اس کے لئے آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟

دوسرادن

داسی طرح دربار آراستہ ہے اور امام کو
پیشی میں لایا جاتا ہے،
معتضم: قاضی احمد ابن ابی داؤد سے، ہاں پہنچ
آپ نے حدیث کی جا پنج پڑتاں کر لی۔ کوئی اعتراض
نہیں ہے؟

قاضی ابن ابی داؤد: جی حضور! یہ حدیث
پائی اعتبار سے ساتھ ہے۔

معتضم: وجہ؟

قاضی: اس حدیث کے سلسلہ روایت میں
ایک راوی قیس بن ابی حازم ہے۔ یہ شخص کھڑے سے
ہو کر پیشا پکرتا تھا، جو علامتِ حقیقت ہے۔

حضرت امام: (زیرِ بُب)، استغفار اللہ۔ یہ
شخص لوں جھبرٹ بھی کھڑا لیتا ہے۔

معتضم: دامام احمد بن حنبل سے، قاضی صفا کو

لئے یہ صریحاً کہت جمیں تھی۔ امام کا مشاہدہ کتاب و سنت کی بات سے یہ تھا کہ یہ دلیل کتاب و سنت سے دی جائے۔ قاضی صاحب نے
یہ غیرہم بکال لیا کہ سرسے سے کلام ہی وہ فقر آن اور حدیث کی با توں پر شغل ہونا چاہیے۔

آپ کیا جواب دیتے ہیں؟

حضرت امام: میں ان صاحب سے بات کرنا پسند نہیں کرتا۔

معتصم: کیوں احمد؟ آپ ابن سے کیوں بات نہیں کرتے؟

حضرت امام: میں ان کو اہل علم میں شمار نہیں کرتا۔

امحمد بن الجیرواد: (لبے بھی کے لمحے میں) امیر المؤمنین! اگر یہ شخص آپ کی بات مان لے تو یہ چیز بھی سوہنار اور مزید سوہنار دینیار سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

معتصم: ہاں، اگر احمد بات مان میں تو میں پانچ ماحد سے ان کو آزاد کر دوں گا۔ خود لشکریوں کے سامنے سوار ہو کر ان کے پاس جاؤں گا۔

معتصم: دامام کی طرف روئے سخن کر کے بحاجت سے، اے احمد! خدا کی قسم، میں بخمارے نے ضمیم ہوں۔ میں تم سے ایسی ہی شفقت رکھتا ہوں جیسی اپنے بیٹے ہاروں کے لئے۔ بچہ تم بلوکیں کھنتے ہو؟

حضرت امام: مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ میں کہہ چکا کوئی نئی بات نہیں پاس کرنے کو نہیں۔

معتصم: بے چینی حسوس کرتے ہوئے اپنے اوپر جیر کر کے، اچھا ہم سوچنے کی جہالت دیتے ہیں۔ یہ مجلس موقوف کی جاتی ہے۔ باقی کارروائی کل پر ملتوي۔

تیسرا دن

دُّوچ دربار کا نقش ہی دوسرا ہے۔ مرحلہ پر عذرخواہ کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ ایک دوسرے امام کے راستے کے دونوں طرف نگی تو اوریں لے

لے اللہ جیسا کوئی شے نہیں لے ہر نفس بوت کافرہ چکھنے الہمہ لے اللہ اپنے آپ سے کعین ڈرانا ہے۔

کھڑا اپھا، دیسہ انیزہ برداروں کا، تیسرا ایک
جھا کر ٹرے اور تازیا نے لئے صفائیہ تھا
حضرت امام کو جبریت کے ان سنظا ہروں کے
درمیان سے گزار کر لے جایا گیا۔ حضرت امام
حسب سمول روزے سے تھے۔ امام کے پیشے
پرستهم نے تحفت پر بیٹھے پورے شکرانہ انداز
میں خطاب کیا،

معتصم: (حضرت امام سے) میں تعجب رسول اللہ سے اپنی قربت کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں
تعجب لازماً کو ٹرے لگوادں گا۔ یا تو تم وہ کہو جو میں
کہتا ہوں۔

ایک درباری: حضور والا جاہ! اذن ہو تو
میں ایک سوال اس شخص سے پوچھوں؟

معتصم: ہاں پوچھو۔
درداری: خدا نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ
”لیں کوشش لے شیئی۔“ یہ بتاؤ قرآن شیئی کی تعریف
میں ہے یا نہیں؟

حضرت امام: تم اگر شیئی کی تعریف میں اسے
داخل کرو بھی تو اس سے کیا ہوتا ہے؟

درداری: اس سے تمہارے عقیدے کے
خلاف تیجہ برداشت نکلتا ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے کہ گل شیئی ہالاک را ووجہہ سوائے
ذات الہی کے ہر شے فانی ہے۔ سو قرآن بھی فانی ہوا
فانی ہوا تو غیر مخلوق کیسے ہوا؟

حضرت امام: آپ یہ فرمائیے کہ مشہور ایتن
ہے: گل شیئی ڈائیقہ المہوت یہ اور دوسری
طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر نفس کی اصلاح
یوں کیا ہے کہ قیحدہ رکھا اللہ نفسہ۔ ہر نفس
کے ذائقہ الموت ہونے سے جس طرح آپ یہاں
نفس حق تعالیٰ کو بچانکا لئے ہیں۔ اسی طرح میں ہر
شے کے بالک ہونے سے قرآن کو الگ کر لیتا ہوں۔

پر سے ہوتا ہوا بہہ رہا ہے۔ نیم بیوی شی کے عالم میں حضرت امام نے پانی مانگا، مگر جب پانی لا گیا تو یہ کہہ کر دا پس کر دیا کہیں روزے سے ہوں۔

معتصم: رام کی مظلومی اور صبر سے پیغام کی میں نے اس شخص کے معاملے میں زیادتی کی ہے۔ دُلٹو کر بے چینی سے ٹپنے لگتا ہے اور جلاز کا ہاتھ روک جاتا ہے،

احمد ابن ابی داؤد: یا امیر المؤمنین! خدا کیم یہ شخص کافروں مشرک ہے۔ شرک بھی اس نے بلا وجہ کیا ہے اور یہ اس سے باز نہ آئے گا۔ جب تک کہ اس سے باز نہ رکھا جائے گا۔

اسحق بن ابراہیم: حضور عالی مرتبت! اگر اس شخص کو یہ نہیں پھوڑ دیا کیا قریب بات خلافت کے لئے باعث نہ ہوگی۔ اور اس سے موجودہ اور گذشتہ دونوں خلفاء پر حرف آتا ہے۔

معتصم: (احمد ابن ابی داؤد سے) اب تک احمد بن حنبل کو سختی کوڑے لکھ کچھ ہیں؟
احمد ابن ابی داؤد: تیس سے کچھ اور پر غائب چوتیس کے ناگ بھگ۔

ابن سماعہ: حضور ایکستی یا رام شخص کی گرد مار دیجئے، اس کا خون بیری گردن پر۔

احمد ابن ابی داؤد: **معتصم** کے زنگ طبع کا اندازہ کر کے، نہیں، امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے۔ اب اگر آپ کے محل میں مرگیا تو لوگ کہیں گے، مارہتھے ہتھ مرگیا، پھر وہ اس کو اپنا پیشو ایسالیں گے اور جس غلط خیال پر وہ قائم ہیں، اس پر اور مضبوطی سے جم جائیں گے۔ پس بھریہ ہے کہ اس موقع پر اسے رہا کر دیا جائے۔ پھر اگر وہ اپنے محل سے باہر مجبھی جائے تو لوگ اس کے معاملے میں شہمات میں رہیں گے۔

دستم نے سزا بخونت کر کے، امام کی پیشی

(چند مجوہ کے لئے سنا ٹا چھا گیا)
قاضی القضاۃ: (عفضم سے) حضور اس شخص کا سر پیر ہوا ہے۔ اس سے بحث دناظر کرنے میں وقت بھی ضائع ہو رہا ہے اور طرح طرح کے نئے نئے سوالات احتیٰ پڑے جاتے ہیں۔

معتصم: (حضرت امام سے) تو بولو! پھر کیا فیصلہ ہے؟ خلافت سے تعاون یا کوڑے؟

حضرت امام: مجھے جو کہنا تھا، کہہ چکا۔ میں اپنے ضمیر کو کوڑوں کے خوف سے نہیں بدل سکتا۔ مجھے اس سے پہلے جیل میں کوڑے اور دوسرا عقوبیں لھکتے ڈھانی ارس سود کرنے ہیں۔ میکے نے یہ تحریر نیا نہیں۔

معتصم: (جلاد اعظم سے) جلاز! جھو، اس شخص کو کوڑے لگو اڈ۔ چونکہ اس کا سر پیر گا ہے۔ اس نے کوڑے بھی سر پر لگو اڈ اور ہر جلاز صرف دو کوڑے مار کر بہت جائے۔ اس کے بعد دوسرا تازہ دم جلاز آجائے۔ اس شخص کو ذرا نیا تحریر بھی ہو جائے۔

جلاد اعظم: بسر و چشم، والا جاہ!

دجلاد دل کی ایک قطار کوڑے نے لئے اگر کھڑی ہو جاتی ہے اور مسلسل عقوبات کا آغاز ہوتا ہے،

حضرت امام: دپلا کوڑا لگنے پر، بسم اللہ

حضرت امام: دوسرا کوڑا لگنے پر، لا حمل ولا قوة الا بالله العظيم۔

حضرت امام: (تیسرا کوڑا لگنے پر)، قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیرہ مخلوق ہے۔

حضرت امام: دچھنقا کوڑا لگنے پر، قل لَوْ
يَصِيبُكُمْ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ۔ د کہدو کہ ہم پر کوئی مصیدت نہیں آسکتی، مگر صفت وہی جو اللہ نے ہمارے لئے کھددی ہے،

د ایک ایک کر کے پر وے تیس کوڑے
برس گئے اور امام کے سر سے ہو پھوت کر کنٹوں

واثق: خدا تھیں سمجھے، نالائیں کیا فرمان
کی وفات ہو گئی؟
مسخرًا: امیر المؤمنین! آخر کیا چارہ ہے، ہر
ملکوں پر موت واقع ہونے والی ہے اور قرآن مجید
ملکوں ہے، آج نہیں تو کل یہ حادثہ ہو کر رہے گا۔
واثق کچھ سوچ میں ڈوب جاتا ہے،
مسخرًا: دبر پی سجیدگی سے، امیر المؤمنین
آئندہ لوگ تراویح میں کیا پڑھا کریں گے؟
واثق: خدا بچھے غارت کرے، اپنی زبان
بست کر۔

دوسراؤاقعہ

دیک نامعلوم الاسم سفیدریش بزرگ
شخصیت نے مرکز خلافت کی ایک بسی میں آگر عقیدہ
خلق قرآن کے خلاف دانتہ تقریر کی، تاکہ کسی طرح
در بار میں چار اپنی بات ہبھا سکیں۔ ان کو پیس
پکڑ کرے آئی انھوں نے کمال جرأۃ حق گوئی کا
ظاہرہ کیا اور استدلال کی راہ بھی خوب نکالی،
پیس افسر: سفیدریش بزرگ کو پیش کرتے
ہوئے، امیر المؤمنین! یہ شخص مسئلہ خلق قرآن کے خلاف
بحث کرنا چاہتا ہے!
احمد ابن ابی داؤد: بڑے میاں ہو، تم قرآن
کے بارے میں کیا کہتے ہو؟
سفیدریش بزرگ: تم نے الصاف کی بات
نہیں کی سوال تو مجھے کرنا ہے۔

احمد ابن ابی داؤد: اچھا تو تم ہی کہو۔

سفیدریش بزرگ: میں بہت ہی سادہ کی
ایک بات کہتا ہوں، جس بات کی طرف نہ خدا کے
رسول ﷺ نے دعوت دی، نہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غرض نے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تم اس کی طرف

کی حالت میں علیحدگی کا حکم دیا۔ پھر جب وہ پوش
میں آگئے تو ۲۵ رمضان کو اٹھیں سرکاری نظام
سے پورا باباں پہنچا کر سواری پر محل سے خصت
کر دیا گیا۔ اس مرحلے پر احمد ابن ابی داؤد ان
کی دائیں جانب تھا اور اسخت بن ابراہیم باپیں
جانب۔ پھر اسخت بن ابراہیم کے گھر لے جا کر امام
کے ہنسایلوں اور محلہ داروں کو بلاؤ کر ان کی
جلس میں امام کی آزادی کا اعلان کیا گیا کہ
بیوی زندہ سلامت آگئے ہیں،

فتنہ خلق قرآن کا دوسرا دور

دعا تصریح بعد میں اپنے کئے پر سخت نام
رہا، اور امام کی خبریت پوچھنے کے
بلے نا صدق بھیجا تھا لیکن اس کا دور عرصی خلد
ختم ہو گیا اور داثنہ مسند شیخ ہوا۔ ایک
بار پھر وہ گردہ ذرا سا ابھرا جس نے
خلق قرآن کا فتنہ اٹھایا تھا۔ اور وقت
نے امام احمد بن حنبل کو اُن کے گھر میں نظر
بند کر کے درس و خطابت سے روک دیا
اس طرح مسئلہ ایک بار پھر فضایل بنودار
ہو گیا۔ مگر اب اس کا زور لٹٹ چکا تھا۔
لوگ اس سے تنگ آچکے تھے، اور اس
کا مذاق اڑاتے تھے اس سلسلے میں دریا
کے دو واقعات قابلِ ذکر ہیں،

پہلا واقعہ

خلیفہ کا خاص مسخرًا: در باریں، اللہ تعالیٰ
امیر المؤمنین کو قرآن کے بارے میں صیر تمیل کی
تو قیمت بخشنے۔

کی تدبیریں کیں۔ کئی یار اس نے دہم
و دینار بھجوائے۔ ایک واقعہ درج کیا
جاتا ہے،

سرکاری قاصدہ: امام محمد حضرت خلیفہ
(ستوکل)، نے یہ ایک لاکھ درہم کی تھیں آپ کے نزد
کے لئے بھجوائی ہے۔ قبول فرمائی۔
حضرت امام: مجھے تو اس کی ضرورت نہیں،
شہر میں بیشاپ روگ حاجت مندا درحردم ہیں۔ یہ ان
کامال ہے، ان کو ملننا چاہیے۔

سرکاری قاصدہ: دیکھئے یا حضرت خلیفہ کے
دل میں آپ کا بڑا احترام ہے، اگر آپ یہ مال وہاں
بھیجیں گے تو اس کا بڑا اثر پڑے گا۔

حضرت امام: یا اللہ! یہ معاملہ تو میرے
لئے کوڑوں کلکمار سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ تو دن
کافستہ و آزمائش، تھا اور یہ دنیا کا لفظ ہے۔ یہ سکے
کوڑوں سے زیادہ ضرر رسال ہیں۔

فاصدہ: اچھا اگر آپ آسے قبول نہیں فرمائے
تو اپنے بیٹے کو قبرل کرنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت امام: رُڑ کا اپنی مرضی کا خمار ہے۔
اس سے بات کرو۔

(ادریس کے نام بھی رقم اسی طرح والپس کر دی)

دربار شاہی سے ایک مکتب عربی
بھی کے قلم سے حضرت امام کے نام جس میں
قرآن کی حقیقت دریافت کی گئی تھی۔ اس کا
جواب حضرت امام نے اپنے صاحبزادے سے
الا کرایا۔ یہ خط دینی بصیرت کے لحاظ سے
بھی ادبی جیشیت سے بھی ایک یادگار تاریخی
خط ہے۔ اس خط نے درباری مانزل پر گمراہ

لوگوں کو بلاستہ ہوا اور بھرمنوانے کے لئے زبردستی
سے کام لیتے ہیں۔ اس بارے میں تم دو ہی باتیں کہہ
سکتے ہو۔ ایک یہ کہ ان جلیل القدر سہنپتوں کو اس
بات کا علم تھا۔ یا مدد اس سے بے خرچ کیا
تم یہ کہنے کی وجہ است کہ سکتے ہو؟ اور اگر تم کہو کہ علم تو
تحم مگر انہیوں نے سکوت اختیار کیا تو برداشت کر تم
بھی سکوت اختیار کر دیں طرح انہیوں نے لوگوں
کو اس معاملے پر مجبور نہیں کیا تھا تم بھی مجھے اور
درسروں کو مجبور نہ کرو اور اگر کہو کہ ان کو سے
سے اس کی خبر بھی نہ تھی دبزرگ کا ہمیہ پر جلال ہو جانا
سچے، تو پھر اسے گستاخ ابن گستاخ ذرا سوچ کر اس
بات کا علم نبی مصطفیٰ اپنے علیہ وسلم اور خلق اسے راشدین کو
نہ ہو، اس کا علم مجھے کیسے ہو گیا؟

دردار میں بزرگ کی ہمیت کلام سے ملک
چھا گیا، قاضی صاحب بھی دم بخوردہ گئے۔ والث
بخل سے اٹھ کھڑا ہوا اور باری ان الفاظ
کو دہراتا رہا کہ ”جس بات کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلق اسے
راشدین کو نہ ہوا اس کا علم مجھے کیسے ہو؟“
والث نے سفید لیٹ بزرگ کو ادب و احترام
سے رخصت کیا اور حضرت امام پر سے پانیہ
الٹھادی۔ مسئلہ خلق قرآن پر لوگوں پر سمجھتی کرتے
کا دور نہیں ہو گیا۔ قاضی ابن ابی داؤد والث کی
نظریوں سے گریا، اور بعد میں اس کی جائزیاد
کی صبلی ہوئی اور خدا کی طرف سے نافع کا
جان یو احمد ہوا۔ ساقطہ ہی معتبرد کی کروٹ گئی

نئی آزمائش

داب جب والث بھی رخصت ہو گیا
مشیک کا دور آیا تو اس نے پھلے واقعہ
کی تلاشی کی کوششیں اور امام کی دلچسپی

صدق اکبر خلیفہ اول کی سیرت پر اردو میں کوئی جامع کتاب ایسی نہ تھی جو مکمل ترین کہلا سکے پوری کردی۔ قیمت نو روپے مجلد ۱/-

عورت کیا پچھر کر سکتی ہے؟ [اتارجی شہادتوں کے ساتھ شاندار کارنامے جو نارتھ کی پیشانی پر ثابت ہو گئے۔ اندراز میان اس قدر عذر کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے پیش لفظ مولانا عامر عثمانی کا ہے، قیمت ۲/-] حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور ان کی فقہ

چائے اور عمرہ کتاب جو حضرت عبد اللہ ابن مسعود پر تکمیلی۔ سوانح اور حالات۔ قیمت غیر مجلد سات روپے ۴/-

انتخاب صحابہ مترجم [آٹھ سو مندرجہ احادیث کا مفیدہ انتخاب رسمت کے کہتے ہیں؟ ان ہی جیسے دسیوں سو الوں کا مدلل جواب۔ مولانا سودودی کے قلم سے ملاحظہ کریں

الوا رساری مترجم] محنت اور قابل تجدیں تحقیق کے راستے جس میں افادات آثار کا اضافہ کر کے اس کی افادیت

کو اور بڑھادیا ہے الگ الگ قسطوں میں۔ باہمیں تیار قسط ۶، اور ۷۰۰۰ فی قسط ۵/۵۰

قطعہ ۲۰۰ روپے ۵ فی قسط ۲/۵۰

قطعہ ۲۰۰ روپے ۹ فی قسط ۵/۵

ایضان الحج اری [بخاری شریف کی اردو شرح جسے

مولانا خاڑی الدین صاحب تکمیل فرمائی ہے

ہیں۔ اندراز شکارش عمرہ اور کتابت و طباعت تھی تھیک

یہ بھی الگ الگ قسطوں میں چھپ رہی ہے۔ اب تک تیرہ

قسطیں تیار ہو چکی ہیں (باقی اقساط زیریط)، فی قسط ۲/۵۰

تفہیم الحج اری [چدید و امشی اور عالم فہم ترجمہ کے ساتھ] اردو

کامیم الحج اری مع عربی۔ الگ الگ پاروں میں مکمل

در ۳ قسط۔ فی قسط ۳/۵۰ مکمل سیٹ یعنی کی صورت

میں ۱۰۰ روپے جلد در چھوٹ جلد ۱۰۴/-

اشرفت الا

حضرت امام کا جب انتقال ہوا تو حالت یہ تھی کہ جنمازہ پڑھنے والوں کی تعداد دب اخلاف روایات ۳۰۰ لاکھ سے لے کر ۱۰۰ لاکھ تک تھی۔ اسی منظمة سے متاثر ہو کر ۲۰۰ ہزار غیر مسلم دیہودی، مجوہی، نصاری، اسلام لائے۔

حصن حصیر مترجم مستند احادیث سے ثابت شدہ

اور ادعاوں اور ذمیفون کا شہرہ آفناق مجموعہ جسے ہر دور کے علماء نے اہمیت دی ہے ہر شخص کے لئے یکساں نقیب کتابت، طباعت اور کاغذ سب بعیاری۔ مجلد مع کور ۱۷/-

قرآن اور حدیث [فتنہ آن و حدیث میں کیا بیٹا ہے؟

سنن کا مفہوم اور مقام کیا ہے؟ رسالت کے کہتے ہیں؟ ان ہی جیسے دسیوں سو الوں کا

نیا ایڈیشن مجلد مع کور ۲/۴۰

قرآن تعمیرت [تعلیمات قرآنی کا پختہ تصوف اور ادب اصلی کا دلکش مجموعہ۔ داکٹر میر ولی این

کے قلم سے۔ قیمت غیر مجلد پچھر روپے ۶/-

قصد الصقران [قرآن پاک کے بیان کردہ قصہ

خداوندی اور انقلایات زمانہ کی تصویر کمی کی گئی ہے۔ صاحب قلم ہیں مولانا حفظ الرحمن سیوطہ اردوی ۲

تمکمل در چار حصہ غیر مجلد ۳/۶/-

زاد الحکیم [تقریباً ساڑھے چار سو کہاکیات پر مشتمل

ایک معروف و مقبول کتاب۔ یہ کھاکیات دلخپس پر ہونے کے علاوہ دینی و اخلاقی اسباب سے بھی

معمور ہیں۔ قیمت ساڑھے پانچ روپے ۵/-

ہم نفسو

شورش کاشمیری

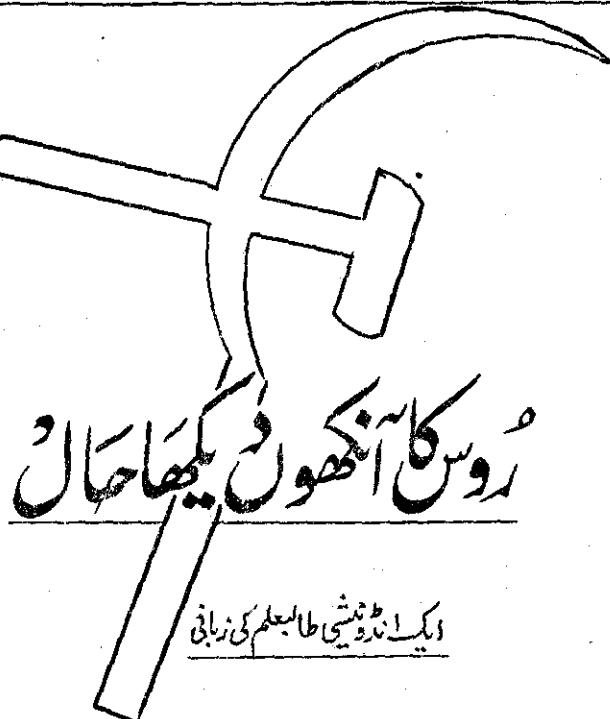
یہاں کوئی بھی نہیں غمگزار ہم نفسو
کریں تو سپ پر کریں اعتبار ہم نفسو

بہت دنوں سے پر شانیوں نے گھیرا ہے
پکرے ہوئے ہیں سر رہ گزرا ہم نفسو
خیف دل پر گزرتے ہیں پہ پے صدمے
اٹھارے ہیں مصائب کا بار ہم نفسو

گزر چکے ہیں کئی قافلے عزیزوں کے
نکل گئے ہیں کئی شہسوار ہم نفسو
اسی امداد پر ہم نے خزان کے جوڑ ہے
کہ آئے گی بھی فضل بہار ہم نفسو

بھی نہ زہرہ جیسوں نے التفات کیا
بھی سنی نہ کسی نے پکار ہم نفسو
محض طرح سے کوئی آرزو تو پوری ہو
کوئی توبات بنے پائیدار ہم نفسو

چراغ عمر رواں آنحضریوں کی نرودی ہے
ہم ایسے لوگ ہیں اب بادگار ہم نفسو
چلو خدا کے لئے گولڑہ سے ہو آئیں
دیں ملے گا سکون و قرار ہم نفسو

ایشیا۔ ارکتو برشکرایک اندیشی طالبعلم کی زبانی

انڈو یشیا کے پروفسر زینور علی تعلیم کے سلسلے میں ۱۹۶۴ء میں ساٹھ افراد کے وفاد کے ہمراہ روس
جسے۔ تقریباً چھ برس تک ماں سکول میں مقیم رہے۔ واپسی پر انھوں نے روس کے مشاہدات کو ایک کتاب کی
صورت میں قلم بنت کیا ہے۔ ذیل میں اسی کتاب کے چند اہم اجزاء پر مبنی جاتے ہیں۔ (دادار)

انڈو یشیا میں مقیم رومنی سفارت خانے کے عملے کی جانب سے
ہماری روانگی کے وقت روا رکھا گیا تھا۔ سفارت خانے کے
زیر انتظام انڈو یشی زبان میں شائع ہونے والے رسائلے
میں ہماری روانگی اور پر وکر اموں کی بڑی شہر خیوں کے
ساتھ خبریں دی گئی تھیں۔ میں جیران تھا کہ آخر کیا وجد ہے
کہ ہمیں اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ ہمیں نے سوچا شاید
تماں غیر ملکی طلباء کے ساتھ اسما بھی سلوک ہوتا ہو تھا۔ اسی
حالت میں کئی روز گزر گئے، لیکن ہمیںے ذہن میں برابر یہ
کھٹک ہو چکا۔

ہمارے وفاد کی تین گروہوں میں تقسیم

چند ہفتوں کے بعد معلوم ہوا کہ ہمارے وفاد کو تین

ہمارے وفاد کی ماسکو روائی

ہمارا وفاد ۱۹۶۱ میں بذریعہ ہوا تھا جہاڑ روانہ ہوا۔
جب ہم ماسکو پہنچے تو سرکاری اور غیر سرکاری طبقہ پر ہمارا
شاندار استقبال کیا گیا۔ اس استقبال میں روسی حکومت کے
حکام اڑپیڈیو اور ٹیلیویژن کے نامنگار اور طلبہ کی انجمنوں کے
اعلیٰ ارکان شامل تھے۔ اس موقع پر ہمارے اعزاز میں
تقریبات منعقد ہر میں اور ان میں تقاریر بھی کی گئیں جن میں
ہمارے متعلق جھوٹے تعریفی کلمات کہے گئے۔ سنیما کے پڑے
پر دکھانے کے لئے ہماری تصویریں اور فلمیں تیار کی گئیں۔
اخبارات کے نمائندوں نے ہم سے انترو ہولے اور اخبارات
میں ہمیں نمایاں جگہ دی گئی۔ یہی سلوک ہمارے ساتھ

ہمہ وقتی نگرانی - پابندیاں - جبرا - مظلومیت کی زندگی

پابندیاں ہی پابندیاں

اگر ہمیں کسی ملکی طالب علم سے ملاقات کرنا چاہتا تھا تو اس دوران میں ہمیروادہ نگران ہمارے ساتھ رہتا۔ اس کے سوا ہماری ملاقات کے سامنے دروازے بند کر دیتے گئے۔ وہ رو سی طالب علم ہمیروان تھا دراصل حکمکار اطلاعات کا سی۔ آئی ڈی تھا۔ اسی طرح کا ایک اور رو سی طالب علم پہارے پڑوس کے ایک صبی طالب علم کے گمراہ میں بھی موجود تھا میں نے پہلے ہی سال رو سی زبان پر مکمل عبور حاصل کر لیا ہمیں رو سی زبان لکھانے سے اصل مقصد یہ تھا کہ وہ ہمیں براہ راست کیونز میں تعلیم حاصل کرنے کا سابقہ تھا۔ یہ ہوتا ہے۔ ہمیں گروہ کے طلبہ کو ان حمالک کی کیونٹی میں خود منصب کرنے کے صحیحی ہیں اور میرے گروہ کی کیونٹی میں معاشرے میں مقامی رو سیوں کو غیر ملکیوں سے ملاقات کرنے کے اور راہ و رسم رکھنے کی سخت ممانعت ہے۔ اس سلسلے میں سخت قسم کی پابندیاں عائد کردی گئی ہیں اور رو سیوں کو اس طرح کی تحریک دی گئی ہے کہ اب وہ خود ہمیں غیر ملکیوں دامن شان رہتے ہیں زندگی کی خاطر پیدا کر دیں اور اس طبق ملکی ملاقات کی خواہش کا انہار بھی کرے تو وہاں کے عوام اس کے طلبے کی ٹھکرداریتی ہیں۔ یہ کیونز میں تعلیمات کا اندازہ اس سخت قسم کی پابندیوں کا خوف ہے جو ہمیشہ ان چیزوں کے سروں پر مسلط رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی رو سی کے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ اس کے کسی غیر ملکی سے کسی قسم کے تعلقات ہیں تو اسے سخت قسم کے مصائب سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسا شخص رو سی کی حکومت کے نزدیک خائن اور غدار ہے۔ اس سختی اور پابندی کا نتیجہ ہے کہ آج رو سی عوام دنیا کے تمام بیگوں سے کھڑے ہوئے ہوئے کی سلاخوں کے پیچے مظلومیت کی زندگی اگر کہاں ہوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس سے ہمیں بڑی مشویں ہوئی کہ آخر ایسا یوں کیا گیا ہے تھیں و تھیں کرنے پر معلوم ہوا کہ جو وہ ملکی رو سی میں بغرض تعلیم باہر سے آتا ہے اسے اسی طرح تین گروہوں میں پانٹ دیا جاتا ہے اور انھیں الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ پہلا گروہ ان طلبہ کا ہوتا ہے جو صحیح معمولی میں کیونٹی ہوتے ہیں۔ دوسرے گروہ ان طلبہ کا ہوتا ہے جو کیونز میں سے صرف نظریاتی حالتک متفاہی ہے۔ تیسرا گروہ ان طلبہ کا ہوتا ہے جو کیونز میں پر انسان رکھتے ہیں اور نہ انھیں مغربی حمالک میں تعلیم حاصل کرنے کا سابقہ تھا۔ یہ ہوتا ہے۔ تیسرا گروہ کے طلبہ کو ان حمالک کی کیونٹی میں خود منصب کرنے کے صحیحی ہیں اور میرے گروہ کی کیونٹی میں اسی مدت تھی تھیں۔ تیسرا گروہ ان طلبہ پر مشتمل ہوتا ہے جو مذکورہ بالا کسی بھی طریقے کے بغیر حکومت کی صوابیدی پر بھیجا جاتا ہے۔

جب طلبہ کی یہ تقسیم کردی جاتی ہے تو الفترادی طور پر ہر طالب علم کے قلب و دماغ اور ذہن و فکر کا گہرا مشاہدہ کیا جاتا ہے تاکہ ان کے انکار و خیالات کا اندازہ لگایا جاسکے۔ یہ کام حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ایک خصوصی کمپیوٹر نسرا نجام دیتی ہے میرے ساتھ بالکل مختلف نوعیت کا ملکی کیا گیا اور ان ٹینوں سے الگ "شعبہ اعدادیہ" میں رکھا گیا۔ تاکہ کیونز میں تعلیمات کے انکار و خیالات کو قبول کرنے کے لئے میرے دل و دماغ کو تیار کیا جاسکے۔ اس کے بعد ایک رو سی طالب علم کو میرے ساتھ رکھا گیا جو علمی لحاظ سے مجھ سے ہر طرح فائق تھا تاکہ وہ مجھے رو سی زبان سکھائے لیکن اس سے اصل مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کسی ملکی طالب علم سے ملاقات نہ کرنے دے اور میری نگرانی کا فرضیہ نجام دے۔

وہ طلباء کے ذہنوں سے دین و مذہب کے تصورات گھرچتے ہیں

ہیں جن میں کیونزم کی تاریخ پر مختلف پہلوؤں کے علی بحث مناظر ہوتا ہے۔ ایسے اجتماعات تاریخ کے اساتذہ کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ یہ اجتماعات بھی کثیر المقادیر ہوتے ہیں اور ان سے طلباء کیونزم کو برحق اور دوسرا نظریات کو باطل ہیجنے کا ذہنگ سیکھتے ہیں۔ ان اجتماعات میں طلبہ کو غیر ملکی زبانوں میں تقریبیں کرنے کی بھی اجازت ہوتی ہے اور ان میں غیر ملکی طلبہ کی کثرت۔ سے حصہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کیونزم کے رہنماؤں کی بر سی کے موقوں پر خصوصی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں ان کی زندگیوں اور کارناموں کی یاد اچھی طرح تازہ کی جاتی ہے۔

روسی طلبہ کی کارگزاری

کالج کی زندگی میں ہم سب روسی طلباء کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت غیر ملکی طلباء سے جڑے رہیں اور محروم بھی اخیر علیحدہ نہ ہونے دیں۔ اسی دوران میں وہ ان سے برا بر کیونزم اور اشتراکی فلسفے پر تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں۔ کالجوں میں ایک انتظامیہ یونیورسٹی بنائی جاتی ہے جس کے ذمہ سے اہم فرضیہ ہوتا ہے کہ حکومت کے سامنے غیر ملکی طلبے کے چال چلن اور دوسرا معاملات کی روپورث پیش کرے۔

روسی زبان

روسی زبان کو بر حیثیت ایک زبان کے نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے ذریعے طلباء کو بر اہ راست کیونزم کے علم ننانے کا کام لیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے دوران مدرسیں کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانتے ویسے اور بر اہمیت الیوں اور تاریخی واقعات سے دنیا کے زندماوں پر کیونزم کی بہتری اور کیونزم کی نسبتاً کو دنیا کا سمجھات دہننا ہے ثابت کرتے رہتے ہیں۔

طریقہ تدریس

روں میں درج کے طریقہ ہے تعلیم راجح ہیں۔ ایک بالواسطہ طریقہ تعلیم اور دوسرا بلاواسطہ۔ ان کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کا حقہ کیونزم پر عبور حاصل کر سکے۔ تدریس کا یہ طریقہ مختلف اجزاء پر مشتمل ہے۔ کبھی اس کے لئے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں کبھی اشتراکیت کے ان تاریخی مقامات کی سیمہ کرائی جاتی ہے جن پر کیونزم کے پروگرام خیز کرتے ہیں۔ ان میں قتوں پر ماہرین تعلیم پختہ طلباء کے نہادہ رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ ایک بالکل انیکے انداز میں اشتراکی نظائر سے روشناس کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً جب کسی تاریخی مقام سے گزریں گے تو کہیں گے دنیا کی عظیم شخصیتیں مارکس اور لینین ہیں۔ اس کے بعد دوسرا طریقہ لوگوں کا تذکرہ ہوگا اس کے ساتھ ساتھ ان کی بیوں شش بھی ہوتی ہے کہ طلباء کے ذہنوں سے مختلف ادبیان اور مذاہر کے تصورات کو گھرچتے رہیں۔

تقریبی مقابلہ و درجت مناظر

اختلاف کالجوں کے طلباء کے درمیان ہفتہ دار تقریبی مقابلہ ہوتے ہیں۔ جن میں طلبہ متعین حنواؤں پر تقریبیں کرتے ہیں لیکن اس طریقہ کی تقریبی صرف روسی زبان میں ہی کی جاسکتی ہیں۔ یوں تو ان مقابلوں پر غیر ملکی ہی شریک ہوتے ہیں مگر حسب ضرورت روسی طلباء کو بھی شریک کر لیا جاتا ہے۔ ان تقاریبی سے بہت سے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں ایک طرف طلباء کی ذہنی صلاحیتی معلوم ہو جاتی ہیں تو دوسری طرف یہ پہلے چل جاتا ہے کہ ان کے خیالات میں متعدد تربیتی ہوئی اور کس قدر باتی ہے۔ متعین و قتوں کے بعد طلبہ کے گشی اجتماعات ہوتے

وہ ہر دو بیل پری یہم خیہیا کو معمودیہ سمجھ کر لو جتنے چکے آئے ہیں

چند نوجوان افسروں نے بیدردی سے قتل کر دیا۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ یہ طالب علم ماسٹر کے قریبی علاقے میں ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا خواہش مند تھا۔ اگرچہ وہ دونوں آپس میں شادی کرنے پر رضاہمند ہو گئے تھے مگر الیسا کرتار رو سی قانون میں جرم تھا۔ وہ طالب علم اپنے ملکی سفارت خانے گیا اور اس نے اجازت طلب کی سفارت خانے کے حکام نے اجازت ٹوٹ کر دی۔ سفارت خانے سے والپی یہ راستے میں اسے رو سی حکماء اطلاعات کے چند افسروں نے ٹھیر لیا اور قتل کر کے بے دردی سے برداشت پر چھینک دیا۔ اس قتل کے فراؤ بعد تمام خبر رسان ایکنسیوں پر پابندی لکھا دی گئی کہ وہ اس کی تشریشان نہ کریں، لیکن معاملہ سنگین ہوا اور چھپائے نہ چھما۔ ھٹانا کے سقیر نے اپنے طالب علم کی لاش دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ مگر حکومت نے اس کے مطلبے کو مسترد کر دیا۔ غیر ملکی طالب علموں نے تحقیق و جستجو کے لئے ھٹانا کے سفارت خانے سے البتہ قائم کیا اور جب انہیں پتہ چل گیا کہ اس کے تھجھے حکومت کی سازش تھی تو تمام طلبے نے ھٹانا کے سفارت خانے میں جمع ہو کر جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ جب طلباء کا احتجاجی جلوس نکلا تو حکومت سخت شہزادی اور یہ موقف اختیار کیا کہ طالب علم کی ہوت کثرت شراب نوشی کے باعث ہٹوئی ہے۔ جب یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا تو حکومت نے غیر ملکی طلباء پر پابندیاں اور سخت کر دیں اور بہت سے طلباء اور وہ چھپوئے پر محروم ہو گئے۔

سلی امتیاز

روس کے معاشرے میں سیاہ فاماً افراد کو سی صورتیں سعید فامیں کے برابر ہیں، سمجھا جاتا بلکہ دیگر مغربی حملہ کی طرح یہاں پر بھی زبردست سلی امتیاز بتا جاتا ہے۔ اسی

جھوٹی تاریخ کی تصنیف اور تعلیم

روس میں تاریخ انسانی کو سمجھ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ تاریخ کے اس اندھہ طبلہ کو بتاتے ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا اور ہبنا کیونٹ دوسوں میں پیدا ہوا۔ دنیا کا سب سے بڑا موجود روس کا ہے۔ اسی طرح دنیا کا سب سے بڑا فلسفی رو سی دنیا کا سب سے بڑا حق رو سی ہے۔ تاریخ انسانی کو چار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلا دور بالکل پررشان کن دوڑ تھا۔ دوسرا دور دھما جس میں لوگوں کو علم بنایا گیا۔ تیسرا دور سامراجیوں اور تھامیوں اور بادشاہیوں کا دوڑ تھا اور چوتھا دور کیونٹم اور اشتر کمیت کا دوڑ ہے جو انسانیت کی سخت و کامرانی کا دوڑ ہے۔ اس تقسیم سے اس اندھہ طبلہ کو یہ بتاتے ہیں کہ تاریخ کے چھینگیوں دوڑ تباہی اور ہلاکت آفرینیوں کے دور تھے تاریکی اور ظلمت کے دوڑ تھے اور اب یہ چوتھا دور اپنے ساتھ مسٹر اور فارغ البالی لے کر آیا ہے۔

روس میں انسان پرستی

کیونٹم کے پیروکار ایک طرف تو ہر ذہر کے ملک اور ہر دین سے باعثی ہیں۔ مگر عملہ وہ ہر دو دین اپنی عقیمہ شخصیات کو معمود تھیقی سمجھ کر یہ جتنے چلتے آئے ہیں۔ ان معمودوں میں اگرچہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کی پرستش جاری رہتی ہے۔ پہلے شالان ان کا معمود تھا۔ پھر اسے ہٹا کر خوشیفت، مالکیت کو معمود بنایا اور اس کی پوچھا کی اور آج بزرگیف ان کا معمود ہے۔

ایک غیر ملکی طالب علم کا روس میں مقتول ناحق

ایک افریقی طالب علم جو ھٹانا کا باشندہ تھا اور اعلیٰ تعلیم کی غرض سے روس میں تقدیم تھا۔ اسے رو سی حکماء اطلاعات کے

عرب طلباء کو خصوصی مراعات، تاکہ وہ اشتراکی بن جائیں۔

بے اور وہ اپنے حاکم کے حکمرانوں اور معاشرے سے سخت تنقیر ہو جاتے ہیں۔ روس ان طلباء کو خوب پال پس کریجٹ بنانا ہے۔ لمبایا یونیورسٹی میں کیونست رہنماؤں کی برسی کے موقع پر اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جن میں ان کی یاد میں تقریبیں ہوتی ہیں۔ زنجبار میں جن لوگوں نے انقلاب بریکیا اور حکومت پر قابض ہو گئے، ان میں انٹریٹ اُن طلباء کی تھی جنہوں نے لمبایا یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی۔ جب انقلابی حکومت پر قابض ہو گئے تو یونیورسٹی کے اساتذہ فرماز نجدار پہنچے اور ہاں پہنچ کر اخیس حکومت چلانے کے مفہوم شوے دینے لگے۔ روس نے اس یونیورسٹی سے ٹری امیدیں ابستہ کر دھی ہیں۔ روس کے ایک اعلان میں کہا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی نے اضافی میں بہت اچھا روں ادا کیا ہے اور مستقبل میں یہ یونیورسٹی انقلابی، اشتراکی حکومت کے قیام میں اہم روں ادا کرے گی۔

جب ہم مزدوروں کو اپنی یونیورسٹی کی طبقہ فوجوں یعنی سو شلسوں، انارکشوں اور کوششوں کے ساتھ ملکر دعوت جدوجہد دیتے ہیں تو اس وقت ہم مظلوم مزدور کے نجات دہنندہ کارروپ دھار لیتے ہیں۔

ہم اپنی فوجوں کی امداد پر ارادتہ تعاون کے قاعدے کے تحت کرتے ہیں (اندراں کا مقصد حقیقتاً اپنی سماجی فرمی میں براذری ہی کا استحکام ہے) یہودی پردوں کوں ۳

طرح منگولی قبائلی، سلاطی قبائلی کے برابر ہیں ہو سکتے چاہے وہ کیونز میں ایمان کیوں نہ رکھتے ہیں، جو حیثیت ایک رومنی الصل کو دی جاتی ہے وہ غیر ملکیوں کو کسی حال میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اندر وہ ملک یہی پالسی رومنی حکومت کی ہے چاہے بیرون ملک وہ غیر جانب داری، مساوات، رواداری اور انسانی ہمدردی اور غیر سکھانی کے لئے ہی بلند باہگ دعوے کرے۔ ترکستان قفقاز اور وسطی رومنی اور اشتراکی نواز بادیات اس عدم مساوات کی زندہ مشالیں ہیں، جہاں کی زمین روسیوں نے ظلم اور ستم سے بھر دی ہے۔

روس کی لمبایا یونیورسٹی

اسکو کے قریب لمبایا کے نام سے جو یونیورسٹی بنائی گئی ہے اس نے کیونز میں اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ اس میں پہلے نوتوں نے صدی طلبہ غیر ملکی زیر تعلیم تھے۔ لیکن آج اس کے برعکس، و نیصد رومنی طلبہ رہتے ہیں۔ اس یونیورسٹی کے اساتذہ نے کیونز میں تبلیغ کے سلسلہ میں اہم روں ادا کیا۔ پروفیسر جارسیں اسی یونیورسٹی کے استاد تھے جو ۱۹۶۲ع میں اٹڈو نیٹ یا میں تھے۔ اس کے علاوہ وہ حاکم عربیہ میں اپنی اہم دیلوں میں سکھاروں پر فائز رہ چکے ہیں اور روس کے مابین نازجا سوسس ہیں۔

عرب طلباء روس میں

اسکوئیں اشتراکی عرب حاکم کے بہت سے طلبہ زیر تعلیم ہیں جو ہاں سب سے پہلے مارکسزم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ رومنی حکومت نے عرب طلبہ کیلئے اپنے دامن کو پہلے حد کشادہ کر دیا ہے۔ یہاں عرب طلباء کو پڑی مراعات حاصل ہیں۔ آگے چلکر یہی طلبہ کیونز کے داشتی بنتے ہیں۔ غیر اشتراکی عرب حاکم کے طلباء پر تعلیم کا منفی اثر زمانہ تعلیم میں ہی ہونا شروع ہو جاتا

انتصار الاسلام یہ بھی مولانا محمد قاسم حنفی کی تصنیف ہے یہ وہ شہور کتاب ہے جو بہت سے اہم مسائلی و عقائد پر بحیثیت دلنشیں مولانا مغفور کی زبان مشکل ہوتی تھی اس لئے کتاب تشریح و تہیل کے ساتھ پھاپی گئی ہے۔
اعلیٰ ایڈیشن قیمت ۵/-

محشیں عظام اور ان کے علمی کارنامے چاروں انگریز ایام سلمان، ایام ترمذی، ایام نسائی، ایام ابن ماجہ اور ایام الحنفی کے علم و فضله، علمی کارناموں اور اسرة کو دراپر ایک محققانہ تایف۔ آپکی معلومات میں بیش بہا اضافے کا موجود ہے۔ قیمت مجلد ۵/-
فتاویٰ عبدالحی مولانا عبدالحی الحنفی کا مشہور مجموعہ فتاویٰ عبدالحی فتاویٰ ایک جدید مکمل نظر ثانی کے بعد ۱/۶
برائیں قاسمیہ تشریح جو اپنے ترکی ہے ترکی مع تشریح و تہیل کے ساتھ میں ایک بھروسہ تشریح ہے۔ قیمت مجلد ۵/-

حیات و اکر حسین امروزم صدر جناب سید اکر حسین کی معروف حیات و اکر حسین اشخاصیت پر ایک معلومات افرادی کتاب جس کی تایف کا سہرا جناب خورشید مصطفیٰ رضوی کے سر ہے۔ قیمت مجلد سنت آٹھ روپے ۷/-
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟ مولانا منظور علی فرقانی اس میں دہ عام فہم زبان میں قرآنی مطالب بیان کرتے ہیں۔ قیمت مجلد پانچ روپے ۵/-
ایک ہندوستانی صحابی مولانا منظرا حسن گیلانی کی ایک واتی کتاب۔ قیمت ۸/-

دین و شریعت اس تیسی کتاب میں مولانا منظور علی فرقانی نے دین شریعت کے تمام اتفاقات اور بخوبی کو شور پر اندازیت پر بھر پور رسمی ڈالی ہے ۵/-

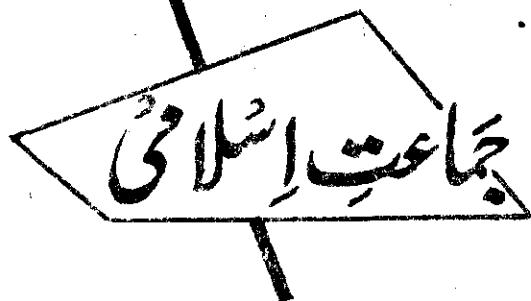
حقیقت عبودیت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے رسائل کا عالم فہم اسلامیں اور دوڑجہ۔ قیمت ۳۵/- کیا جماعتِ اسلامی حصہ پر ہے؟ اس کے قریبے اور فصیلہ ایک اہم کتاب جو خلاف و موافق ہر ایک کے لئے مقید اور دلچسپ ہے۔ قیمت ساڑھے تین روپے ۰۵/-

بنو ما شم اور بنو امریہ کے تعلقات اقوون اویں کے ان عدالت کو بہت شہرت حاصل ہے اور ایک مذہبی فرقے نے اسے خاص طور پر اس حد تک اچھا لایا ہے کہ ایں سنت بھی اثر غلط فہمیں کا شکار ہو گے۔ یہ کتاب محققیعی اداز میں واضح کرتی ہے کہ حقیقت یوں نہیں ہے بلکہ ان دونوں خاندانوں کے تعلقات کافی کھڑے اور ذہلی در ذہلی رہے ہیں۔ قیمت دروڑ پے ۲/-

نفس مناظرہ اکتاب جو عقائد اہل سنت کی صحت اور عقائد شیعہ کے سبق و ضعف کو روشن دلائی کے فریبیہ ذہنوں میں اتنا تی ہے، طاز خیر اسلامیں اور دلچسپ اور سب دلچسپ شایاں شان، استدلال علمی مگر عام فہم، جلد اول خلافت و امامت اور فسیہ مطہس کی بخوبی پرستیں، جلد دوم فریب متع النساء اور خوش پاک شغلق مکمل مجلد ۹/-
حجۃ الاسلام مکمل تصنیف مولانا خاں قاسم حسین صاحب۔ تشریح دین ارضی اور اہم ترین اسلامی عقائد کی حکمتیں اور مصلحتیں اور ترجیہیں بخوبی کتاب ہے۔ قیمت ۷/-

قبائلہ نما اکتاب تشریح و تہیل کے ساتھ قیمت مجلد سنت آٹھ روپے ۸/-

مکتبہ تحریکی - دیوبند (یونی)



ایک دعوت • ایک تنظیم

اور زندہ رہے گا انھیں اپنے اس عقیدے کی ماہریت اس کی نوعیت اور اس کے نو ازامِ زندگی اور فرائض و واجبات کو بطور پیش اور صحیح کی سوتھ ضرورت ہے، ان کے اس عقیدے کا تھا ضاہیہ کہ وہ دوڑھا ضریب میں اسلام کے سب جلوی تجویں پر نظر رکھیں تاکہ ان کے قیمت دیا جائے کو تقویت ہو اور وہ ان جلوی تجویں پر پیش رفت اور کامیابی کے لئے بقدر امکان کوشش اور سرگرم عمل رہیں۔

اسی صحیح کے تحت میں پاکستان کی سب جماعتوں کے اعمال و عقائد اور تعبیرات و تصورات کا گھر امطالِ عکرتا رہا ہوں میں نے ان پڑے پڑے صاحبِ تحریصتوں کے اذکارِ بھی پڑھے ہیں، جھیں اس صدی میں اسلام کے مسلکوں سے بچپی ہے، خصوصاً پاکستان میں اسلام کی جو تغیری ہے میں ان سب کو دیکھا۔

میری صحبتے تھے یہ بتاہے کہ دن اسلام کے سچیوں (قرآن حدیث اور فرقہ کلام) کے تصحیح مخالف تواب عین علمائے دین ہیں۔ وہی یہ بتا سکتے ہیں کہ اسلام نے اسلام کے بارے میں کیا سوچا اور مختلف تحریقی آزمائشوں میں وہ مشکلات سے کس طرح بحمدہ رب آہستہ ہے

جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام ایک پیجادیں ہے اور ہمیشہ کے لئے ایک دستورِ ہدایت اور ضابطِ عیمی ہے اور اس کے احکام ہر دوسرے لئے ہیں، ایسے لوگوں کی اس صحیح پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں تھا کہ اسلام کو زندگی میں نافذ کس طرح کرتا جا ہے اس میں صدی میں جبکہ مغربی دالش و حکومت نے دبے عربِ عام میں سانس کہتے ہیں، جلد پڑا نے تصورات کی غارت نہ تھام کر دی ہے۔ یہ طبیعی اہم سوال ہے کہ غالباً اسلام میں خصوصاً پاکستان میں نظامِ زندگی کو اسلامی بنانے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔

جو لوگ مغرب کے آگے سر پیجو ہیں اور اپنے ہم عقیدے کو یا حل سمجھ کر ترقی "ترقبی" کے غور نکارہ ہیں، اس بحث میں میں ان سے کوئی تعریض نہیں کیونکہ وہ تو یقین کر چکے ہیں کہ اسلام اب ایک قصرتہ ماضی ہے، اور اپنا دارختم کر چکا ہے اور اب اسکی جگہ مغرب کے سانسکی اور اجتماعی اذکار نے لے لی ہے، لیکن جو لوگ نہیں بھتے اور اب بھی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام زندہ ہے

اسلامی زندگی کے احیا کے مقصد عالمی کی عملی تکمیل کے لئے مرکزِ عالم ہیں۔ اور میری دنیا والست میں اس وقت یہ جماعت، اسی پروگرام کی تکمیل کر رہی ہے جو علماء اقبال کے منظرا تھا۔

اسلام اگرچہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے تو مختلف ایمانوں اور ادیٰ کا فرض ہے کہ وہ اس زندہ حقیقت کو دور حاضر کر لے ایک عملی نظام بنانے کا دھکائے۔ اس عملی نظام کے قیام کی جدوجہد اس وقت صرف جماعت اسلامی کے منظرا پر اور حصہ صورت ایسی یہ ہے کہ جماعت دور حاضر کے "وَعْدَهُنَّ" کو نہیں کیا پڑھیں اور مگر اس کا لفظ ہے بلکہ، چنانچہ کوئی کوئی کیا ہے اسی تصور کو موجودہ زمانے کی تبدیلی خدا کے چوکھے میں رکھ کر بھی اسے اپنے لئے سرمایہ اطمینان دیکھنے بنا یا جا سکتا ہے وہ موت اسلامی کے پارے میں، اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد، میں نے ملک کے طول و عرض میں، اسلامی تحریک کے عملی پہلوؤں کا مطالعہ کیا۔ میں جامعہ اسلامی کے رہنماؤں اور کارکنوں سے مسافر از انداز میں ملا اور عام لوگوں کے تلوپ پوٹھیا۔ اور اب میں یہ استے بھی جستجو کی کہ وہ تجھی دینی تحریک سے کہاں تک والیت ہیں اور اس کے لئے کس حد تک قربانی کر سکتے ہیں اور اسے کہاں تک تایں عمل سمجھتے ہیں۔

اب میں اپنے مشاہدات، تجربات اور تاثرات کو سوالہ جواب کی صورت میں (جو میرے حقیقی اور بالمشاذ سوال دیجوا بآ کا تجویز ہے) ہمیری تاریخیں کرتا ہوں۔

میں نے پیٹھاؤں کے علاقہ میں جماعت اسلامی کے ایک کارکن سے سوال کیا:

سوال: آپ نے جماعت اسلامی میں کیا کام ادا کیا کہ آپ باقی جماعتوں کو کچھ کر کر اس میں شامل ہو گئے؟

جواب: خان نے کہا: تم لوگ پہلے بایا خاں (عبد الغفار خاں) کی تحریکی خدمت کا رتاریک میں تھے، میں اپنے قبیلے میں سب سے کم عمر تھا اس لئے ہبہ پوشاختا یا رتاریک پری ہیکی اور اچھے جذبے سے چلا یا جاری بھی، پھر مسلم لوگ کا زور رہا۔ اس قدر مسلکاروں کو اب بھی اچھا سمجھتے تھے مگر یہ بتا کھلکھلی بھی کہ باچا خاں، قائد اعظم کے مقابیے میں ناکارڈی کا

غرض اس خزانے کے مالک اب بھی نہیں ہیں، اگر کوئی شخص اپنی مغربی علم سے عالم کی پہنچی طلاقتِ لسانی سے، اپنے متعلق یہ تاثر پیدا کر سمجھ لے کہ وہ اسلام کی روح سے کما ہے اس شانہ پر تو اس کا یاد گوئی تسلیم نہ ہو گا کہ روح اسلامی تک پہنچنے کیلئے قرآن، حدیث، تاریخ، فتن، کلام کے جملہ ذخیرے پر عبور لازم ہے۔ ہاں اس صورت میں کہ کسی نے اسلاف سے اور علماء سے باقاعدہ استفادہ کیا ہو اور دل سے اسلاف کی کاوشوں کا معرفت پر کوئی ضباب ہے اب ہو، تو اسکی بھی ایک رائے پرسکتی ہے لیکن علم اسلامی کے مذاہعے بغیر خوض ذہانت سے دینی نقشہ کرنے والوں کی رائے تقویٰ نہیں ہے سنتی۔ بہر حال میں نے عرض کیا ہے کہ اسلام کے سرچشمتوں پر مارکار نہ قبضہ اپنی علماء کا ہے لیکن علماء کے پارے میں وقت یہ ہے کہ وہ اور دار مااضی میں روح اسلامی کے جگہ باس تقویٰ تھیں اور رکھتے ہیں مگر دوسرے دید کے گوناگون مسائل کے متعلق وہ اس لئے رہنمائی نہیں کر سکتے کہ انھیں دور حاضر کیلئے کامیاب کیجئے اور اک نہیں۔ وہ ان پر دید یہ علماء اقبال نے کی ہے کہ یونکہ وہ ایک طرف روح اسلامی سے باخبر تھے اور جو میری طرف مذکورہ بالاجدید علم و اتفاقاً پر ان کی نظر مطلع تھی۔ انھیں نے علمائے وقت سے مشورے میں کئے اور خود بھی دینی تصنیف کا گمراہ اعلان کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے آج کے مسائل کو ان سے پہنچ کریں نہیں سمجھا۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ اقبال کے اس طرزِ تحقیقی اور اندازِ فکر کو ان کے معتقدین اور رواح آگئے پڑھاتے۔ لیکن یہاں پر تقدیمی نے فکر اقبال سے روح اسلامی کے اخراج پر تمام توجہ مرکوز کر کے، مغربی اکوادر کے دیوبیوں اور فتوؤں کو اقبال کے مقدس نام پر، مزید ترقی دی، تبھی کہ اقبال کی تحریک کا راستہ خود ان کے نام نہاد شاھزادی نے روک دیا۔ اور تحریک اقبال اس وقت دوسری دائرے میں رکھی تھی۔ خوش قسمتی ہے کہ اس دوسرے دائرے میں پھر یہی مولانا مودودی نے زندہ کی۔ اور اب وہ اور ان کی جماعت

کوئی تین ہے کہ عرف پہنچا جاعت رسولِ علیؐ کے دین کی بنیاد
کے لئے تن من و مصن سے کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگرچہ
پاچ اسلامی جماعتیں بھی قابل قدر ہیں اور ہم ساری اسلامی
جماعتوں کے قدر و ان ہیں ایران سے اشتراک کرتے اور
ان سے اشتراک کے خواہاں ہیں مگر اسلام کے لئے تن من و مصن
والی بات ہیں ہیں نظر نہیں آتی۔ ساسو اجماعت اسلامی کے
(خان کا جواب ختم)

دوسرے سوال

میں ایک مرتبہ کراچی اپنے کار و بار کے سلسلے میں گایا میں نے موسم
امیر جماعت اسلامی کراچی (جو دھری غلام محمد صنا) سے ملنے کی کوشش کی
جس خود فرمیں ہو چکرے تھے۔ البتہ چند کارکن پیٹھے کام کر رہے تھے میں نے
خیال کیا۔ انہی سے جماعت کے طریق کا اور نظم و ضبط کے بارے میں
سوال دھجاب ہو جائے۔ میں نے پوچھا:

سوال: صاحبان یہ تو فرمائیے: کہ ایک دینی اجماعت اسلامی
کی مخالف ہے، حکومت مخالف، ملک کی سیاسی جماعتیں مخالف
سوشیٹ کیون فرض مخالف، سرمایہ و ارخیاف، علماء مخالف
رس مخالف۔ ایسے میں آپ کی جماعت کے پاس کیا جادو ہے
کہ اپنی نظم پر کچھ زیادہ اثر نہیں پڑتا۔ ارادہ رو زیر وزر مستحکم
ہوتی جاتی ہے۔ انتشار کاشکا نہیں ہوتی۔

جواب: حاضرین میں سے ایک سینیئر کارکن نے کہا۔ اس کے کوئی
درجہ ہیں۔ بیلی چسیہ کہ ہم میں سے ہر ایک اس تمام دھریوں
کار و باری منتفعی، اور دینی ارادہ غرض کے ہرشابے سے پاک
ہو کر مقصد کی خدمت میں لگا ہوا ہے، اس نے ہر طبقے حلقہ کے
وقت، ہم مفترضوں کی طرف متوجہ ہونے سے زیادہ، اپنا
محاسبہ کرتے ہیں اور اگر نظام یا انفار اور طریقہ عمل میں کوئی
حرابی نظر آتی ہے تو ہم اسے دور کرنے کی کوشش کرتے
ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ ہم اپنے مشین میں اتنا لفین رکھتے
ہیں کہ یا یوسی کاشکار کجھی نہیں ہوتے۔ ہم اور حمیت کے
قصے سے بالآخر ہو کر کام کرتے ہیں اگر شکست ہٹھاتے ہیں
تو بھی کام کرتے جاتے ہیں تب بھی کام کرتے

ساتھیوں نے ہم پھر لفڑیم آیا، ایک طرف اسلام اسلام اتنا
دوسرا طرف کچھ نہ تھا، کوئی نعروہ نہ تھا۔ انگریز تو چار ہاتھا اور ہندوں
اگل بسار ہے تھے صوبہ سرحد کیلئے بڑی شکل تھی۔ آخر صورت جو
”اسلام اسلام“ کے نعرے کا ساختہ دیا ہم لوگ بھی سرخپوشوں الگ
ہو کر اسلام اسلام کے ساختہ ہو گئے۔

ھمارا اگست کو پاکستان و جو دیں اگلی بارہ کے حد اُنے سکے
صورت جو کچھ بھول کر کھدیا، اس کے حق میں ایک دلیل یہ ہے جاہری
حقی کہ اسلام کے خالقون کے خلاف جو افراد ہے۔ صوبہ سرحد میں اسلام کی
آزادی مشرحتی بہذب لوگوں نے اسلام کی خاطر اس قتل قبیل کو گوارا کر لیا۔
بھروسہ اُن تھیں تھیں میں، لوٹ کھسوٹ، اقر با اوزی رشوٹ کا

دوسرا درجہ ہوا۔ یہ سب ہو رہا تھا مگر اب اسلام کا نام زبانوں پر
درب کار رہا تھا بلکہ جو بیان چار ہاتھ اور بعض تقدیم ملکی یہ
بھی کہہ گز نہ تھے کہ ہمیں مولویوں کی حکومت کی ضرورت نہیں
تھا اُن پاکستان کے بعد خاصاً زمانہ لگر گیا مگر اسلام کی حکومت
قائم نہ ہوئی، البتہ اس کے مقابلہ میں ناچ اگانا، شراب، نمار
اہل پر پ کے فواحش رو زبر و زر طبقتیں ہیں جو سوت بدل
ہوئے، ہمارے خاندان کی کوہاٹ شاخ پہلے سلم لیگ سے تکلی
پھر ہم بھی اللہ ہو گئے۔ اس بیرونی کے عالم میں معلوم ہوا کہ
اسلام کے مغلیق یو و عدہ مسلم لیگ نے کیا تھا اس کو پورا کرنے
لیکن ایک اور جماعت اٹھی ہے اور اس کا نام جماعت اسلامی ہے

صورت جو دیں اس وقت تک اس جماعت کا پچھہ بیٹھا
تھا میں نے لاہور کا سفر کیا۔ لیکن لاہور پہنچنے پر مسلم ہوا کہ
پاکستان میں اسلام کا بیجم بلند کرنے والی یہ جماعت، پاکستان
میں معمول ہو گئی ہے، پچھے برداشت جب ہوا اُن کو کہ بھی ہوا۔ تاہم
یہ سچ جو کہ تارہتا آنکریہ جماعت آزاد ہو گئی۔ اس کے بعد
میں نے باتا عذر ہے چنان میں کی اور طویل پوچھ جو کے بعد اس
کے پاس میں طبیعت کو اٹھیاں ہو گیا۔ آخر ہم سب اس جماعت
میں شرکت کا ارادہ کر لیا جن پہنچا بہم اسیں دل و جان سے
ترشیک ہیں، بعد میں کچھ اور لوگ، موجودہ امیر سردار علی خاں
وغیرہ بھی ترک ہو گئے اور اب جماعت بھی صوبہ سرحد میں خدا کے
فضل سے پختہ عقیدے والوں میں بہت مقبول ہے کیونکہ لوگوں

سے ہوئے کی وجہ سے خطا ہیں۔ مولانا مودودی کی برقستی یہ ہے کہ وہ طبقہ علماء سے تعقیل رکھتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے وہ ایک ایسے کام کو باقاعدہ میں لے لیجھے ہیں جس کی تنظیم اگر علماء چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ اس لئے نہیں کہ علماء کی تابیلیت کم ہے بلکہ اس لئے کہ موجودہ سوسائٹی میں تھیں میں تھیں میں علوم جدیدہ کی دسترس لازمی ہے کام کرنا علماء کے لئے مشکل ہے۔

سرب کو معلوم ہے کہ جدید علوم یا فتنہ طبقہ کو علماء کے خلاف خدا یا اس سلطے کی غیرت ہے۔ اور ادھر حال یہ ہے کہ اس وقت تعلیم یا فتنہ طبقہ کو ساختہ لئے بغیر سوسائٹی کا کوئی پروگرام بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مولانا مودودی نے بڑی محنت سے جدید علوم یا فتنہ طبقہ کے خلاف لکھ کر ساختہ ہوتے رہے اور اسی اور اس کے سہارے یہ الاشتہریت کے قلعوں پر گورنمنٹ کو سکے ہیں اور سے علماء میں سے جو شخص یہ رسانی حاصل کر لے گا وہ بھی کوئی گام کر اسی وقت تک علماء میں سے کسی لئے کوئی شکش نہیں کی لہذا پیدا خالصتاً مودودی صاحب کے قبضے میں ہے۔ اسی تبصرے بنا شتر اسکی کوئی دجھ سے بہت سے لوگ ان سے ناراضی ہیں پھر بھی قابل غور ہے کہ مولانا مودودی کے پاس کوئی نیا خالصتاً ساز دستیور نہیں۔ وہ تو علماء ہی کے فرمودات اور ارشادات اور انہی کے خیالات کو تعلیم یا فتنہ طبقہ کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک لحاظ سے رہنمائی اب بھی علماء ہی کی سے مگر جس دائرے تک ہو دو دو بیچ رہے ہیں اس تک علماء کی فی الحال رسانی تھیں علماء کو تلوخ و شہزاد چاہیے کہ ان کے قبیلے کا ایک فرد ایسے مشکل کام کو باقاعدہ میں لے لیجھا جس کو کوئی دوسرا ہاتھ میں لے سکا۔ تاہم یہ بودھی حصتا کا کوئی ذائقہ کام نہیں۔ اس میں بھی وہ علماء ہی کے نمائے ہیں۔ ان حالات میں جو کوئی بھی ناراض ہے حق بجان نہیں۔ بودھی حصتا کے پاس درست علماء ہی کا ہے اللہ تنظیم کا طریقہ اپنا ہے اور محنت و مشقت اپنی ہے اور تدبیر اپنی ہے اور یہ تینی ایزدی ہے۔ اگر علمائے کرام تنظیم کے اس طریقے سے ناخوش ہیں

جاتے ہیں اور خدا سے برکت کے طلب گار رہتے ہیں۔

تیسرا وجہ — ہمارے ہیاں کا داخلي نظم ضبط ہے، اطاعت ایسا پنے اصلی مقصد کا احساس اور اپنی فنر داریوں کا مشغور یہ چیزیں ہم میں ذہنی نظم و ضبط بیدار کرتی رہتی ہیں۔

جماعتِ اسلامی کا کوئی رکن یا متفق اس جماعت کے یا گھبراہٹ کا شکار ہیں ہوتا جو مخالفتوں کے طفان میں ایک عام انسانی مکاری ہے۔ جماعتِ اسلامی کے ارکان اور متفقین کم ہیں مگر اس کے مراہوں کی تعداد بہت ہے۔ ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جماعت کے ڈسپلین کے پابند نہیں ہوتے نہ انھیں اس ڈسپلین کا علم ہے ان کی خیر خواہی پھر بھی ہوتی ہے اس لئے خیر خواہی کے جذبے کے تحت اس طبقے میں بعض اوقات گھبراہٹ کے آثار نظر آتے ہیں جسے باہر کے لوگ جماعتِ اسلامی کا فعل قرار دیتے ہیں مگر ایسا ہے نہیں۔ جماعت کے باقاعدہ اراکن و متفقین تو اپنے چاند مال کو خدا کے ہاتھ پنجھ کے ہیں انھیں کس کا نام؟ بن اشور کی امداد چاہئے۔

سوال: میں نے پوچھا ہے اور تو اور خود علماء بھی آپ کی مخالفت کر رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟
جواب: علماء جماعتِ اسلامی کے مخالف ہیں۔ مولانا مودودی کے مخالف ہیں اور ان کی وجہ سے، جماعت کے بھی مخالف ہیں۔ ورنہ بالتوں میں غرق ہے۔

لیکن ایک بڑی بات علماء کے سلسلے میں پڑھے کہ جدید علوم یا فتنہ طبقہ کی عادتوں سے اور ان کے خیالات سے (لبے خبری کی وجہ سے)، اکثر علماء اتنے مرغوب اور خوب نزدہ ہیں کہ اپنے عظیم منصب کے پارے میں احسان مکتری میں مبتلا ہو گے ہیں۔ اور جب کوئی شخص احسان مکتری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کا غصہ اخود پہنچے ہی اور پر نکلا کرتا ہے۔ علماء مولانا مودودی سے علماء میں

رہا۔ انتخابات کے جلسے ہو رہے تھے۔ میں نے سوچا ان جلسوں کو مستتاً چاہیے۔ کوئی نسل لیگ پیلی ٹارنی ٹی، کتوشی نیک تیوری لیگ، جماعتِ اسلامی سب کے انتخابی جلسوں میں حاضری دی۔ ان جلسوں میں مجھے لمحے کا بڑا فرق نظر آیا۔ یوں سب جماعتوں کا اپنا اپنا انداز، اپنی روایات ہیں لیکن جماعتِ اسلامی کے جلسے کی تقریب دین میں تین چار باتیں خاص نظر آئیں۔

اول: لمحج کی انکساری، مقرر دین میں سے کسی نے بھی اپنی گراں قدر خدمات کا انتزکرہ نہیں کیا۔ ہر شخص کہتا تھا ہیں خدا نے اسلام کی خدمت کی کچھ توفیق عطا فرمائی ہے۔ ” ہم اللہ کی ہمراں سے یہ کچھ کہ سکے ” ” ہم ناچیز تھے مگر خدا نے ہم سے کام لیا ” ”غیرہ وغیرہ۔

دوم: آئندہ کے وعدے کم سے کم تھے۔ کسی نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ ہم ہر سر اقتدار آئنے پر سونے چاندی کے محل تعصیہ کر دیں گے۔ ان وعدوں کے سلسلہ میں بھی اپنی لمحج تھا۔ ہر مقرر نے صفتِ بھی کہا: ” خدا نے چاہا تو ہم کچھ خدمت کر سکتیں گے ” ” سوم: اپنی پے پایاں مقیمتیت اور ” واحد جماعت ” کا فخرہ کم سے کم لگایا گیا۔ صحیح ہے کہ بعض نئے مقرر دین نے مترقب کامیابوں کا ذکر، جماعت کی عادات کے خلاف مبالغہ سے کیا، مگر جو موافق کسی نے شکست و فتح کو معیار نہیں سنتا۔ یہی خدمات کا وعدہ کیا اور امامت دین کے عنزم کا اپنا کیا چہارم: دوسری جماعتوں کے خلاف کم سے کم فکتو ہوتی رہا۔ اس کے لگائے۔ ان کے پوچھاں پر منطقی انصراف ضرور ہوئے مگر تباہ سے کری ہوئی افکتو ہیں ہوتی۔ اس مدتکے بعض انتخابات تقریب دین میں بڑی کمی پیدا ہو جاتی تھی۔

ان جلسوں میں یہ دل میں مزید تاثیر ہے پیدا ہوا کہ جماعت کے ہر قریب کو اپنے مقصد کا احساس ہے، اور اسکے لئے اپنی پوری صلاحیتوں کو صرف کر رہا ہے۔

یہ ہے جماعتِ اسلامی کی دعوت کی خصوصیت اور اسکی تنظیم

کی کیفیت۔ اس کو دیکھ کر اطمینان ہوتا ہے کہ خالص دین کی خدمت کرنے والا ایک گروہ بھی اس ملک میں موجود ہے جو دینِ اسلام کے پیغمبر کو

تو یہ ان کی زیادتی ہے، انصاف کی بات یہ ہے کہ مودودی صاحب علار کے طبقہ کی نیک تاجی میں انصاف کر رہے ہیں لہذا ان کی طرف سے ہر تائید کے مستحق ہیں۔ تذکرہ خلافت سوال: تو ہم صحابہ اور خلیفہ دین کے بارے میں بھی یہ لیگ بہت کچھ کہ رہے ہیں۔ میں نے سوال کیا۔

جواب: اگر جماعتِ اسلامی کے اراکین بری ثابت ہو جائے کہ مودودی صنما کی تحریر دین میں صحابہ کی تو ہم یا لے ادی کاشایہ ملک بھی ہے تو ہم لیگ ایجھی اتنے لگے لہر سے نہیں کہ پھر بھی تو ہم کرنے والے کے پچھے ہم چلتے رہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ جو شخص اسلام کی ہر ہمارے اور اکا عاشق ہے وہ صحابہ رسول اللہ کی کسی ادا کے خلاف نہیں کچھ نہیں لکھ سکتا۔ ہم نے خود بھی وہ تحریریں پڑھی ہیں جن میں کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ہمیں کہیں کہیں تعالیٰ ہے یعنی بعض صحابہ کو بعض کے مقابلے میں افضل قرار دیا ہے۔ اور یہ تو خود رسول اللہ پر بھی خدماتِ اسلامی کی بنیاد پر۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں ختم کہیں یہ نہیں کہا کیا کہ صحابہ اپنیں ہجرت پر رکھتے ہوں، بعد کی امت میں بھی کوئی شخص ان سے افضل ہے۔ اسی طرح اور کہیں ہے تقابل تو محض درجہ بندی ہے بہتر سے بہتر خدمت خدماتِ اسلامی کی بنیاد پر۔ اسی طرح مودودی میں فتح میں ختم ہے کہیں کہیں کہا کیا کہ صحابہ اپنیں ہجرت پر رکھتے ہوں، حاشا و کلا ایسی کوئی بات کسی جگہ نہیں۔ بس اس تقابل میں کوہہا نہ بنا کر بے ویگنڈ اشتہر ہے اور اس بارے میں بھی مودودی صنما معلوم ہیں۔ اسی طرح تحریف دین کا الام بھی بالکل ہمل ہے، کیونکہ مودودی صنما کا مسلک ہر لذت بھی کا ہے۔ وہ جو کہہ رہے ہیں ائمہ اہل سنت کے طریقے کے مطابق کہہ رہے ہیں۔ معوری تاویل یا اخلاقی نظر نظر بکھر لگا کش شے ہے کیونکہ تاریخ فقہ اسلامی میں یہ ایک معمول ہے بات ہے۔ اس سے تحریف لازم نہیں آتی۔

میں کچھ روز ہوئے را دین پندتی میں دو تین دن مقسم ہیں

چند اعلیٰ درجہ کے قرآن پاک

اکثر قرآن کے ہدیوں میں اضافہ ہو گیا ہے

قرآن پاک سہ لسانی [عربی اردو اور انگریزی ہر جا اٹھاتے

ہے معیاری۔ ہدیہ مجلد تیس روپے ۳۰/-

قرآن پاک سہ لسانی [عربی، ہندی اور انگریزی ہر جا اٹھاتے

ہے عمدہ۔ ہدیہ مجلد پندرہ روپے ۱۵/-

قرآن پاک ترجمہ علیہ بدو ترجمہ [رشاد رفیع الدین رامولانا

یقانی ۲/۲، عکسی طباعت، کاغذ عمدہ۔ مجلد چودہ روپے ۰۷/-

قرآن پاک ترجمہ علیہ [ترجمہ مولانا تھانوی۔ جلی حرمت

یکسی طباعت، کاغذ کتابت ہترن ہدیہ ۰۵/-

قرآن پاک ترجمہ علیہ [ترجمہ مولانا تھانوی۔ نمبر ۱۸ سے کچھ

چھوڑے طبیعت کتابت و کاغذ عمدہ طباعت عکسی۔ ہدیہ بارہ روپے ۰۷/-

تحفہ او حکیم میں دینے والے قرآن پاک

قرآن پاک ترجمہ علیہ [ترجمہ مولانا تھانوی جلی حرمت عمدہ

کتابت، ہترن عکسی طباعت، کاغذ سفید حاشیہ پر تفسیر ازدرا

ہر گزین حاشیہ بچھدا خوبصورت۔ مجلد ۱۹ نیس روپے ۰۹/-

قرآن پاک ترجمہ علیہ [ترجمہ مولانا تھانوی حاشیہ پر

تفسیر، رنگین حاشیہ۔ کتابت، طباعت، کاغذ اور جلد رب

معیاری۔ اس کے حروف ۱۷۰ سے کچھ چھوٹے ہیں

ہدیہ سیسی۔ سول روپے ۰۷/-

قرآن پاک پلا ترجمہ علیہ [ہفت روشن حرمت

کتابت، طباعت، کاغذ رب معیاری۔ ہر سطر کے

بعد باریک لائن۔ ہدیہ صرف سی ۹/۵۰۔

ملکت صحیحہ جعلی دیوبند (یونی)

عظم الشان تفاسیر اردو مع عربی

تفسیر ابن حشیر مکمل اردو مع عربی

علامہ این کثیر کی معرکہ الاراء تفسیر جو آب ۲۳ قسط میں مکمل ہو گئی ہے۔ فی قسط دو روپے پچاس پیسے ۰۵/-

مکمل بلا جلد رعایتی ہدیہ سی ۵ روپے

مکمل جلد مع کور دپھار جلد سیسی ۸ روپے

تفسیر حلقہ اردو مع عربی

اپنی گوناگون خوبیوں کے باعث عالمی شهرت کی حاصل ہے۔ کمل در ۳ قسط۔ فی قسط ہدیہ ۰۲/-

مکمل سیدیٹ یعنی کی صورت میں رعایتی بلا جلد ۰۹/-

مکمل جلد در چار جلد مع کور سی ۶۶/-

تفسیر ابن القرآن اردو مع عربی

مولانا تھانوی کی مشہور مقبرہ تفسیر

مکمل در ۳ قسط فی قسط ۰۲/- مکمل سیدیٹ بلا جلد ۰۹/-

مکمل سیدیٹ جلد مع کور دیزن جلد ۰۳/-

تفہیم القرآن

قرآن پاک کی یہ عالمی تفسیر دور حاضر کے نظرکار اسمبلانی

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے عزیز بزرگ کے مطابع دو کاؤنٹی کا گرانجہ ماہال ہے

تفسیر القرآن کا مقصد یہ ہے کہ دور حاضر کا عالم تعلیم یافتہ انسان

قرآن کو سمجھ سکے۔ عقلی استدلال سے سائنسی اسلامیں بیان

زور دار ادبی زبان اور اہم ترین مسائل پر جیسا کہ بحث تفسیری اخلاقیات

کا نامدار جائزہ ہے۔ ہر بحث کے ساتھ تعاریف تمهیدہ تاریخی مباحث سے

متعلق جغرافیائی نقشے۔ ہر جلد کے ساتھ موضعی عاستر کا انتدھر، ارض القرآن سے متعلق عکسی تصاویر کتابت کا غرض معیاری،

جلد اول ہورہ فاتحہ تاسورہ اعلام مجدد ۱۳ جلد اعلام الرافی تابی اسرائیل ۰۱/-

جلد سوم الکھف تابی ۱۹ جلد جیام لہمان تابی الاخفاف ۰۱/-

(اطلاعات تحریر ہے کہ تفہیم کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں)

مُلَّا ابْنُ الْعَرَبِ مَكِّيٌّ

مسجد مسحیان تک دو

کا انتظام رکھتے ہیں۔ آرڈر ملنے پر تسبیح اور جانشناز بھی ہمیں کی جاسکے گی۔

”آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ مولانا یہاں تہجد پڑھنے نہیں آرہے ہیں۔“
”اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ وہ جس نوع کی خدمتا

چاہیں گے خاصام دی جائیں گی۔“
”فرضیتیہ وہ شراب طلب کریں؟“ میں نے ذمہ داری

انداز میں پوچھا۔
”شاہین ہوٹل سے بہتر مشروہ بات آپ کو پورے شہر میں نہ مل سکیں گے۔“ وہ بولا۔ ”ہم آرڈر تیغیں کرتے ہوئے گاہکوں کی دارالحیی یا الباس نہیں دیکھتے۔“ اس کا بھی اچھا ذمہ داری ہی تھا۔ ہونٹوں پر شریق قسم کا تبسم کھیل رہا تھا۔

”خدا آپ پیر حمیتیں نازل کرے۔ میرے بزرگوار غالباً شراب تو نہ تانگیں گے مگر طبقہ شواف کے لئے ان کے دل میں بڑی مانتا ہے۔ آپ ان کی مامننا کی پیاس بھانے

مغرب سے کچھ پہلے میں شاہین ہوٹل پہنچا۔ میرے شاید میرا منتظر ہی تھا۔

”آئیے جناب“ اس نے صریح تریکاً لمحے میں کہا۔ پھر ایک چابی میری طرف بڑھا۔ ”یجھے یہ مکرہ نمبر ۲۴۳ کی تسبیحی۔“

”کمال کے آدمی ہیں آپ“ میرے ٹھنڈے سے نکلا ”بھلائیکیں اور صاحب کو تسلیم کیا ہو گا؟“
”نہ یہ چھٹے بڑے اُلٹیس ہے جتن کرنے پڑے ہیں۔“ یہ کہہ کر اس نے ایک بڑا سار جسٹر ھوولہ۔
”آپ کا پورا نام میرے علم میں نہیں صرف ملائکی درج کر دیا ہے۔— شاید یہی نام تو خواجہ صاحب نے ارشاد کیا تھا۔“

”اسے کٹوادیجئے۔ مکرہ دراصل مجھے نہیں میرے ایک بزرگو اور کو درکار ہے ان کا نام ہے مولانا بصیرت علی۔“
”کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم ہر طرح کے لوگوں کی خدمت

"یقیناً جناب — حکم ہوتے تھے طاری مداروں آپ کے ہم پر؟"
 "ذر اسری چنے دیجئے — آج تھیں۔ آج تو نبہ ۲۳
 ہمارے ہندیجئے۔"
 "آپ کی رضی — آپ کی جگہ میں ہوتا تو ایسے
 لکھاں س کوہ گزرا تھے سے نہ جانے دیتا۔"
 "میری انھیں کمزور ہیں۔ تربیت کا جلدیہ برداشت
 نہیں کر سکتا۔"

"مولانا کی عمر کیا ہو گی؟" "اس نے پوچھا۔

"اس سے آپ کو کیا سروکار — طبقہ نسوان کی
 سامتا کا تعلق عمر سے نہیں دل سے ہوتا ہے۔ کسی شاعر
 نے کہا ہے:-

رگ گ میں برقی شوق و تمارداں رہے
 انساں جو اس ہے نہیں ہے دل جو اس ہے
 "دہ داہ۔ اتنا اچھا شعر سننے کے بعد بڑی بدود قی
 ہو گی اگر میں بھی آپ کی خدمت میں ایک شعر پیش نہ کروں۔
 گھر ہاتھوں میں جنہیں نہیں انکھوں میں تو ڈم ہے
 رہنے دو ابھی ساغر و میا مرے آگے"

"اس بھلاسے میں نہ رہیے گا" میں نہ تو کا" مولانا بصیرت
 علی آج بھی ایک ہزار یومیہ کے اوسمی سے ڈنار پیلے ہیں۔ دوسرے
 کا اصلی ہگی کھار کھا ہے۔"

"اچھا کیا آپ نے بتا دیا۔ پھر ہم ان کے معیار ہی کی چیزیں
 پیش کریں گے۔"

"معیار کے سلسلے میں ایک خاص بات ذہن نشین
 فرمائیں۔ انھیں ناکھر اخواتین چاہیں۔ سمجھتے ہیں تا
 ناکھر؟"

"ایم اے ہوں جناب۔ لیکن میرا خیال ہے کہ شاستہ
 لوگ ایسے موقعہ پر در شیوه کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔"
 "ٹھیک ہے ۲۳ میں بزرگوار۔ ۲۵ میں آپ اور زوج میں
 ماں بھی۔ آپ دیکھنے گا ماں بھی بھی ہی کی طرح دلکش ہے۔
 وہ میری طرف اس انداز سے دیکھ رہا تھا جیسے
 اپنے بیش بہانگتے کی داد چاہ رہا ہو۔"
 "کیا نمبر ۲۵ بھی خواجہ حسابت کے طفیل فری ہی ملیگا؟"

کا انتظام فرمائیں تو یہ ایک نیک کام ہو گا۔"
 "دل و جان سے جناب — شاہین ہوں اپنے
 معزز مہماں کی خواہش پر کوہ قاف کی پریاں تک
 ہیتا کرنے کا کام خبر انجام دے سکتا ہے۔"

"بہت اچھے — لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ہو طبلوں
 کے لئے طبقہ نسوان کا لائننس اب قانون جاری نہیں کرتا۔"

"اس کی فنکر نکھے" وہ مسکرا یا "قانون سے ہمارا
 شسرائی رشتہ ہے۔ آپ اور آپ کے مولانا دنوں ہی
 دیکھ لیں گے کہ ہمارے ہوٹل میں قیام کرنے والے شرفاء
 کی طرف قانون انہکا ٹھاکر بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

وہ بڑے خوشگوار مود میں تھا۔ میری بھی ٹھوپری
 میں غصے سے چلکر ہے تھے۔ دفعتیں نے پوچھا۔

"چار جز کی تفصیل بتائیے" میں اور میرے
 بزرگوار دنوں پر ولتاری طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"اڑے صاحب۔ آپ کے کچھ لینا دینا لکھوڑی ہے۔
 آپ کے خواجه صاحب ہم سے راضی رہیں یہی کم معاوضہ
 نہیں۔ خدا کی پناہ۔ ان کی خونناک نظریوں کی تاب کون
 لا سکتا ہے۔"

اسی دوران میں کافی بھی آگئی۔ میجر کارو یہ کسی بتکلف
 درست جیسا تھا۔ پیاسی میری طرف بڑھاتے ہوئے اس
 نے سلسہ سخن جاری رکھا۔ "اپنے بزرگوار کے ہمراہ
 کیا آپ نہیں ٹھیک ہے؟"

"کیسے ٹھیک رہ سکتا ہوں۔ خلوت میں جلوٹ میرے
 بزرگوار کو برداشت نہیں ہو گی۔"

"آپ کے لئے نمبر ۲۵ میک ہو سکتا ہے۔ ۲۳ میں
 ایک اسماڑ قسم کی ماں بھی ٹھیک ہوئی ہیں۔ ذرا

تصویر کیجئے ۲۳ میں بزرگوار۔ ۲۵ میں آپ اور زوج میں
 ماں بھی۔ آپ دیکھنے گا ماں بھی بھی ہی کی طرح دلکش ہے۔
 وہ میری طرف اس انداز سے دیکھ رہا تھا جیسے
 اپنے بیش بہانگتے کی داد چاہ رہا ہو۔"

"کیا نمبر ۲۵ بھی خواجہ حسابت کے طفیل فری ہی ملیگا؟"

کھانے پر تیسارہ تھی ہو۔ ”
”ہاں ہاں میں تو داشن ہوں۔ سمجھنی کیتا ہوں۔“
”بس خدا کے لئے۔ اب تو میں کہیں اپنا منصب کالا
کر جاؤں گا۔“

”بہت سفید ہے نامنہ۔ اربے بس رہنے دیا کرو۔
محض آٹو بناتے ہو۔ دل تو کہیں اور پڑا ہے گھر میں کیا دیدہ
تلے گا۔“

”خدا تھیں نہ ک تو فین دے۔ اتنا تو خیال
کر لیا کہ وہ کہیں تو کیتے ہے۔“

”میں کیا تھا رے۔ لگے سکوں کی دلیں میں برتری ہوں۔
کون ہو گا۔ محض عخش۔ کرامت حسن۔ تھا علی: ابھی بختوں
تھاری بہت ماری ہے۔ یہ مراد یہ چھوٹ۔“
آواز انہی جعلی بھی تھی کہ جھے اپنے کافلوں میں گمراہیں کی
کوڑا ہر ہٹ محسوس ہونے لگی تھی۔

”خداء سے ڈرو۔ میرے بارے میں تھیں غلط خبری
یہ نچائی جاتی ہیں۔“

”مرب جھوٹے ہیں اور تم سچے۔ خالہ تھیں بھی جھوٹ
ہوں گی۔ آپار فیض بھی جھوٹ ہوں گی۔“

”یا آتھی۔ میں تھیں سمجھا تو جکا ہوں کہ جو کچھ اخنوں نے
سمجا غلط سمجھا۔ میں تو شیخی صلاح کے پیش نظر ایک
ڈیپٹری آڑانا چاہ رہا تھا۔“

”مسالے اور جعلی تھی اور سے لکھا رہتا۔ جوان چیان
لڑنے والوں سے آنکھیں لڑاتے ہو۔ مری پیدا وظیفہ نہ ہے
بادن لگت ہو گیا۔ کس حرماز اور سے ایسا وظیفہ بتایا ہے
میرے سامنے لا اوس لفٹے کو دیکھتی ہوں کہاں کا صدر فی
تو فی اے۔“

”جھنم خریدار ہی ہوتم ایسی یا تیں کر کے۔“ مولانا
کی آواز میں اس نکے کی سی بنے بھی بھی جو روتنے روتنے
تھک گیا ہو۔ وظیفہ ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ سحر قدر بھی
تبریزی بھی نقشبندی بھی۔“

”شکر قدری اور نال بندی کے جھانسی کی اور کو۔“

مکہہ ہبک ہو جانے کا مرشد ہے۔ اتنا تو مارے خوشی کے چھوٹے
نہیں سلتے۔ ہے سکتا تھا فرط سرت میں بلڈ پریشیر کا
دوارہ پڑ جاتا۔ میکن اسی وقت خوف کی ایک لہر انکی انھوں
سے مکل کر رہے مبارک پر چھلی چلی گئی اور ذغعتاً انھوں نے
ہنٹوں پر رانگلی رکھتے ہوئے دبی آوازیں کہا:۔

”یہاں نہیں۔ چلو باہر چل کر۔“

ظاہر ہے انھیں ابلیس اپنے کا خوف تھا۔ اس نے الگ سن گئی
پالی کہ ہوٹل میں مکہہ لیا گیا ہے تو سمیو چاہی نگل جاتے گی۔

”بیگم میں خواجه چین علی ٹی طرف جا رہا ہوں بعد عشا
لُوٹوں گا۔“ انھوں نے نزدیکی خانے کی دلیلیز پتہ چکر بہ آواز
بلند نہ سریا۔ لہجے میں اجازت طلبی کی تھا جو احتصاص محسوس
ہو رہی تھی۔ اگر صرف طلاع دینی مقصود ہوئی تو جواب
کا انتظار کئے بغیر پاٹ آتے مکرمہ مہنوز دلیز ہی پہنچے
تھے۔ کئی شانیبے بعد اندر سے بہت شاندار جواب ملا:۔

”اور ذرا اسٹرک پرست سے کارکر کہتے۔ پس دن جھپا
اویاد آئے لگے چین علی فلانے علی ڈھکے علی۔“

”نیک بخت بگڑتی کیوں ہو۔ دو راتوں سے تو قدم
بھی باہر نہیں نکالا۔“

”بڑا تھا پر احسان کیا۔ جاؤ کوئی لگی ملکی انتظام
کر رہی ہو گی۔ میں تو بندوں کھیری بھٹے سے کیا پوچھتے ہو۔“

”بیکم خدا کے لئے“ مولانا درستے دے دے کے
دبی گھٹی آوازیں بوئے۔ ”بیٹھ کیں آدمی ہیں۔ کچھ تو
لحاظ کا کرو۔“

”اے ہے تو میں کوئی سچائی دیدی ہے۔ لحاظ کیا
کرو۔“ الفاظ بڑی تلنگی سے دہراتے گئے۔ خدا جو تھیں جلی
کیا ٹھاکے لحاظ کر کر تھی تو یہ دن آگئے۔ اب میں اپنے
کان اور آنکھیں دونوں پھوڑ لوں گی۔ کرتے پھرنا جو چاہے۔
مولانا دلیز سے دو قدم آجھے ٹھہر گئے۔ اب وہ ہیری
نظروں کے سامنے نہیں تھے مگر ان کی آواز کافلوں سے او جھل
نہیں ہوتی تھی۔

”میری زندگی تاخ کر دی ہے تم نے۔ جب کیھی بچاڑ

”آواز تو شاندار تھی۔“ میں نے ڈرتے درتے کہا۔
”جنہم بیس گئی آواز۔ اس آواز ہی نے تو اپنا
بڑا غرق کیا تھا۔“

”کیا مطلب؟“
”اب مطلب وطلب کیا خاک بتائیں۔ پٹھانوں کے
خاندان سے ہے۔ آواز ہی سنکر ہمارا دماغ خراب ہوا
تھا۔“

”تو ماشال اللہؐ میرج ہے۔“
”کیا ماشال اللہؐ ہر وقت شعلہ جوالہ بنی رہنمی ہے
رقابت کا جذبہ تو اس بلا کام ہے کہ نعوز بالذر من شر و افزا۔“
”الحمد للہ رب رقبت عشق کی دلیل ہے۔ جو عورت
شادی کے دس بارہ سال بعد بھی شوہر سے غش کرے اس
کی تو پوچھا کرنی چاہئے۔“
”ول نہ جلوار۔ قسم ہے پاک پروردگار کی عاجز
آگئے ہیں۔“

”شاید اس لئے کہ آپ کا وارث پیدا کرنے میں اے
کامیابی نہیں ہوئی۔“

”نہ خیر اولاد کی تو نہیں، ایسی تمنا نہیں۔ خالم ہمار
تیچھے جاسوس چھوڑے رکھتی ہے۔“
”ویری نانس۔ ایسی عورتیں اس طرا مادرن کہلاتی
ہیں۔ جھنگ نالائق نے تو اپنی بیوی کو بارہا بھجا یا کہ میرے
تیچھے جاسوس چھوڑا کر دیگر اس نے کبھی تصحیح نہیں کی۔“
”زخموں پر نکارت چھوڑ کو۔ تھماری بیوی
لاکھوں میں ایک ہے۔“

”ہائیں۔ آپ کو کیا معلوم“ میں اچھل پڑا۔
”ساحرہ باز تھماری بیوی کی سہیلی ہے۔ وہ ہمار
بھائی کی ماہوں زاد بہن ہوتی ہے۔“

”تو کیا اس نے آپ سے میری بیوی کا جغرافیہ بیان
کیا تھا۔“

”بس آلفانا۔ ایک دن وہ اپنی مومنی سے
ذکر کر رہی تھی۔“

دینا۔ میرے بھلی ماہوں اور نانے سب ہولوی ملا تھے۔
انھوں نے تو ایسا غارت گیا اور طفہ کمی کسی کو نہیں بتایا کہ
اولاد براہ راست کیوں سے آنکھیں لڑاتے پھر و۔“

”مولوی ملا وظیفہ کب جانتے ہیں۔ بھاگوان
یہ تو طریقت و تصوف کا فن ہے۔ اس میں بڑا ریاض
کرنا پڑتا ہے۔“

”میں تو پاکل ہوں ناجوادل جلوں با توں ہیں جاؤں
گی۔ جاؤ جاؤ میرے دماغ نہ چالو۔ جہاں جانا ہے شوق سے
جاؤ۔ مگر یہ نہ سمجھنا کہ آدمی آدمی رات کو لوٹو گے تو
در وازہ کھولو دیں گی۔“

”اللہ کی بندی۔ عشا پڑھتے ہی لوٹوں گا کب
آخر آدمی رات کو لوٹا ہیں۔“

”عشاؤ محلے کی مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہو۔“
”عرض کیا نا کہ خواجہ مجن علی کا بلا و آیا ہے۔ غالباً
وہ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔“

”پھر تم کی انگلی پتھر کر انھیں پہنچاوے۔“
”بھی کچھ راتے مشورہ کرنا چاہتے ہوں گے۔“
”ہاں ہاں راتے مشورہ کھی رات ہی کو ہو گا۔“

”سورج فرمیدوں جلا تو اب کبھی نکلنا ہی نہیں۔“
”خدا انھیں نیک توفیق دے۔۔۔۔۔“

”بھے تو ہبھیری نیک توفیق دے رکھی ہے۔ تم
اپنی خبرو۔ آئے ہڑے دعا یں دینے والے۔“

”ایسا معلوم ہوا جیسے آوار فتر فتہ دور ہوئی چلی
گئی ہو۔ چند شانستے بعد مولانا نظر آتے۔ منہل لکھا ہوا۔“

”ما تھے پتھکیں۔ چال میں لاط مکھڑا ہبھ۔ قریب آکر
مردہ سی آوازیں بو لے:-

”اوچلے۔“

”پھر تربی پارک کی طرف جاتے ہوئے انھوں زندھی
ہوتی آوازیں کہا:-“

”زندگی جنم بن کر رہ گئی ہے۔ یہ عورت خدا
کو پناہ۔“

”آپ خواہ خواہ گھبرا رہے ہیں۔ یہ تو ہمیں صرف ماحول کی لگنی بیان کی۔ طبقہ نسوان کی کوئی قسم ایسی نہیں جو شاہین ہو ٹل میں ہوتی نہ ہو سکتی ہے۔ آپ یہ بتائیے۔“ رقم کتنی خرچ کر سکتیں ہے۔“

”پھر اس تو تھیں دے ہی دیتے تھے۔ سودا پڑھ سو اور دیدیں تھے۔“

”کام نہیں چلے گا۔ تیر کا نوٹ تو آپ جانتے ہی ہیں اب صرف پانچ روپے کے برابر ہے گیا ہے۔ کیا کوئی ناکھنِ اخض پانچ روپے میں آپ کا وظیفہ برداشت کر سکتے گی۔“

”میاں تو گیا خزانہ چاہیے۔ لا جوں ولا قوۃ۔ ہم دو سو سے زیادہ کا انتظام نہیں کر سکتے۔“

”خیر۔ اللہ پاک شاید اسی میں خیر و برکت دیدے۔ یہ تو بتائیے جن صوفی صاحب نے آپ کو وظیفہ تفویض کیا تھا ان کا اسم شریف خواجہ درویش تو نہیں؟“

”تمھیں کیسے معلوم“ وہ چونکے۔
”گویا آپ تسلیم کر رہے ہیں۔“

”ہاں ہاں۔ جھوٹ کی سیں کیا پڑی ہے۔ کیا تم خواجہ درویش علی کو جانتے ہو۔“

”اچھی طرح۔ ہم آپس میں تصوف کے لئے سے ہم زلف ہیں۔“

”ہر بت مکار ہو۔ اندر سے مودودی باہر ہر فرم ہو لے۔“
”میرا فنِ ابھی آئنے دیکھا ہی کہاں ہے۔ اب نشانہ اللہ دیکھئے گا۔ آپ کا کمرہ نور علی نور کے نام سے شہرت پا جائے گا۔“

مولانا کے چہرے پر رونقِ اگتی مگر فوراً ہی سایہ بھی ہرا یا۔
”میں اس سے کیا سوچ رہا ہوں۔“ یا کیا بتائیں تیکم کی وجہ سے ہم رات کہیں نہیں گزار سکتے۔ اب نہ ختم خواجگان کا بہانہ کام آسکتا ہے۔ متین ہتھا باریں کا حوالہ۔ اس کے کان حرثاً و سور توں نے ایسے بھردیتے ہیں کہ جو میں گھنٹے چکنچی رہتی ہے۔“

”اور ایک ہی بار کے ذکر میں آپنے لاھوں میں ایک کافی صارہ کردا ہا!“

”ارے بھائی ہمیں اکھیں چھپتا ہے۔ ٹھے خوش قسمت ہوتا ہے۔“

”کاش آپنے اس ہیرے کی صورت بھی دیکھی ہوتی کالانگ۔ چیٹی ناگ۔ دہانہ دونوں کا نوں تک پھیلا ہوا۔“

”انکھیں گول بالکل جوئی کے برابر۔“

”کیوں نعمتِ الہی کی تھیں کرتے ہو۔ ہم نے فوٹو دیکھلے ہے۔ ماشاء اللہ ثم ماشاء اللہ۔“

”پھر تو مارے گئے۔ آپنے کہاں دیکھ لیا فوٹو۔“

” بتایا تو کہ ساحرہ بالو ہمارے بھائیجے کی ماموں زاد بہن ہے۔ اسی کے پاس تھی ایک تصویر جس میں اس کا اپنا بھی فوٹو تھا۔“

”آپسے بڑھ کر اسماڑٹ ہو لوی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ میں نے اگر آپ کی زوجہ کا فوٹو دیکھا ہوتا تو اس کا تذکرہ آپسے مخدود ہے۔ فرشتے بھی نہ کر سکتے۔“

”مودودیت مر جھوار۔ ارے لا جوں ولا قوۃ وہ مکرے کی بات تو بتاؤ۔ کیا ما جسر رہا۔“

”ما جرا۔ بس یہی کہ جھنگ کا جھنگ ہر اہو گیا۔“

”واللہ۔ مکرہ بخیر و عافیت مل گیا؟“

”نکیوں ملتا۔ مکرہ کسی خاتون کا نام تو نہیں کہ اس کے حصول میں عافیت کو خطرہ درپیش ہوتا۔“

”پھر بھی کیسا ملا؟“ ان کی آواز فرط شوق سے کامپ سی رہی تھی۔

”آپ اعصاب پر قابو رکھیں۔ بہت چھانٹ کیا ہے۔ برابر کے مکرے میں ایک شاندار قسم کی مانیٹی فروش ہیں۔“

”ہمیں اس سے کیا سو و کار۔“

”آپ کو وظیفہ کی آزمائش کرنی ہے نا۔؟“

”خدا تھیں عقل دے۔ ماں کی موجودگی میں بیس کام کی۔ یعنی استغفار اللہ مطلب سمجھا کرو۔“

”ایک مدرسے کا سالانہ جلسہ ہے۔ پندرہ دن ہوتے ہیں“
ہم نے وعدہ کر لیا تھا۔ وہاں کے ہر قسم زوجہ کے شاید
حالہزاد بھائی لگتے ہیں۔“

”البیان ہو محترمہ ساتھ چلنے کی ضرورت کیں۔“

”نہیں کمرے گی۔ پرسوں گور کھپور سے اس کے
ماموں آرہے ہیں۔ ان کی آمد نہ ہوتی تب بے شک اماں
تھیں۔“

”بس تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ شاہین میں کم سے
کم دو چار دن آپ بہ فرا غست قیام فرا سکیں گے۔“

”اشاہ اللہ۔ زوجہ کی بد مزاجی ہمیں تبلیغی سرگرمیوں
سے تو باز نہیں رکھ سکتی۔ ہو سکتا ہے ہم دوسرا خرائی کی
اصلاح کر سکیں تو خدا تعالیٰ ان کے طفیل ہماری زوجہ کے
دل میں بھی نیکی ڈال دے۔“

”ضرور ڈالے گا۔ اعمال صاحب بے کار نہیں
جاتے۔“

”اچھا ایسا کرنا کل دبکھ اٹیش بیر مل جانا۔ ہم
سامان سمجھتے ہیں سے ہو ٹول چلنے چلیں گے۔“

”اس طوں عمل کی کیا ضرورت ہے۔ جہاں گیر روڑ
ہی سے آپ تاگہ ہو ٹول کی طرف ہڑوا دیکھئے گا۔“

”نہیں بھتی۔ ہو سکتا ہے وہ بھاگوں کل بھی
کوئی جا سوں تیکھے لگادے۔“

”آئی سی۔ پھر تو اٹیش سے بھی واپسی خطرے
سے خالی نہیں۔“

”ٹھیک کہتے ہو۔ تو کیا کرنا چاہیے۔“

”میرے خالی میں اگلے اٹیش کا ٹکٹھی کر
کارٹی میں چل ہی دیجئے۔ جا سوں اپنی آنکھوں سے دیکھہ
لے گا کہ آپ رخصت ہوئے تو خطرے کا بادل مکمل طور پر
چھٹ جائے گا۔“

”جو عزیزم۔ بعض دفعتم اڑھو کے بھی استاد
نظر آنے لگتے ہو۔ اگلے اٹیش سے ہم ٹکسی کر کے ہو ٹول ہنج
جائیں گے۔ تم تو ہیں ملوگ نا؟“

”آپ ان سے اتنا ڈرتے کیوں ہیں۔“

”خدا جانے۔ ہم تی خود بھی اکثر بھی سوچتے ہیں
کہ اتنا درکیوں۔ عورت ہی تو ہے۔ ایضھی ہے تا بیٹھ۔“

”پھر؟“

”اعمال میتوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس کی آواز
جرأت و تہمت پر سچھوڑ ابن کر بیڑتی ہے۔“

”غیر۔ دن ہیں تو قیدی نہ بنے رہتے ہوں گے
کوہ قاف کی پریاں تک اس کی مٹھیوں ہیں ہیں۔“

پارک اس وقت میں بیش سنسان ہی تھا۔ ٹیوب
لائٹ کی دودھیا روشی میں ہولانا کے ہمراہ کا اتنا ہڑھا
بالکل صاف پڑھا جا رہا تھا۔ بھی وہاں نیکوں جیسی عصوں تیت
نظر آتی۔ بھی خوف جھلک دھکتا۔ بھی شوق سرداں کی
چاندنی بھرتی۔ میں نیصدیہ نرکر سکا کہ ٹبرے اجتنی وہ ہیں کہیں
شاپیم دنوں ہی ایک دوسرے کا جواب تھے مگر میری
حیات میں خفاخت شامل تھی اور ان کی حیات کی حصوں
بچ کی زبان سے نکلی ہوئی تھی کا کوئی کی طرح یا کوئی من تھی۔

”اچھا بہم چلتے ہیں۔“ وہ دفعتاً سی ہوئی ہوئی سی
آواز میں بوئے۔“ وہ اللہ کی بندی اوٹ رہی ہو گی۔“

”پھر کل کس وقت مل رہے ہیں۔ اللہ کی بندی
نے کل بھی آسکے بیل ڈالے رکھی تیکھ کیا ہو گا؟“

”ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم کل دو ٹیکشن آباد سے صفر
کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ زوجہ تو بھی علم ہے۔“

”تب تو بکار ہی کر دیا۔“

”میاں گودا تھی ہے کچھ دماغ میں۔ گلشن آباد کو
سخراجا جائے گا۔“

انھوں نے داد طلب سکر اہمٹ سے میری طرف
دیکھا۔

”گذ آئیڈیا۔ یہ ہوئی سنار کی ٹکٹھ کھٹ
لوہار کی ایک۔ آپ کی زوجہ بھی بھتی رہیں گی کہ سرکار
گلشن آباد کے ہیں۔ وہاں بھلا کوں ہے۔“

عالیم الغیب توہین نہیں کہ انھیں اصل معاملے کا پستہ جل جائے۔“

”اصل معاملے کا تو خود مجھے بھی پتا نہیں۔ وظیفہ آپ کو آذنا تھے۔ میں کیا چیز آزماؤں گا۔“

”ہم انھیں بھی وہ نظیفہ بتا دیں گے۔ کیا شکل ہے۔“

”میں ناکنخرا طریقوں سے بے حد ڈتا ہوں۔“

”نرس سکم کو فی شادی شدہ مجھی جسے تم نے صوفی نشیمن کے لئے شیشے بن اٹارا تھا۔“

”بے شک شادی شدہ نہیں تھی مگر ناکنخرا بھی نہیں تھی۔“

”کیا جہالت ہے۔ جو شادی شدہ نہیں ہو گی تو ناکنخدا کے سو اکیا ہو گی۔“

”کل شاہین ہوں گیں آپ ہی نے فرمایا تھا کہ دشیروں اور ناکنخدا میں لطیف فرق ہے۔“

”پھر۔ اس وقت دشیزوں کا ذکر کہاں ہو رہا۔“

”تو کیا دشیزوں سے کہتے ہیں جس کے ماتھے پر سینگ الگ آیا ہوا۔“

”دوشیزوں اور ناکنخدا میں وہی فرق ہے جو مودودی اور مگر احمدی میں ہے۔ ہر مودودیہ مگر احمدی ضرور ہر چاہیگیر مگر احمدی کا مودودیہ ہونا ضروری نہیں۔“

ان کے ہزاروں پر خرا میز شتم نظر آیا۔ جیسے فلسفے کا کوئی استاد ایک گھر انکنٹر بیان کرنے کے بعد ملباتھ سے بزرگان خاموشی کہہ رہا ہو کہ نالائقوں کیا تھجھو گان بارکوں کو۔

”میرا خیال ہے مودودیت ہم دونوں کا پڑا غرض کر دے گی۔ آپ مودودی کا خیال دماں سے نکال دیں رہ کوئی لڑکی پاس بھی نہیں پہنچے گی۔“

”کیا ضھول یا تین کرتے ہو۔ مودودی کے تو فرشتے بھی ہماری راہ میں حائل نہیں ہو سکتے۔ ہم تو مگر ایک تم بھی سے ہی لو۔ تھاری موجودگی کے بغیر ہمیں دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔“

”ابھی چل کر جماعت اسلامی دہلی کو فون کرتا ہوں۔“

”سو فی صدی۔ مگر احتیاطاً کمرے کی جانی آپ رکھیں۔“ میں نے چابی جیب سے نکا کر رکھیں پکڑا تھی ”کسی قبی جب سے میں وقت پر دہلی موجوں نہ بھی ہوا تو اطمینان سے کمرہ نمبر ۲۲ آباد کر لیجھے گا۔ میں اُنگے لیجھے پیچ ہی جاؤں گا۔“

”دیکھو پہنچا ضرور“ انھیوں نے چابی جیب میں لکھتے ہوئے کہا ”کسی بہتر نکل میں قیام کرنے کا ہمیں پہلا موقعہ ہے تھارے بغیر گھاڑی نہ جل سکے گی۔“

”خادم تو تنہ من دھن سے آپ کے ساتھ ہے ہندو والا حکم ہو تو مزید ایک کرہ لے لیا جائے۔ نہ ۵۰ رخاں ہے“ ”صرفر زیادہ آجائے گا۔ اگر تم کچھ بار اٹھا سکو تو۔“

”میرے مالی حالات آج کل بڑے ناگفہ ہو رہے ہیں۔“

”جھوٹ بولتے ہو۔ تمھیں روپی کی کیا کمی۔ ہماری معلومات کے مطابق تم مودودی فضٹ سے ہر وقت جتنی رقم چاہئے لے سکتے ہو۔“

”کس نے کہدا ہا آپ۔ جماعت والے تو میری صورت تک کے روادر تھیں۔“

”اے بیں چکر ہو۔ صوفی بدر الدجی قسم کھا کر بتارہ ہے تھے کہ خواجہ کرامت نے اپنی انکھیوں سے تمھیں مودودی کامنی آرڈر دھوکا کرتے دیکھا ہے۔ شاید پانسو کا تھا۔“

”خواب کی بات ہو گی۔ پانوروے اکٹھیں کچے ہوتے تو کیس اب تک دشادیاں اور کرچکا ہوتا۔“

”ہم اتنے احتیج نہیں ہیں کہ سچ اور تھوڑت کی تیزی نہ کر سکیں۔ مودودی تو خیر لا ہو رہیں پڑے ہے۔ تم دلی کی جماعت اسلامی سے بھی ضرورت کے وقت جتنا چاہئے لے سکتے ہو۔“

”ضرورت ہی کے وقت تو۔ آپ تباہی میں موجودہ حالات میں کیا ضرورت اس کے ساتھ رکھوں گا۔“ ”تبليغ کی ضرورت کہہ دیا۔ جماعت اسلامی والے

ہوئی بات یاد آگئی ہو۔ یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ کل
جسے بیہاں سے چلا جانا ہے۔ لا ہول ولا قوہ۔ تھنوں کی ایک
عدالت میں پیر کے دن میرا ایک مقدمہ ہے۔ کل روانہ
ہو کر اتوار میں پہنچ جاؤں گا۔ وکیل سے بھی رائے شورہ
کرنے ہے۔

”تھماری تو الیتی ہی۔ مقدمہ و قدمہ تم کچھ نہیں جانتے
تم ہرگز نہیں جاسکتے۔“

”مار جاؤں گا۔ عدم پیر دی میں مقدمہ خارج
ہو گیا تو ہزاروں کی زمین را تھے سے نکل جائے گی۔“
”خدا کے لئے دم نہ نکالو۔ زندگی ابھر کرنے کیلئے
گھروالی ہی کیا کام ہے کہ تم بھی خون خشک کرنے لگے۔
کمرے کی اسکیم تو تمھی نے پیش کی تھی۔“

”میں کب کہتا ہوں کہ نہیں کی تھی۔ مکرہ مبارک۔
وطفیہ مبارک۔ میرے کرنے کا اب کیا کام باقی رہ گیا ہے۔“
”پاڑ..... انہوں نے بڑی بے بسی سے میری
دیکھا۔ آنکھوں میں جھلکا ہٹ اور احتجاج کی لہری تھیں۔
”عین وقت پر دغادر یعنی کی مت سوچ۔ کمرے اور قبر
میں کیا فسرق ہو گا اگر اسکے مراحل کے لئے تم نے زمین
ہموار نہ کی۔“

”مرحلہ تیس ایک ہی ہے نا۔ آپ کسی ناکھدا
کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وطفیہ آزمانا چاہتے ہیں۔
الشارع اللہ بنجراں کا انتظام کر دے گا۔“
”تو تم نے بھر کو بھی بتا دیا۔“ وہ غرائبے۔ مگر
اس غرائب میں اس بلدگ کی سی بے بسی جس کی زنجیر
جھکٹے سے بندھی ہو۔

”اصل بات نہیں بتائی۔ بس اتنا بتا دیا ہے کہ ہمارے
بزرگوں کو طبقہ نہاد کی اصلاح کا بہت شوق ہے۔“
”غارست ہو جاؤ تم۔ ملعون دہ کیا سوچتا ہو۔“
”کیا سوچے گا۔ اسے تخدمات کا بھر پور صلہ
چاہئے۔ آپ اس کا فکر نہ کریں۔“

”نہیں نہیں۔ تم نہیں جاسکتے۔ ہمارے سر کی قسم
اوہ۔“ میں نے اس انداز میں کہا جیسے کوئی بھولی

اگر اس نے ہماری ضرورت شدیدہ کا احساس کر لیا تو
ممکن ہے تاریکچھ روپیہ آجلے۔“

”یہاں بھی تجہیعت کا دفتر ہے۔ کیا انہیں ان کا جو دفتر
چلاتے ہیں فرز علی؟“

”عفاضتی۔ میں اس نام ہی سے واقعہ ہوں۔ پریسی
جو ٹھیکر۔“

”وہ تو تم سے اچھی طرح واقعہ ہوں گے۔ کوئی بھی بہانہ
کیسے سود و سوتھیا سکتے ہو۔“

”آپ نہیں جانتے۔ یہ لوگ طبقہ نہاد کی اصلاح
میں قیدیں نہیں رکھتے۔“

”جانتے تو ہم سب کچھ ہیں۔ یہ لوگ سوائے کتابیں
بیچنے کے ہیں میں بھی قیدیں نہیں رکھتے۔ بس اویسا کو کہا گیں
دلواحدہ اور رسولؐ سے بحث کروں گے۔“

”تب ایسے خشکوں سے کیا امید کی جاسکتی ہے۔
چھوڑ دیتے۔ میں اکثر اوقات آپ ہی کے کمرے پر حاضر رہا
کہوں گا۔“

”ہر تا نو بہت اچھا اگر دوسرا کمرہ بھی رہے ہی لیتے۔
چلو اس کا آدھا خرچہ تم دیدیں گے۔“

”آدھے سے کیا ہو گا۔ میں تو واقعی بالکل فلاش
ہو رہا ہوں۔“

خوبیت کہیں کے۔ چلو پورا ہی دیاریں گے۔ تم جیسا مردود
ضلع بھریں نہیں لے گا۔“

”حوالہ افزائی ہے آپ کی بعض کرم فرماتو اس سے
بھی زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ملابین القوی
قسم کا مردود ہے۔“

”بے چائی تیرا ہی آسرا۔ یہ کوشی فخر کی باشی
جودا نہ مکال رہے ہو۔“

”آپ کہیں تو چلو بھر پانی میں ڈوب رہو۔“
”اس مفتے ہیں۔ ہو ٹل کا قیام تھا اسے بغیر بے معنی
ہو جائے گا۔“

”اوہ۔“ میں نے اس انداز میں کہا جیسے کوئی بھولی

ترجانان الشفیة

اردو میں منتخب احادیث کے ترجیح و تشریح
کا سب سے بڑا ذخیرہ

ہر ضروری موضوع پر انتخاب کی ہوئی احادیث کی
سیزئن شرع، ترجیح اور تغییر کے لئے مولانا نیدر عالمؒ کی
یہ کم اور مسبوق طالیف اپنا جواب نہیں رکھتی۔ مرحوم نے
نہ صحت ترجیح و تفہیم کا حق ادا کیا ہے بلکہ متعلقہ مباحث
و مطالب، خصوصاً حقائق، انکار حدیث کے سلسلے میں بردا
ہیجا نہیں تحقیق اور رد پیش کیا ہے۔ زبانِ ملکیں نام
نہیں۔ انشا مجھی ہوئی۔ اسلوب اثر انتخیز ترتیب موفر ہو۔
اس قیمتی تایف کی چار جلدیں آپ کے مطالعے کا پڑیں
معنف اور آپ کی لا بُریری کا بیش بہا تحفہ ہیں۔ جحدک لذتگی
موریں لے لیں جلدی بجھتا ہے۔ جلد اول غیر محلہ۔۔۔ ۱۲/-

جلد دوم غیر محلہ۔۔۔ دس روپیے ۱۰/-
جلد سوم غیر محلہ۔۔۔ یارہ روپیے ۱۷/-
جلد چارم غیر محلہ۔۔۔ چودہ روپیے ۱۷/-
لکھنؤ بچلی، دیوبند (دیوبندی)

تم جاؤ تو ہمارا جنازہ ہی دیکھو۔

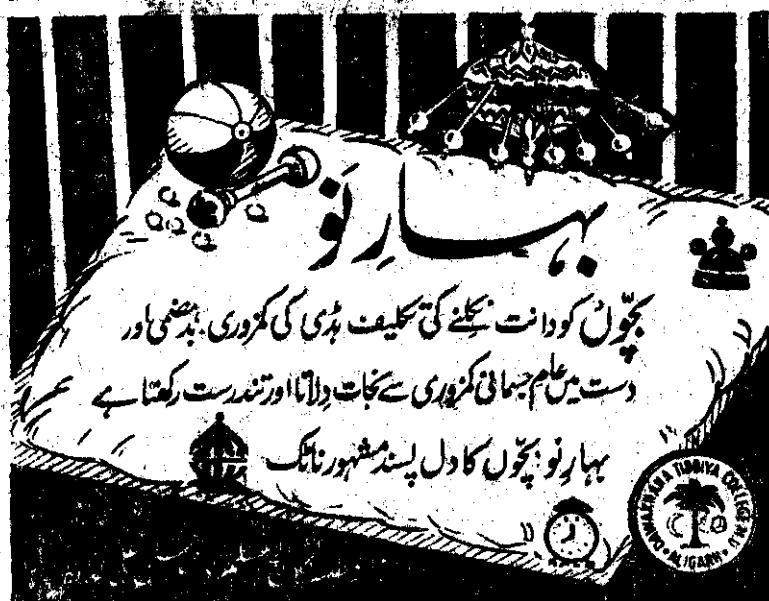
”پائے اللہ آپ تو تمیں دے رہے ہیں“ میں نے
بھی انہی کے لمحے میں کہا ”جلیٰ نہیں جاؤں ٹکڑا۔“ میں کو
تار دیدروں کا کہ تائیخ بدلوائے۔“

”جزراں اللہ۔ شباش۔ شم مودودی نہ ہوتے
تو بالقدر العظیم اچھے دوست ثابت ہوتے۔ خیر مودودیت
دودودیت تو بعد میں دیکھ لیں گے فی الحال ہمارا دل
اپنی طرف سے صاف جھو۔“

”آپ کی صفائی قلب کا میں سہنسہ سے قائل ہوں
چلتے عشاء کی اذان ہو چکی ہے۔ مل دو ہر نکل اپنے چتر
نادر ارض نہ ہونے پائیں دروز عین ممکن ہے کہ پیروں میں
بیکار ہی ڈال دیں۔“

”ہاں میاں اس عورت کا کوئی بھروسہ نہیں۔
پہلے ہے پہلے۔ بس تو ہم چلے۔ مل کا پروگرام اشتار اللہ
پختہ۔“

وہ تیر تیر قدم اٹھلتے پار کے نکل گئے اور میں
بھی چند منٹ بعد اکٹھا باسطھ کرتا اپنی راہ ہو لیا۔
(جاری)



بچوں کو دانت نکلنے کی تحریک بڑی کی کمزوری۔ بدھنی اور
دست میں علم جسمانی کمزوری سے بچات دلانا اور تندرست رکھنا ہے۔

بہار نو بچوں کا دل پسند مشہور ناٹک

مطبوعات دارالحق مصنفوں اعظم کاظم		غیر مخدود	برکاتیہ بشیلی	انتسابات شبلی	تذكرة الحدیثین علیہ محمد	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
ہندوستان کی بزم رفتہ کی بخوبی	پیغمبر کے نیاں	۸۷/-	۹۵/-	۹۵/-	۸۶/-	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
۷/۵۰	تذكرة الحدیثین علیہ محمد	۷/۲۵	۱/۵۰	۱/۵۰	۷/۲۵	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
۶/۰	اوکار عصریہ	۶/۰	۶/۰	۶/۰	۶/۰	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
۳/۵۰	خطبات مداراس علیہ محمد	۳/۵۰	۴/-	۴/-	۴/-	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
۸/۵۰	متغالت سید سلیمان ندوی کی درود جلد	۸/۵۰	۱/-	۱/-	۱/-	سیرت النبی مکمل دردھنجلہ غیر مخلد
۲/۲۵	برکات اور اس کا فلسفہ	۲/۲۵	۶/۰	۶/۰	۱۰/-	اسلام کا فوجی نظم ام
۳/-	طبقات الامم	۳/-	۱۲/-	۱۲/-	۱۳/-	ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تدبی خلوے
۴/-	اقلات امم	۴/-	۳/-	۳/-	۴/-	ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تدبی کارنائے
۷/-	ایام رازی	۷/-	۷/-	۷/-	۷/-	دین رحمت رسمی کتاب
۸/-	اقبال کمال	۸/-	۰/-	۰/-	۰/-	ہندوستان امیر خیرزاد کی نظریہں
۱۰/-	اضم القرآن مکمل درود جلد	۱۰/-	۲/۲۵	۲/۲۵	۲/۲۵	عہد مغلیہ سلطان اور ہندو مورخین کی نظریہں
۱۵/-	محمد علی کی درود جلد	۱۵/-	۷/-	۷/-	۱/-	ہندوستان کے مسلمان اور ہندو مورخین کی نظریہں
۱۷/-	یادوں کی جہاز رانی	۱۷/-	۱۱/-	۱۱/-	۱۱/-	ہندوستان کے سلاطین علماء اور شاعر کے تعلق اس پر ایک نظر
۲۰/-	یادوں کی دنیا	۲۰/-	۱۱/-	۱۱/-	۱۱/-	الغزالی - ملکہت سائنس پر
۲۰/-	ارمنان سلیمان دیر سلیمان ندوی کا فتح	۲۰/-	۳/-	۳/-	۵/-	تاریخ سندھ
۲۰/-	دروس الادب (اول)	۲۰/-	۱/-	۱/-	۱/-	ہندوستان ہر دوں کی نظریہں مکمل دردھنصلہ
۲۰/-	دروس الادب (دوم)	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	الفاروق ملکہت سائنس پر
۲۰/-	تاریخ	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	مقالات شبلی عالتاں کے حصہ
۲۰/-	چراحت کا فلسفہ	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	تاریخ انگلیس
۲۰/-	معاشرت کا سلیمان نبیر غریبو	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	تاریخ دولت عثمانیہ مکمل دردھنصلہ
۲۰/-	بشریت انبیاء	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	باقی و مشیت (علم فلسفہ پر)
۲۰/-	تکاہیں محدث کوئی بھل تو دضا کوئی	۲۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	فہم انسانی (درستہ)
۰/-	سازگاری (تجھی کا نصف) صرف	۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	مکالمات برکاتیہ (درستہ)
۰/-	پشتہ ۳۰ پیسے کوڑ پشتہ ۵۰ پیسے	۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	تاریخ صدقیہ دوم
۰/-	مکمل ریگزین ۵۰ پیسے	۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	اسلامی عالم فروزن ہندوستان میں
۰/-	اد قریباً تجھی ساز، صرف پشتہ ۵۰ پیسے	۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	شعر العجم مکمل عالتاں
۰/-	کوڑ پشتہ ۹۰ پیسے، مکمل ریگزین ۱۵۰	۰/-	۰/-	۰/-	۰/-	شعر المہند دردھنصلہ مکمل

الائتمانات المفيدة مولانا اشترن عمل کے خامنہ زر
مکتبہ ایجاد کی تحریر میں بھگار سے بعض ایسے شہادت اور اتفاق

کے جوابات جنکے درکی پیداوار ہیں قیمت ۵/-
مہندوستان میں عروں کی حکومتیں نایاب کے مشوراء کے
مبارکبودی نے اس کتاب میں بڑی تحقیق کے ساتھ چیزیں
 واضح کی ہیں کہ مسلم حکومتوں نے علوم و فنون اور تہذیب و
تحفاظت کی عظیم خدمات کے ذریعہ سندھ و تران کرا قوام عالم
کی صفتیں عزت و رفعت کے ساتھ اپر لاطک کیا۔ محمد رحم
معروف و منکر دین میں کیا پھر بھائی ہے اور کیا بُری۔
اس موضوع پر بڑے دلاؤزیز انداز

میں روشنی ڈالی گئی ہے قیمت محمد رہ
زندگی کا سلیقه باول، بہنوں اور بیٹیوں کے

سنوار۔ قیمت مجلد ۲/-
اخسری بہشتی زیر یونیکسی بہشتی زیر مختلف اداروں کی
کتابت و طباعت وغیرہ کے انتباہ سے اختری بہشتی زیر
ایک انتیازی شان رکھتا ہے یہ آپ ہم سے طلب کر سکتے ہیں۔
مکمل مجلد ۲/- مجلد ساٹھی ۷/-

تفسیر سورہ فور انت: مولانا محمود ودی اس شاہکا تفسیر
میں ائمہ و اقیانوں کے پیشہ انتہا، انت جمع کئے
ہوئے و واضح کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے انصیل سے فرد ہات
انتہا کیونکہ ہوتا ہے اسلامی اخلاق کی بنیادی تعلیماں پر
شامل سورہ فور کی یہ تفسیر بالخط فرمائی ہے۔ بدیہی چار روپ پر
مدادیں سلوك موضعی نام سے ظاہر ہے۔ اس کا
مطابع آپ کے نہیں ہو گا۔ قیمت ۵/-
تفسیر سورہ الحزاب از مولانا مودودی ۲/۵/-

مسند امام احمد یہ کتاب آپ کو بتائیں گے کو فقہ حنفی اور
احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں کہتا تھا اگر اور بنیادی ربط ہے ۵۲۲، احادیث کا ذخیرہ
فقیہ ترتیب پر صحیح کیا گیا ہے جس سے ہر غافل و عام کو مطلع برہستے
دیکھتے ہیں پڑتی آسانی ہوتی ہے۔ کتاب کے آغاز میں مولانا
عبد الرشید نعمانی کا لاجواب مقدمہ بھی ہے اور تقاری احمد کے
قلم سے امام ابوحنیفہ نے حالات بھی ایک کا لمبی عربی ملحوظہ
اور دوسرے کا لمبی ارزو ترجیح۔ قیمت مجلد ۱۰/-

حاجہ ترمذ و مسند امام احمد دنیا میں کب اور کس کس زبان
کی تحقیق و تفصیل متوجین اور شارحین کے نام بہت عمدہ
معلوماتی کتاب ہے قیمت ۷/-

غیر سود می بینک کاری معاشریات کے اسکال احتجاج
خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتاب
میں یہ بتا ہے کہ غیر سود کو غیر مخصوص قرار دیج سینکوں کا نظام
کس طرح حل نہ تھا ہے۔ قیمت مجلد ۱۰/-

فتح الغرب شاہ عبدالقدوس حیلاني عکے وہ فرمودا
جس کا بطال الدول و دماغ کمنور کرتا
ہے جھاتی د اسرار اور رموز و معارف عالم ہم
زبان میں۔ قیمت مجلد ساٹھی ۷/- اور پے ۳/۵/-

مکتبات خواجہ محمد معصوم سرہندی معارف داسراں
اور نکات و لطائف سے بربز خطوط اور دو باب میں بسط
کی ہستین چیز۔ قیمت مجلد ۷/۵/-

مولانا مودودی اور تصوف کہا جاتا ہے کہ مولانا مودودی
کس تصوف کے دشمن ہیں اس
از امام کی پورت کذہ تحقیقت خرد مولانا کی ایسی تحریروں کے
کئیں ملاظ فرمائیں، یہ کتاب آپ کو بتائیجی کہ مولانا
کس تصوف کے دشمن اور کس کے حامی ہیں قیمت مجلد ۲/۵/-

مکتبہ سرحدی - دیوبندی (پ)

کہنے کو تو یہ ایک جدید رو سی ناول ہے مگر فلسفت ایک فنکارانہ تصویر ہے اُن خواہیں کی جھیں روس کی حکمت میں کیوں نہ زم کے غیر فطری اور جاہرا نہ عمل نے بھاری تپھر کی طرح روپی عوام کے سینوں اور سرودیں پر رکھ دیتے ہیں۔ یہ ناول اگرچہ اصلًا بس ایک ہی شعبہ زندگی کی سیر کراٹم ہے لیکن صفتانیہ اُس پوری زندگی کا تعارف ہے جسے روس میں عوام کی شاہزادگی "کہکش آپ اور ہم ایک ترم آمیز مسکراہٹ کا تبارد کر سکتے ہیں۔

اس ناول کے مصنف روسی ہی کے ایک ادبیں جھیلوں نے نوبل پر آئنر میال کیا ہے۔ ہم نے حق تصریح ادا کرنے کے لئے ان کے تفصیلی حالات کی تلاش کی تھی اور ان کا خلاصہ کا غذ پر ذمہ کر لیا تھا۔ کتاب کے موصول شدہ دو صحافیوں میں سے جس نے کامطالعہ ہم نے کیا یہ کاغذ اسی میں رکھ دیا تھا مگر ہماری سریلیکی دیکھ کر یہی تفسیر کوئی کرم فرمایا تھے کہ اسے اور اب ہمارے سامنے وہ دوسرے افسوس ہے جسے ہم نے نہیں پڑھا۔ ظاہر ہے کہ تباہ تو دری ہے مگر ہمچنانچہ پرہم نے دو روز مطالعہ کیے مقامات پر نشان لگانے کے جھینجھنے سمجھیں زیر گفتگو آتا تھا۔ اب یہ نشانات کہاں سے لا ایں۔ دوبارہ پوری کتاب دہراتی کی ہدایت نہیں۔ اہنہا تجزیاتی نویں کا تبصرہ اب نہ ہو سکے گا ویسے ترجیح ہے متعلق ایک جمیونی تأثیر یہ ضرور ذہن میں ہے کہ الگ رو گویاں متشابہ طریقے اچھے نظر نکار ہیں اور زبان کی دعفناہ، پختگی اور دل کشی ترجیح میں نمایاں ہے لیکن متعدد مقامات ایسے رہ گئے جن پر وہ نظر نہیں پاٹا۔ اس کی تبلیغ کے بعد تبدیلیوں کی گنجائش نظر جاتی ہے۔ افتخار "اقناد" کے باعث ہم ایسے مقامات کی نشاندہی نہیں کر سکتے مترجم خود ایک پار پوری کتاب اسی نقطہ نظر سے پڑھ لیں۔

"کینسر وارد" کے مصنف کو باری کیستے باری کی تفصیلات اور جزئیات کی تصویر کشی کا جو ملکہ حاصل ہے وہی اس ناول کی جانب ہے اور جب اس تصحیح تھیں تو پیش نظر کا جعل کے مصنف اُس ملک کے ادبی ہیں جہاں "اوپ" ایک

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو سخن آنحضرتی ہیں



کینسر وارد

• تصنیف:- ایکر ندر سولنطین • ترجمہ:- گویاں متشابہ

• صفحات ۲۵۰ - ناول سائز • کتابت و طباعت غیرت
کاغذ سفید - ثابت - تین روپے -

• شائع کردہ:- پیشیں اکاذبی - ۹ الفشاری مارکیٹ -
دریا گنج - دہلی علاقہ -

مولانا علی میاس کا نام آجائے کے بعد یہ کہنا تھیں
حال ہی ہو گا کہ یہ مضمون اپنے ظاہر و باطن اور صورت
سیرت دونوں اعتبار سے خاصہ کی جیزی ہیں۔ اشارہ بخیغ
السلوب دل کش، ابھی سوز و اثر میں ڈوبا ہوا۔ آہنگ قفت و
گداز لئے ہوئے۔ فکر و استدلالِ حکم۔ آراء و ذی رحبت
مصنف ایک پچ سالان کی حیثیت میں مسئلہ عرب اسرائیل
کا جائزہ لیتے ہیں۔ جائزے اور تکلیل میں ان کے زاویتے
قرآن حکیم سے مستفاد ہیں اور دنیا سے عرب سے بہت قدری
و اقیمت نے ان کے نقد و تبصرے کہ ایک شاہد علینی جیسا
نحو اور تیقین عطا کر دیا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف عامۃ الہمین کے لئے منع ہے
 بلکہ خواص اور علماء و فضلاء کے لئے بھی آئینہ حقائق ہے
 جو بخاست تبصرہ نگار کو اس میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں
 آئی جسے "مولو یانٹ دد" یا "واعظانہ نکتہ سنجی" میں سمجھی
 دی جاسکے۔ سب کم دکارت سچائیاں اور کم ویش و میش و میزی
 دلائل۔ اول سے آخر تک اس کتاب کی سطوط پڑھنے
 اور سبق لینے کی چیز ہے۔

کتنا سچ گما محترم مصنف نے:-

"میں اسے محدود مطالعہ تاریخ کی بنار پر یہ
عرض کر دیتا ہوں کہ سقوطِ بنداد کے بعد سے
پوری دنیا سے اسلام میں مسلمانوں کو اتنی بڑی
ذلت کا کبھی اور کہیں سامنا نہیں ہوا۔" (ص ۲۱)
اس و اسکاف صداقت کو اگر اس کے دفعہ مقدمت اور
عواقب اور برگ و بار کے ساتھ زیرِ مطالعہ لا یا جائے تو
بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ سقوطِ بنداد کے بعد اسلام اور
مسلمانوں کے لئے اس درجہ تباہ کن واقعہ مذکوراً جتنا یہ
واقعہ ہے۔ اس واقعہ کا سبب ہوں گا پہلو یہ ہے کہ
ویسیع قطعاتِ زمین کے ہاتھ سے نکل جانے ہی پر بس
نہیں رہی بلکہ جزو میں ظاہراً پہنچنے میں رہ گئی ہے وہ
بھی فی الاصل اشتراکی انتداب کے قبیلے میں ہے۔ وہ میں
نے اسوان بند میں تعادن دینے کے "کا رخیر" سے جوں سکیم کا

پابھولاں غلام اور ایک سیاسی ٹیکسے کچھ زیادہ مختلف حیثیت
نہیں رکھتا اور جہاں صداقت کو رہا۔ آئینی کے بغیر
بیان کرنے والی زبان زیادہ دن میں نہیں رہ سکتی تو
مصنف کی شجاعت و حجرات پر بے اختیار" حرباً گناہ کرتا
ہے۔ انھوں نے "حرم سرا" کی چلن کا ذرا سا گوشہ اٹھانے
کی جگارت کرتے ہوئے اپنی عاقیبات بلکہ زندگی تک کردا
پر بگاہ دیا ہے۔ کون جانے اس "حرب اطمینان" کی پاداش میں
تل وہ سایہ ریا کے کسی سر کمپ یا "اسپیشل نظم" یا
"خواہی تسبیت گاہ" میں کہا کا پھسل ہمارے ہوں۔
خلاصہ یہ ہے کہ "کینس و ارڈ" پڑھنے سمجھنا درجت
حامل کرنے کی چیز ہے۔

عالم عربی کا المیہر

- مجموعہ مضمون میں مولانا ابو الحسن علی ندوی صفحات ۲۴۶-۲۴۷
کا غذ سفید۔ لکھائی چھپائی خوشگوار سائنس غالبہ
۲۴۶-۲۴۷ قسم ساطھ میں روئے۔
- شائع کردہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام۔ لکھنؤ

دنیا کے عوامیں سینے پر جو شاہزادہ اسرائیل
نے جوں علیعہ میں لگائی تھی اسے اگرچہ تقریباً چار سال
ہونے کو آئے لیکن اس کا حادثہ آج بھی تازہ ہے۔ میاگھا
جن ماسورین کرخون اور پیپ اگل رہا ہے جس کی جڑ و نیس
کیسر سے زیادہ خطرناک ریشمہ شیوونا پا گئے ہیں۔

یہ کتاب اسی ہولناک طریقہ میں متعلق مولانا
علی میاس کی ان تقریبیوں اور تحریروں کا مجموعہ ہے جن کی
اشاعت اخبارات دو سال میں ہوتی رہی ہے اور کہیت
کے ایک ادارے سے یہ کتابی تشكیل میں بھی جھپٹ کیا ہے۔
اصلاً یہ عربی میں تھیں پیش نظر کتابیں ان کا اور دو تجہ
پر تیر ناظرین کیا گیا ہے۔ صرف ایک ٹھیکنے نیا ہے۔ "صد
ناصری مخالفت کیوں۔" یہ مصنف نے اور وہی میں پسرو
للم کیا ہے۔

نیوں مصنفوں نے بالکل صحیح کہا کہ "جو لوگ قرآن میں فلسفہ قدیم یا جدید یا سائنس کی تحقیقات کو تلاش کرتے ہیں در حقیقت وہ بہت بھی ناالصافی سے کام لیتے ہیں۔"

جواب کا جو رخ مصنفوں نے اختیار کیا ہے وہ اصلًا بالکل درست ہے اور یہ بھی حکیمانہ روشن ہے کہ انھیوں نے صرف قرآن پر پس نہیں کیا بلکہ احادیث سے بھی فائدہ اٹھایا۔ یعنی حضورون کو کتابی شکل میں لاتے ہوئے انھیں اسیں ضروری اضافے لازماً کرنے چاہیئے تھے۔ بحال ت موجودہ ایک ادھوری کتاب سے بھی جو حقائق کو صرف چھوپتی ہے ان کا علمی تجزیہ اور منطقی تحلیل نہیں کریں اس سے خوش عقدہ قسم کے مادوں کو جو تعلف اٹھا سکیں گے مگر متوضط درجے کے اہل عقل مزاحاہ لے سکیں گے۔ اس میں مغز تو موجود ہے لیکن اس پر جھلک بہت جھٹپٹھے ہوئے ہیں۔

آخر میں جماعت تبلیغی کے سابق امیر مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر وہ کہ چنان قباست نہیں چلتے جاتے تو شاید ہمتر ہوتا یہ بات نہیں کہ یقیناً وقوع نہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا مغفور کے مراتب بلند فرمائے ان کے حسن تقریر اور پاکیزگی بیان میں شک کوں کوں ملکتا ہے کہ ہر جمیع ہر محل میں درست نہیں ہوتی ممکناً مغفور کے جو کچھ کہا وہ اپنے اصل سیاق و سبقاً میں یقیناً درست ہو گا۔ لیکن زیر تبصرہ حضورون کے سیاق میں یہ نہ صرف بے چڑھتے بلکہ یہ رخا ہے اور اس کی واعظان حیثیت نفس حضورون کی واقعی تفہمت سے مریط نہیں معلوم ہوتی۔

حیرت ہے کتاب کا نام "چاند کی تفسیر" رکھا گیا۔ ایسا تو نہیں کہ یہ نام ناشر نے رکھ دیا ہو۔ خدا ہماری حالت پر رحم کرے۔ قرآن کے لفظ تفسیر کو ہم نے کھلونا ناکر رکھ دیا ہے۔ دوسروں پر سائنس سے مرعوب ہیت کا طبع کرنے والے بھی اگر چاند پر جا ہنچنے کو "تفسیر ماہ" سے قبیر کرتے ہوں گے اور علماء کو ان کے جوابات بھی دینے ہوں گے۔

آن غاذ کیا تھا آج وہ ایک تمثیری سے کامیابی کے تراجم طکر کر رہی ہے۔ مصر، عراق، شام، سودان سب کی باگ دور و سی طبلوں میں کے درست فن کار میں ہے۔ سادہ زبان استعمال کریجئے تو کہہ سکتے ہیں کہ ان حمالک کے موجودہ قائدین کو تم اپنے پتلیوں سے تربیہ حديثہ نہیں رکھتے جو اپنے عصموں غضوں بن دھی ہوئے دھاگوں کے ذریعے بازی گز کی انگلیوں کے اشاروں پر ناچتی ہیں۔ چھپنی ہوتی زمینوں کا واپس لانا اتنا شکل نہیں جتنا شکل یہ کام ہے کہ ان عرب حمالوں کو شتریت کے شکل سے چھڑا یا جاسکے۔

چاند کی تفسیر اور سائل کی ترجیح ایک مسلمان کی نظر میں

- مولانا تقی الدین ندوی مظاہری شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین۔ ترکیب و محفوظات ۶۴، لکھاں چھپائی معمولی۔ تتمہت۔ ساطھ ملی۔
- ناشر: مکتبہ فلاح دارین۔ ترکیب و محفوظات سوہنی

کتابی شکل میں شائع شدہ یہ مضمون یہ ہے تھا در رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں فائل تھصف نے بعض ان سوالوں کا جواب دیا ہے جو انسان کے چاند پر جا اترنے کے لیے میں خواہ مخواہ پیدا ہو گئے ہیں۔ "خواہ مخواہ" کا لفظ احمد نے اس نئے استعمال کیا کہ فی الحقيقة تو کوئی بھی سوال اس طرح کے سائنسی کارنامے کے پر طے ہے جنم نہیں یہتا۔ چنان کیا آدمی مریخ اور اس سے بھی آگے کے نتاوں پر جاؤ تو اسلام کے لئے اس میں کوئی حل نہیں۔ پے جنینی انتیک اور این و آن کی چوہلہ مسلم حلقوں میں پیدا ہوئی وہ تمرہ ہے جیل اور کم عقولی کا۔ اب جیل و کم عقولی ہی ہم مسلمانوں کا "طرة امتیاز" بن کر رہا چاکے تو یہ تکمیل موالات بھی یقیناً سیدا ہوں گے اور علماء کو ان کے جوابات بھی دینے ہوں گے۔

کے بغیر کہہ سکتے ہیں کہ در حق در حق بیش بہار مضمون سے معمور ہے افراد ہر اسلام پسند مسلمان چلے ہو وہ کلمہ یا شیر عالم خواہ وہ عورت ہو یا مرد ان مضمون سے اپنی دشائے ایمان کوئی بہاروں سے روشنایا کرنا نہ کی رہا پاسکتا ہے۔ مضمون کی ترتیب اس طرح ہے:-

پہلا باب۔ ایمانیات اور نسبت العین۔ اس کے ذیل میں بعض عنوانات دیکھنے والے تمام ضروری گزشوں کو روشنی میں لایا گیا ہے۔

دوسرہ باب۔ عبادات اور استقامت تیسرا باب تحریرت اور دعوت۔ چوتھا باب۔ تحركیں اور جماعیت۔ پانچواں باب۔ اخلاق و معاشرت۔ چھٹا باب کی طرح تمام ہی ابواب کے تحت ضمنی عنوانات قائم کر کے ہر پہلو پر تفصیل اور لذتیں مسود جمع کیا گیا ہے۔ سلسلہ پر شل لا اور خاندانی منصوبہ بنیادی جیسے تازہہ مسائل پر بھی ایک صادر المراء مسلمان کی حیثیت سے گفتگو کی گئی ہے۔ تبصرے کا غلام صدی یہ ہے کہ الحنات کا یہ سالنامہ صبورت و سیرت دو یوں اقتدار سے خالصہ کی چیز ہے۔ الحنات کا سالانہ چندہ دس روپے ۵۰ پیسے ہے۔ یہ ہم نہیں جانتے کہ سالنامہ بھی ادارہ اسی چندے میں دیتا ہے یا انہیں مبالغہ کیا جائی گا کہ سال بھر کے تمام پرچے اسی چندے میں مل جائے گوں گے۔

ہی تو ان لینا چاہئے کہ مروعیت کا اولین شکار وہ خود ہی ہیں۔

بہر حال کتاب بچہ حیثیت بھروسی ایمان افراد ہے اور بدینی سلطنت کے اعتبار سے دوسرا سے او تمیز ہے درجے کے لوگ اس سے خط اندوز ہو سکتے ہیں۔

islami dawat اسلامی دعوت اور خواتین

یہ ہے تو ایک مشبوط کتاب لیکن مکتبہ الحنات نے اسے اہنام الحنات کے سالنامے کی حیثیت سے چھاپا ہے۔ صفحات ۳۶: ۲۰ سائز غالباً 26×20 تکھائی گئی ہے۔

ماعت آفیٹ۔ کاغذ سفید۔ چلد پر گندب خضراء کی دلنش تصوریہ والا کمی زنگاگرو پوش۔ قیمت۔ پاچ روپے

اہنام الحنات اپنے ملکے ان ماہناموں میں منفرد مقام رکھتا ہے جو اصلاح و تبلیغ کے نیک مقصود کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ کہنے کو حیر توں، نغمروں اور آسان اور دو پیڈ کے والوں کے لئے ہے تو حقیقت میں اسکی افادیت کا دامن پوری ملت کے لئے وسیع ہے۔ ہلکے پھلکے مضمونیں کے میں اسطورہ میں بارہا یہ پند و موعظت کے ایسے قسم تھیں کہ تھیں کرتا ہے خپیں ذہنوں میں تازہہ اور دلوں میں جاگریزیں رکھنا علماء و فضلاء اور زہاد و اقیام کے لئے بھی اتنے بھی ضروری ہے جتنا کسی عالم آدمی کے لئے۔

پیش نظر سالنامہ بھی اسی نوع کی چیز ہے۔ اس میں جو مضمونیں روایت و نظم کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں ان کا راست مقصود تو اگرچہ "مسلم خواتین کے لئے تحريك اسلامی اور امن کے تقاضوں کا جامع تعارف" ہے مگر ضمناً وہ ہر مسلمان کے مطالعے کی چیز ہیں خواہ وہ عالم ہو یا عامی طرز تحریر کا فارغ ہم اور الفاظ کا سہل ہو نالازماً یعنی نہیں کھتنا ہو سکتی و مطالب بھی ہر اختری یا مطل کلاس کی تحریک محدود ہیں۔ یہ نے بالاستعمال نہ سہی لیکن متعدد مقامات سے پہنچنے والے مضمونات کو اسکو نکلی رہا اور دل میں آستارا میسا بغ

جلد متوقع تبصرے

- چاند کی تفسیر قرآن کی نظر میں
- تکفیری افسانے
- متتابع زندگی
- دار حی اور فطرت کی باتیں

طوفان سے ساحل تک سابق لیو پولڈاوس میں اور مو جوہر کی وہ تہذیت یا فترت کت جس میں بخوبی بنے تفصیل سے اپنے اسلام لائے داستان لکھی ہے۔ آدمی ہے حد ذات ہیں اور صاحب ہیں اس نے داستان کے ذیل میں لے شمار معاشرتی اور اخلاقی مسائل پر نہایت دلنشیں اور ایسا افروز گفتگو کئے ہیں قیمت مجلد ۵/-

خشن اخلاق عوکا میتین قرآن و حدیث کے نو قی، علم و دالش کے جواہر پارے اور فوٹ بیونڈ بیونڈ اور خود افروز مصائب پر مشتمل، اس کتاب کی مقولیت یہ ہے کہ اس کو تین ایکشن چھپ چکے ہیں خاص عالم ہر حلقة میں اسے پسند کا جاتا ہے تازہ ایکشن معتبر حسین سر زنگ گرد پوشش کے ساتھ قیمت ۱۰/-

الشرف احادیث تصوف کی معرفت پر مولانا منظور نعیانی کی معروف کتاب آپ چ کیے کریں؟ قیمت مجلد ۲/-

دینی دعوت کو فر آئی اصول ایک فکر ایک فکر ایک فکر جو دینی دعوت کے بنیادی اصولوں پر بحث کر رہے ہیں قیمت مجلد ۳/-

تقدير کیسے ہے؟ تقدیر کے ناڑی اور سجدہ سندھر کو افراد کتاب قیمت مجلد ۵/-

تلash راون مولانا اشرف علی کی تھاڑی مولانا منظور نعیانی، مولانا سید احمد الاعلیٰ مورودی، میلان غفاری، جو دھرمی عملی احمد، قیمت مجلد ۲/۵/-

ایصال ثواب ایصال ثواب کا دفعہ صحیح طریقہ جو بیرون صفائی معاملات میں مولانا اشرف علی کی معاملات کی صفائی کے شرعی طور طریقہ بیان فرمائے ہیں۔ یہ سے کام کا رہا ہے قیمت ۳۰/- پیسے۔

اختلاف مسائل میں اعتماد شاہ ولی اللہ دہلوی کے رسالہ "الافتضاف"

کارو و پیکر فقة اور حدیث، تقلید اور احتجاد، حفظ اور شافعیت وغیرہ کی بخوبی میں راہ اعتماد اگلی نشان دہی۔ قیمت مجلد ۱/۵/-

تاہیخ اسلام ملک مبارک سے تعلیم پاکستان نکلے

تفصیل دھکپ اور سند تاریخ مولانا اکبر شاہ بیہب آبادی کا دو تقول کا راز نامہ ہے جس نے ان کے نام کو زندہ جاد دینا دا ہے، کم تو بیش سارے تیرہ صد یوں کی طوں داستان صرف داستان نہیں بلکہ تھیہ بعترت بھی ہے، ہم مسلمان ہو گریبی یہ نہ جانیں کہ ہمارا ماضی کیا ہے تو محرومی کی بات ہے۔

عدوہ کتابت و طباعت اور اچھے کاغذ پر یہ شاندار کتاب تین جلدیں میں چھاپی گئی ہے۔ مکمل مجلد ۴/-

تاہیخ دعوت و عزیمت مکمل ہر حصہ اسی وہ تالیف ہے

تمام دنیا نے اسلام میں بہت پسند کیا گیا ہے یہ ہمارے ان اسلام کے کارناٹوں سے روشناس گراتی ہے جو اپنے اندازیں دین کی خدمت کا خوب خوب حق ادا کر رہے ہیں قیمت مکمل مجلد ۶/-

مکتبہ بھلی - دیوبند ریوچی